



# خاتون اسلام

(المرأة المسلمة)

تأليف  
فضيلة الشيخ الوكير الجزايري

ترجمة  
سعید احمد قمر الزمان

المكاتب التعاونية للدعوة والإرشاد بالبيعة والصناعية الجديدة  
تحت إشراف وزارة الشفرون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد  
من بـ: ٢٤٩٣٢ الرياض ١١٤٥٦ - البيعة: تلفون ٤٣٣٠٨٨٨ (أربعة خطوط)  
الصناعية: تلفون ٤٣٠٣٥٧٢ - فاكس ٤٣٠١١٢٢ المملكة العربية السعودية

بسم الله الرحمن الرحيم

خواتين اسلام کے لئے بہترین لائجحہ عمل

# خاتون اسلام

(المرأة المسلمة)

تألیف  
فضیلۃ الشیخ الموکدر الجزایری

ترجمہ

سعید احمد قرزالزمان

المکتب التعاوی للدعاوة والارشاد بالبدیعۃ، الریاض

ح

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بالبديعة، ١٤١٩هـ

- فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
- الجزائرى، أبو بكر بن جابر
- المرأة المسلمة / ترجمة سعيد قمر الزمان. - الرياض.
- ٢٢٤ ص ٢٠٧١٤ سم
- ردمك: ٩٩٦٠-٧٩٩-٣٠-١
- (النص باللغة الأردية)
- ١- المرأة في الإسلام
- أ- قمر الزمان، سعيد (مترجم)      ب- العنوان
- ٢١٩,٩ ديوبي ١٩/٢٤٣٣

رقم الإيداع: ١٩/٢٤٣٣

ردمك: ٩٩٦٠-٧٩٩-٣٠-١

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تمہید

الحمد لله رب العلمين والصلة والسلام على أشرف الآباء  
والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم . وبعد :

عورت کو دیتا نے جس نگاہ سے دیکھا ، وہ مختلف علاقوں میں مختلف رہی ، علماء یورپ میں مدتیں تک یہ سوال زیر بحث رہا کہ آیا عورت انسان بھی ہے یا نہیں ، روما اس کو گھر کا ائمہ کی سمجھتا تھا اور وہ وراثت کی طرح ورثاء میں منتقل ہوتی تھی ، یونانی اس کو شر اور شیطان کی بیٹی اور آللہ کا کارکتھے تھے ، یہودی اس کو لعنت ابدی کا مستحق اور جسمی قرار دیتے تھے ، عیسائی اس کو باغ الناسیت کا کاتھا اور شجرہ ممنوع سمجھتے تھے اور ان کی حکومت رومہ الکبری میں عورتوں کی حالت لوٹدیوں سے بدتر تھی ، ان سے جانوروں کی طرح کام لیا جاتا تھا ، اور بقول مشہور دانشور اسپرینگر نو لاکھ عورتوں کو یورپ میں عیسائیوں نے زندہ جلایا تھا ، رومان کیتھولک فرقہ کی تعلیمات کے رو سے عورت کلام مقدس کو چھو نہیں سکتی تھی اور گرجا گھر میں داخل نہ ہو سکتی تھی ۔

دور جاہلیت میں رومکیوں کی ولادت کے بعد انھیں زندہ در گور کر دیا جاتا تھا ۔ اور ان کو اپنے لئے عار و ذلت سمجھا جاتا تھا ، ہندو مذہب میں ویدوں کی تعلیم کا

دروازہ عورت کے لئے بند تھا اور شوہر کے مرنے کے بعد اسے بھی شوہر کی چتا کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا اسی طرح ایران و چین میں عورت انتہائی جبرا و استبداد اور ظلم و تتم سے دوچار تھی۔

لیکن دین اسلام نے عورتوں کو اس ذلت و پستی سے اٹھا کر عزت و شرف و منزلت کے بام عروج پر پہنچا دیا اور اسلام کا نقطہ نظر اس سے یکسر مختلف ہے، وہ اسے چھرہ انسانیت کی زیست، مردوں کے لئے شریکہ حیات اور باعث الافت و سکینت اور نیسمہ اخلاق کی کمکت، تصور کرتا ہے اور ان تمام فضائل وسائل میں اسے حصہ دار بنا دیتا ہے جسے مرد حاصل کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتا ہے کہ عورت بھی ولیٰ ہی انسان ہے جیسا مرد ہے:

**"خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها"**

(النساء: (۱) اللہ نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی کی جنس اس کے جوڑے سے پیدا کیا۔

اسلام کی نگاہ میں عورت اور مرد کے درمیان کوئی فرق نہیں دونوں کو اپنے اپنے عمل کا اجر ملے گا:

**"للرجال نصيب مما اكتسبوا وللننساء نصيب مما اكتسبن"** (النساء:

(۵)

مرد جیسے عمل کریں ان کا وہ پھل پائیں گے اور عورتیں جیسے عمل کریں ان کا وہ پھل پائیں گی۔ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ روحانی ترقی کے درجات مرد کو مل سکتے ہیں وہی عورت کے لئے بھی کھلے ہوئے ہیں اور اسے بھی

اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے حصول کی ترغیب اور حیات طیبہ کا وعدہ کیا گیا ہے۔

" من عمل صالحًا من ذكر أوثق و هو مؤمن فلنحينه حياة طيبة  
ولنجزينهم أجرهم بأسن ما كانوا يعملون " (الخليل: ٩٧)

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بشر طیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور ایسے لوگوں کو اسکے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے عورت کو ذلت اور عار کے مقام سے اٹھا کر عزت و منزلت کے مقام پر پہونچایا اور اسے متعایحیات کی بہترین چیز قرار دیا ہے، ارشاد ہے : الدنیا حلوة خضرة و خیر متعاعها المرأة الصالحة " دنیا ایک شیریں و سبزو شاداب شی ہے لیکن اس میں سب سے بہترین نعمت نیک عورت ہے۔

اسلام نے عورت کو جو وسیع دینی تعلیمی معاشرتی و اخلاقی حقوق دئے ہیں اور عزت و شرف و منزلت کے جو اعلیٰ مراتب خواتین کے ہر طبقہ کو دئے ہیں ان کی تغیری کسی قدیم و جدید معاشرتی نظام میں نہیں ملتی۔ چنانچہ یہ حقوق کبھی ماں کی حیثیت سے تو کبھی بیٹی کی حیثیت سے تو کبھی بیوی کی حیثیت سے تو کبھی بہن کی حیثیت سے دئے ہیں، حدیث میں ہے : الجنة تحت اقدام الامهات، جنت تمہاری ماوں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور ماں کی خدمت کو جادا پر ترجیح دی ہے اور ماں کی نافرمانی کو حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔

حدیث میں ہے : جس کی لڑکیاں پیدا ہوں اور اچھی طرح ان کی پرورش کرے تو یہی لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے (مسلم)  
اسی طرح ارشاد ہے : جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے جیسے میرے ہاتھ کی دو الگیاں ساتھ ساتھ ہیں (مسلم)

حدیث میں ہے : دنیا کی نعمتوں میں بہترین نعمت نیک بیوی ہے (نسائی)  
دوسری طرف قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں عورتوں کے حقوق کی رعایت اور ان سے حسن سلوک کی جگہ جگہ تکید آتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وعاشروهن بالمعروف" عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔  
"ولهمن مثل الذی علیہم" عورت پر جیسے فرائض ہیں ویسے ہی اس کے حقوق بھی ہیں۔

حدیث میں ہے : دنیا کی چیزوں میں مجھ کو سب سے زیادہ محظوظ عورتیں اور خوبیوں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نمازیں ہے۔ (نسائی)  
یوم عرفہ کے مشور تاریخی خطبہ میں بھی آپ نے عورتوں کو فراموش نہیں کیا اور فرمایا : لوگوں عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو، اس لئے کہ تم نے ان کو اللہ کے نام کے واسطے سے حاصل کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار موقع پر مردوں کو عورتوں کے ساتھ ادائے حقوق، حسن سلوک، اور بہتر معاشرت کی ترغیب دی ہے۔

عورتوں کو دینی اور دنیوی علوم سیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ

ان کی تعلیم و تربیت کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس قدر مردوں کی تعلیم و تربیت، بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین و احلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی کرتی تھیں، آپ نے ان کے لئے اوقات میں فرمادئے تھے جن میں وہ حاضر ہو کر آپ سے علم حاصل کرتی تھیں، آپ کی ازواج مطہرات اور خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف عورتوں کی بلکہ مردوں کی بھی معلمہ تھیں اور بڑے بڑے صحابہ اء کرام و تابعین عظام ان سے حدیث تفسیر و فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

اشراف تو درکنار بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لوٹنڈیوں تک کو علم و ادب سکھانے کا حکم فرمایا ہے، ارشاد ہے: جس کے پاس کوئی لوٹنڈی ہو اور وہ اس کو خوب تعلیم دے اور عده تندیب و ادب سکھانے پھر اس کو آزاد کر کے شادی کر لے اس کے لئے دوہرا اجر ہے (بخاری)

قریون اولی میں عورتوں نے مردوں کی طرح اسلامی علوم و فنون کے حصول اور اس کی نشو و اشاعت میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، چنانچہ سب سے پہلے دین اسلام کو قبول کرنے کی سعادت ایک خاتون حضرت خدیجۃ الکبری کے حصہ میں آئی۔ اور اسلام میں سب سے قبیل جام شادت نوش کرنے کا شرف بھی ایک خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوا، اور خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کا باعث بھی ایک خاتون ان کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بن خطاب کی دعوت واستقامت ہے۔

یہ ہے وہ قدر و منزلت، جسے عورت نے اسلامی شریعت کے تحت حاصل

کیا۔ اور یہ ہے وہ اسلامی تعلیم جس پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے لازمی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم و تربیت وہ ہے جو اس کو ایک بہترین بیوی، بہترین ماں، اور بہترین گھروالی بنائے، اس کا اصل دائرہ عمل گھر ہے۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ ان علوم و فنون کی تعلیم دی جانی چاہئے جو اس دائرہ میں اسے زیادہ مفید بنائے اور ضمناً وہ علوم و فنون بھی حاصل کر سکتی ہے جو اس کے اور معاشرہ کے لئے مفید ہوں، بشرطیکہ موزوں و مناسب ماحول میں حاصل کئے جائیں اور ایسے ہی ماحول میں انعام دئے جائیں اور ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کے لئے مقرر کئے ہیں۔

آج ہر سو حقوق نسوان کا چرچا ہے، اور عورت کو ہر شعبہ حیات میں مردوں کے مساوی حقوق دینے کی قسم زور و شور سے جاری ہے، سوسائٹیاں قائم ہو رہی ہیں کافرنیس متعقد ہو رہی ہیں اور انہیں چرا غخانہ سے شمع محفل بنائیکی کوشش ہو رہی ہے، اور عورتوں نے عزم مردانہ کے ساتھ ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے دوش بدؤش دوڑنے کا تھیہ کر لیا ہے، کیا ان تحریکوں سے عورتوں کو جائز حقوق ملے ان کی عزت اور شرف میں اضافہ ہوا، ہرگز نہیں، بلکہ انہیں مزید ہوا وہوس کا شکار بنایا گیا اور یہ نام نہاد حقوق اسی وقت تک محدود رہتے ہیں جب تک عورت نوجوان رہتی ہے لیکن جب وہ ملوڑی ہو جاتی ہے تو کسپرسی کی حالت میں گوشہ ء گمناہی میں ڈال دیا جاتا ہے، اور اس کے سارے حقوق نسیاً نسیاً گردئے جاتے ہیں۔

دوسری طرف یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے ایسے وقت میں جب

عورت حقیقتاً غلامی کی زندگی بسر کر رہی تھی، ایک انقلاب عظیم برپا کیا، اسے زبردست حقوق و مراحتات سے نوازا اور ہبھی نوع انسانی میں طبقہ نسوان کا درجہ بلند کیا، آج حقوق نسوں اور تعلیم نسوں اور بیداری خواتین کے جو الفاظ سنے جا رہے ہیں، یہ سب اسی انقلاب انگیز صد اکی بازگشت ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بلند ہوئی تھی اور جس نے افکار انسانی کا رخ ہمیشہ کے لئے بدل دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر مسلمان خواتین کے بارے میں اسلامی تعلیم پر مکمل عمل کیا جائے تو خواتین کو ان حقوق سے بہت زیادہ حقوق مل جائیں گے جن کا وہ آج مختلف پلیٹ فارموں سے اپنے لئے مطالبہ کر رہی ہیں۔

آج ہمارا معاشرہ اسلام کا مدعی ہوتے ہوئے، روز بروز اسلام سے دور ہوتا جا رہا ہے، اور زندگی کے ہر شعبہ میں بے دنتی اور بد اخلاقی، بے راہ روی جگہ پکڑتی جا رہی ہے، ٹیلیویزین اور فحش لٹریچر کی کثرت، پورے معاشرہ کو اپنی گرفت میں لے کر ان کی تعلیم و تربیت کر رہے ہیں، اسلامی عقائد اور تعلیمات میں شک و شبہات پیدا کئے جا رہے ہیں، گھر سے باہر اسکول اور کالجوں میں ذہنوں کو مسموم اور اسلام سے دور کیا جا رہا ہے۔

ان مذکورہ بالا صور تھال میں ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں، اور ان مکرات اور فواحش اور ان کے اسباب اور وسائل کے دفاع اور اسداد کے لئے غیر معمولی جدوجہد کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے، اور ان کا مقابل پیش کرنا وقت و زمانہ کا اہم تقاضہ ہوتا جا رہا ہے، وہ یہ کہ ہم اسلامی تعلیمات اور

دینی اقدار ، اخلاقی آداب کو مختلف وسائل اور اسالیب سے زیادہ سے زیادہ پھیلائیں اور دعوت دین کو اپنا مقصد حیات بنائیں ، یوں تو پورے معاشرہ کی اصلاح کی ضرورت ہے ، لیکن خصوصیت کے ساتھ اصلاح خواتین پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے ، کیونکہ ماں کی گود ہر بچے کی سب سے پہلی درگاہ اور تربیت گاہ ہے ، زیر نظر کتاب " خاتون اسلام " اسی سلسلہ کی کامیاب کوشش ہے ، جسکے مصنف علامہ شیخ ابو بکرالجزائیری حفظہ اللہ عالم اسلام کے مشہور مفکر داعی ، اور عالم اسلام کی مشہور یونیورسٹی ، جامعہ اسلامیہ ، مدینہ منورہ کے سینئر استاذ اور مسجد نبوی کے ممتاز مدرس اور مبلغ ہیں ، موصوف محترم نے بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے اسلامی تعلیمات کو جمع فرمایا ہے ، اور خاتون اسلام کو دینی اور دنیوی جن جن باتوں کی ضرورت ہو سکتی ہے اسے غیر معمولی جامعیت سے یکجا کر دیا ہے ۔

کتاب کی اسی جامعیت اور خوبیوں کے پیش نظر یہ خواہش ہوئی کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں کر دیا جائے تاکہ اردو قارئین و خواتین اس کی افادیت سے محروم نہ رہیں ۔

آج بڑی مسرت و خوشی سے اس کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے ، اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اسے ہمارے اور تمام خواتین کے لئے مفید بنائے اور شرفِ قبولیت سے نوازے ، اور اپنی تمام دینی ہبتوں سے گذارش ہے کہ اس کو اپنی زندگی کا نمونہ ولا تحرِ عمل بنائیں اسوقت انہیں معلوم ہوگا کہ دینداری اور خدا ترسی ، پر ہیرنگاری ، عفت و عصمت اور صلاح و تقویٰ کے ساتھ وہ دنیا کو کیونکر نباہ

سکتی ہیں ، اور دنیا و آخرت دونوں کی نیکیوں کو اپنے آنچل میں کیسے سمیٹ سکتی  
ہیں ۔

اللہ رب العزت ، اس معمولی کوشش کو ذریعہ نجات بنائے ۔ (آمین)

سعید احمد قرقاز مال ندوی  
المنامہ ، دولۃ المحرین ۔

بسم الله الرحمن الرحيم

## مقدمة

الحمد لله الذي لم يخلق الانسان عبثاً (١) ، ولم يتركه سدى (٢) ، بل خلقه ليذكره وكلفه ليشكره . اناط سعادته وكماله بطاعته ، وربط شقاءه وخسارته بمعصيته .

والصلة والسلام على نبينا محمد عبدالله ورسوله، الداعي الى الله، والهادى الى صراطه والترضى الكامل على آله، وصحابته وخلفائه فى دعوته، وامانة على ملته، والترحم التام على تابعيهم وسالكى سبيلهم فى الایمان والاسلام والاحسان .

وبعد :

زیر نظر کتاب "خاتون اسلام" ان تمام تعلیمات پر مشتمل ہے جن کا ایک

---

(۱) اللہ تعالیٰ کے ارشاد : افحسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون (المؤمنون ۱۱۵) سے مخوذ ہے، ہاں تو کیا تمدا خیال تھا کہ ہم نے تمیں یوں ہی بلا مقصد پیدا کرونا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹا کر لائے نہ جاؤ گے .

(۲) اللہ تعالیٰ کے ارشاد : ایحسب الانسان ان یترک سدى" (القیام : ۳۹) سے مخوذ ہے، کیا انسان اس خیال میں ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دا جائے گا .

مسلمان خاتون کو اپنے دینی امور خواہ وہ عقیدہ و عبادات یا وہ معاملات ، آداب و اخلاقیات سے متعلق ہوں جانا ضروری ہے، ہم نے اسے آسان اسلوب اور واضح عبارتوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ ایک مسلمان خاتون وہ سب کچھ حاصل کر لے جو اسے دوسری چیزوں سے مستغفی کر دے، اور وہ اپنے دینی امور کی ان اہم باتوں کو سیکھ لے جو اس کے لئے کافی و شافی ہو جائیں، اور ہم کو اس کا احساس ہے کہ ایک مسلمان خاتون کو ان تعلیمات کی کتنی سخت ضرورت ہے، اور ساتھ ہی اس کا بھی اندازہ ہوا کہ عورتوں کے لئے اس کتاب کی طرح کوئی جامع اور صحیح کتاب کسی اور نے تالیف کی ہو نظروں سے نہیں گزری ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے فتح بخش بنائے اور ہمیں اجر و ثواب سے نوازے، وہ دعاوں کو قبول کرنے والا اور ہر چیز پر قادر ہے۔  
اور مزید اپنا صلاۃ وسلام اور برکتیں و رحمتیں نازل فرماء اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے پاکیزہ اہل خانہ اور تمام صحابہ کرام پر ۔

\*\*\*\*\*

## ایک ضروری و اہم انتباہ

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے۔

خاتونِ اسلام اپنی جان کو جہنم سے بچائیے اور یاد رکھئے کہ آپ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویت جگر ہیں، ان سے بڑھ کر نہیں ہو سکتیں حالانکہ ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا : اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ، میرے مال میں سے جو کچھ چاہے سوال کرو، کیونکہ میں اللہ کے یہاں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا، اپنی جان کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ (۱)

خاتونِ اسلام : میں آپ کو ڈراستے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب جہنم پیش کی گئی تو آپ نے اس میں آکٹریت عورتوں کی دیکھی۔ (۲)

(۱) برایت صحیح مسلم ۱ - ۱۳۲ مختلف الفاظ سے۔

(۲) بخاری میں ہے کہ : میں نے جہنم کو دیکھا اس سے زیادہ بھیک مظہر میں نے کبھی نہیں دیکھا، اور اس میں زیادہ تر عورتیں نظر آئیں، صحبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس وجہ سے ایسا ہوا؟ آپ نے فرمایا اللہ کی نائکری اور شوہر کی نافرمانی کر میں ہیں اور زندگی بصر کے احسان کو فراموش کر دتی ہیں اگر تھوڑی سی (کی) دکھ لیتی ہیں، تو کتنی ہیں کہ میں نے تم سے کبھی بھی بحلل نہ دیکھی، بخاری ۲/۲۳ باب الکسوف

اور میں آپ کو توجہ دلاتے ہوئے کہتا ہوں کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے " دنیا کے (فتنہ) سے بچو اور عورتوں کے (فتنہ) سے بچو، کیونکہ جنی اسرائیل میں پھلافتنہ عورتوں ہی سے اٹھا تھا"

(۱)

مجھے اجازت دیجئے کہ عورتوں کے فتنہ کی ایک مثال بیان کروں، مجھ سے ایک سچے شخص نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ملک میں ایک عورت نے اپنے شوہر کو انٹھارہ ہزار سعودی ریال کا لباس لانے پر مجبور کیا، اور اس نے اس کے لئے خرید لیا تھا۔

اللہ کی بندی بصیرت کی نگاہ سے دیکھئے کے یہ کتنا بڑا فتنہ ہے اور یقین رکھئے کہ آپ اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہی ہیں، لہذا اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائیے، یہ یقین جاتے آپ جہنم کے عذاب کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہیں۔

اگر ان پہاڑوں کو جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ بھی پگھل جائیں گے، آپ کی حیثیت تو ان مفسبوط پہاڑوں اور اوپری چوٹیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

---

(۱) رواہ مسلم (۸/۸۹)

خاتون اسلام : اپنے کو جہنم کی آگ سے بچائیے کیونکہ دنیوی زندگی کی آرام و آسائش کم اور مختصر ہے اور اخروی زندگی بہتر اور پاکیزہ ہے، لہذا اپنے مال و جمال اور مردوں پر اترائیے نہیں، کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کام نہیں آنے والی ہیں، اس لئے میں پھر دوبارہ کہتا ہوں، اپنے کو جہنم کی آگ سے بچائیے۔ اور یہ یقین رکھئے کہ آپ کی نجات و سعادت کا راستہ وہی ہے جو آپ کے لئے اس کتاب "خاتون اسلام" میں بیان کیا گیا ہے، لہذا اس کا مطالعہ کیجئے اور اس میں غور و تکریب کیجئے اور اس کے مطابق عمل صالح کیجئے، انشاء اللہ سعادت و نجات آپ کو نصیب ہوگی حالانکہ میں آپ کو بار بار ڈراچکا ہوں، اس کے بعد آپ اپنے کو لعنت و ملامت کیجئے گا۔

زیر نظر کتاب ہر ان تعلیمات پر مبنی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے، خواہ وہ عقائد و عبادات سے متعلق ہوں یا اخلاق و آداب سے، اسی طرح ان پدایات پر مشتمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرمایا ہے، خواہ ان کا تعلق شرکیات یا دیگر تمام قولی و فعلی حرام کردہ چیزوں سے ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی مدد اور مفقرت کے طلب گار بنئے اور علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہوئے، صبر سے کام لیتی رہئے تا آنکہ آپ کا عقیدہ و آپ کی عبادات و اخلاق و آداب پا یہ تکمیل کو پہنچ جائے آپ دار ابرار جنت کی مستحق نہ ہو جائیں اور جہنم کی آگ سے نجات نہ پا جائیں۔

اللہ تعالیٰ امیری اور آپ کی یہ خواہش پوری فرمائے۔ (آمین)

## خاتون اسلام کا عقیدہ :

مسلمان خاتون کو ان باتوں پر صدق دل سے ایمان لانا چاہئے اور اس کا یقین رکھنا چاہئے کہ یہ عقائد حق ہیں جس میں باطل کا کوئی شائستہ نہیں ہے۔ خاتون اسلام، اس پر ایمان و یقین رکھئے کہ جس ذات پاک نے آپ کو اور ساری علوی و سفلی کائنات کو، زمین کے ایک ایک ذرہ سے لے کر آسمان کے سارے طبقات تک، اور دونوں کے درمیان جو کچھ بھی مخلوقات ہیں چاہے وہ انسان ہو یا حیوان، نباتات ہوں یا جمادات، پیدا فرمایا ہے۔

وہ آپ کا اور آپ کی اروگرو تمام چیزوں کا خواہ وہ آپ کے اوپر ہوں یا نچے، جس کا آپ علم و ادراک رکھتی ہوں یا نہیں، پروردگار ہے، اور وہی ذات پاک سارے جہاں کا رب ہے جسے ہم "اللہ" جل شانہ سے یاد کرتے ہیں، جس کے معنی "ایے معبود یہ حق کے ہیں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ ساری مخلوقات اس کو معبود سلسلیم کرتی ہے یعنی اس کی عبادت کرتی ہے اس سے محبت خوف و خشیت اختیار کرتی ہے (۱)

(۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے اوامر کے اھال اور اس کے مقاصد کو پورا کر کے ہوتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو جاتی ہے جسے وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتی۔ (باقیہ صفحہ ۱۸ پر == =)

اگر آپ سے کوئی یہ کہے یا شیاطین انس و جن میں سے کوئی یہ بات آپ کے ذہن میں بطور وسوسہ کے ڈالے کہ ایسے معبد پر کبھی ایمان و یقین رکھتی ہیں جس کو آپ نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے تو اس سے آپ یہ کہئے کہ کسی چیز کی تصدیق کے لئے اس کا دیکھنا شرط نہیں ہے۔ چنانچہ لوگ ہمیشہ سے بہت سی چیزوں کو مانتے ہیں اور ان کے وجود کی تصدیق بھی کرتے ہیں، اور ان کی صحت کا اقرار کرتے ہیں لیکن انہوں نے ان چیزوں کو دیکھا نہیں ہے اور نہ ان ہی لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں ان کو دیکھا ہے۔

**اول :** اس مسئلہ کو ہم چند مثالوں سے واضح کرتے ہیں:

ایک شخص اپنے دادا کے دادا، یا نانی کی نانی کو نہیں دیکھے ہوئے ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا یقین رکھتا ہے کہ اس کے دادا کے دادا اور نانی کی نانی موجود تھے۔

---

صفحہ ۱۳ (اکا بقیہ) = = = = بعض بندوں کا اللہ کی اطاعت سے ہافرلی کرنا انہیں اللہ کی بندگی سے نہیں کمال دیتا۔ کیونکہ وہ اس کی تائیخ و سرگاؤں میں اور ان کے سارے اعمال کا خالق اللہ ہے جو انسان کے واسطے سے وجود میں آیا، اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو وہ پیدا نہیں ہوتے، وہ سرے الفاظ میں زیادہ واضح طور پر ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مشیت سے کوئی مخلوق باہر نہیں لکھ سکتی، اور اللہ تعالیٰ کی شرعی مشیت جس کے مطابق آخرت میں جراء و سزا مرتب ہوئی، بندے کا اس سے نکلا ممکن ہے، اس وجہ سے اسے گنگار کا جاتا ہے اور اس عمل پر اسے جزا اور سزا دی جاتی ہے۔

دوم : وہ کپڑے جو آپ نسب تن کی ہوئی ہیں کیا آپ نے دیکھا ہے کس نے اپنے آلات سے بنے بنائے ہیں ؟ جواب ہوگا نہیں ، لیکن آپ یقین رکھتی ہیں کہ کسی کاریگر نے اسے بنایا ہے اور اسے فروخت کیا ہے اور پھر ہمارے پاس وہ پہونچا ہے ۔

سوم : کیا آپ نے جاپان کا شہر ٹوکیو دیکھا ہے یا کم سے کم اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اس کی زیارت کی ہو ، جواب عموماً غافی میں ہوگا لیکن اسکے باوجود اس شہر کے وجود کا آپ پورا یقین رکھتی ہیں ، کیونکہ آپ نے بیشمار لوگوں سے اس کے متعلق سن رکھا ہے اور محض ان ہی خبروں کی بنیاد پر آپ اس کے وجود کی قائل ہیں ۔

چہارم : اگر کسی بچی کو اس کے والدین یہ بتائیں کہ تمara ایک بھائی ہے جس کا نام احمد ہے ۔ ہے اس نے دیکھا ہی نہیں کیونکہ وہ اس کی ولادت سے پہلے امریکا نکنیکل تعلیم حاصل کرنے چلا گیا تھا اور وہ واپس نہیں آیا ہے تو کیا یہ بچی محض اس بنیاد پر کہ اس نے اسے دیکھا نہیں ہے ، اس بھائی کا انکار کر دے گی اور والدین کی باتوں کی تکذیب کر دے گی ، جواب غافی میں ہوگا بلکہ اس کے بر عکس اپنے والدین کی باتوں کی صدق دل سے تصدیق کرے گی ، اور اپنے بھائی احمد کے وجود کا اقرار و اعتراف کرے گی ۔ اور اس کے یقین میں اسوقت کتنا اضافہ ہو جائے گا جب احمد اس کے پاس کوئی خط بھیج دے ۔ اور اس کے ساتھ اس کے لئے ایک سونے

کا نکلن بھی ہو۔ اگر کوئی شخص احمد کے وجود کا انکار کر دے تو یہ بچی اسکی  
تکذیب کرے گی اور اس کا مذاق اڑاتے ہوئے اسے احتم و کم عقل کے  
گی، اس وقت بہن کے ایمان و یقین کا کیا عالم ہوگا جب احمد اس کے  
پاس دوسرا خط لکھے اس میں اپنا حلیہ بیان کرتے ہوئے یہ لکھدے کہ وہ  
سرخ و سفید اور خوبصورت ہے۔ اور میانہ قد ہے نہ تو بہت لمبا ہے اور نہ  
پستہ قد، وہ اپنے اخلاق و عادات کی توصیف کرتے ہوئے لکھے کہ وہ اعلیٰ  
و افضل اخلاق کا حامل ہے، خیر و احسان کی چیزوں کو پسند کرتا ہے اور  
نفس نفسیں انجام بھی دیتا ہے، ظاہر ہے کہ بہن ان سب باتوں کو سن  
کر اپنے بھائی کے وجود و معرفت میں کامل الیقین ہو جائے گی، حالانکہ اس  
نے اسے کبھی دیکھا نہیں ہے۔

**پنجم:** کیا آپ عقل و فهم نہیں رکھتیں، جس کے ذریعہ سے کونکہ اور چبلی  
میں پہلے کے سیاہ اور دوسرا کے سفید ہونے سے فرق نہیں کرتیں،  
اسی طرح سے تاریکی اور روشنی، سایہ اور گرمی، کھجور اور الگارے میں فرق  
نہیں کرتیں، جواب جی ہاں میں ہوگا، اس کے بعد آپ سے پوچھا جائے  
کہ آپکی عقل کماں ہے؟ کیا آپ نے کبھی اسے دیکھا ہے؟ اگر آپ اس  
کے جواب میں عرض کریں کہ میں نہیں جانتی اور میں نے کبھی اسے  
دیکھا ہی نہیں ہے، تو آپ ایسی چیز کی کیوں تصدیق کرتی ہیں جسے آپ  
نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے؟

لیکنے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ اپنے عقل کے وجود کا ایمان و یقین اس

لئے رکھتی ہیں کہ آپ ان علامتوں کو دیکھتی ہیں جو اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ اور وہ چیزوں کی معرفت اور ادراک اور باہمی امتیاز اور سمجھ لوجھ ہے، ان چیزوں کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہوئے آپ عقل کا انکار اور اس کی نکندیب کیسے کر سکتی ہیں؟

اسی طرح سے ہم نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے، اور نہ ایسے شخص کو ہی دیکھا ہے جس نے اس کو دیکھا ہو۔ لیکن اس کے باوجود ہم اس کی ذات پاک پر پورا ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ اسکے آثار و علامتیں، اس کے وجود و قدرت اور علم و حکمت اور لطف و رحمت پر بحسن و خوبی دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے کہ علامتیں کس چیز کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل کافی ہوتی ہیں۔

ملاحظہ کیجئے "سلے ہوئے کپڑے، یا تعمیر شدہ دیواریں، یا سربراہ درخت کو، کیونکہ سلے کپڑے عقلی طور پر کسی ایسے انسان پر دلالت کرتے ہیں جس نے اسے اپنی مشین سے سلا ہے، اسی طرح بھی ھوتی دیواریں ایسے انسان پر دلالت کرتی ہیں جس نے اسے بنایا ہے، اور ہرے بھرے درخت ایسے انسان پر دلالت کرتے ہیں جس نے پودے لگائے ہیں، اور ہم کو درزی اور کاریگر، اور مالی کے دیکھنے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی تاکہ ہم ان کے وجود کے قائل ہوں، اور محض ہم ان کے آثار کو دیکھ کر ان کے وجود اور علم و قدرت کا یقین کر لیتے ہیں۔

بالکل اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور قدرت و علم و حکمت پر، آسمان

وزمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان عظیم مخلوقات اور عجائب ہیں، دلالت کرتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے وجود اور علم و قدرت و حکمت پر سب سے بڑھ کر دلیل قرآن ہے جس کو اس نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے، جو ایسے علوم و معارف پر مشتمل ہے جس کے لانے سے بشری عقل عاجز ہے، جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے صادر ہونا ممکن ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے ذریعہ سارے عربوں کو چیلنج دیا کہ ایک سورہ اس جیسی لے کر آئیں، لیکن وہ لوگ عاجز رہے، اور پیش نہ کر سکے۔

تو کیا یہ ممکن ہے کہ ایسی جامع کتاب جو تمام علوم اور معارف، اور احکام و آداب، اور رشود ہدایت و اصلاح حیات جیسی عظیم تعلیمات پر مشتمل ہو، اس کا نازل کرنے والا غیر موجود ہو، اور نہ وہ علیم، و حکیم، و قادر اور نہ سمیع و بصیر ہو، ہرگز ایسا ممکن نہیں، تمیل پر ایک گلاس پانی کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ خود بخود آگیا ہو اور اس کا کوئی لانے والا نہ ہو، تو کیسے اس پوری کائنات کے متعلق یہ تصور کیا جاسکتا ہے وہ خود بخود معرض وجود میں آگئی ہوگی۔ کائنات کی ہر چیز چاہے وہ آسمان پر ہو یا زمین پر، خلکی پر ہو یا سمندر میں، اللہ جل شانہ کے وجود کی واضح دلائل ہیں اور اس کے علم و قدرت و حکمت پر شواہد ہیں۔

آئیے ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ان آیتوں میں غور و تدرکرتے ہیں جو اس کے وجود و قدرت و علم و حکمت و کمال و رحمت کو ثابت کرتی ہیں۔ ارشاد ہے :

”إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سَتَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى.

علی العرش ”

(سورة الاعراف : ٥٣)

ترجمہ : در حقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے، جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش بریس پر مستقی ہوا۔

” قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم ”

(سورة المؤمنون : ٨٦)

ترجمہ : آپ کہئے کہ (اچھا) سات آسمانوں کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے۔

” قل من يرزقكم من السماء والأرض أَمْ من يملك السمع والبصر  
ومن يخرج الحيَّ من الميت، ويخرج الميت من الحيَّ ومن يدبِّر الْأُمُر ”

(سورة يونس : ٣١)

ترجمہ : آپ کہئے کون تمہیں آسمان و زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا کون کان اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور کون جاندار کو نکالتا ہے بے جان سے اور بے جان کو نکالتا ہے جاندار سے؟ اور کون ہر کام کا انظام کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت اور رحمت و حکمت پر مزید آیات اس طرح دلالت کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

” ومن آياته ان خلقكم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون ”

(سورة الروم : ٢٠)

ترجمہ : اسی (اللہ) کی نشایوں میں سے ہے کہ اسی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا

پھر تھوڑے ہی دن میں تم (سب) آدمی (دن کر زمین پر) پھیل گئے۔

"وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيلُ وَالنَّهارُ وَالشَّمْسُ وَالقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلنَّهِمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ"

"وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيمَانَهُ تَعْبُدُونَ"

(سورہ فصلت : ۳۷)

ترجمہ : اور اس کی نشانیوں میں رات اور دن ہے اور سورج اور چاند ہے (بس) تم لوگ نہ سورج کو پوجو اور نہ چاند کو، بلکہ صرف اللہ ہی کو پوجو جس نے ان سب کو پیدا کیا اگر واقعی تم عبادت گزارو۔

"وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخَلْفَ الْمُسْتَكْمِ وَالْوَانِكُمْ"

(سورہ الروم : ۲۲)

ترجمہ : اور اس کی نشانیوں میں سے بناتا ہے آسمانوں اور زمین کا، اور الگ الگ ہوتا تمہاری زبانوں کا اور رنگتوں کا۔

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ

بَيْنَكُمْ مُودَةً وَرَحْمَةً" (سورہ الروم : ۲۱)

ترجمہ : اور اسی کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت و حمدردی پیدا کر دی۔

"وَمِنْ آيَاتِهِ يَرِيكُمُ الْبَرَقَ خَوْفًا وَطَمَعاً وَيَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَحْيِي بِهِ

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا" (سورہ الروم : ۲۲)

ترجمہ : اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں بھلی دکھاتا ہے،

خوف کی راہ سے بھی اور امید کی راہ سے بھی، وہی آسمان سے پانی بر ساتا ہے  
پھر اس سے زمین کو ثواب کر دیتا ہے۔

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دُعَوْةً مِنْ  
الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تُخْرِجُونَ" (سورة الرُّوم : ٢٥)

ترجمہ : اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے  
قام ہیں پھر جب وہ تمہیں پکار کر زمین سے بلائے گا تو تم یکبارگی لکل پڑو گے۔  
خاتونِ اسلام : جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کی آیات اور  
مخلوقات سے حاصل کر لی تو یہ بھی جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ (۱)  
نام ہیں اور ان ناموں میں جس سے آپ کا جی چاہے اللہ تعالیٰ کو پکاریئے اور دعا  
کیجئے کیونکہ یہ سبھی اسماء حسنی اور صفات علیاء ہیں۔  
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

"وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحَسَنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا" (سورة الاعراف : ۱۸۰)

ترجمہ : اور اللہ ہی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں، تم انھیں سے اسے پکارو۔  
لہذا آپ اس طرح سے دعا کر سکتی ہیں : یارب، یارب یا اللہ یا اللہ،  
یا رحمن یا رحمن، یا اذا الجلال والاکرام، یا حی یا قیوم، یا بدیع  
السموتو والارض، یا لطیف یا خبیر، یا سمیع یا بصیر۔

(۱) حدیث صحیح میں آیا ہے : اللہ تعالیٰ کے سو ۱۰۰ میں ایک کم ہام ہیں، جس نے انھیں شد کریا  
و جنت میں داخل ہو گیا (رواہ البخاری ۱۲۵/۹)

ان اسماء حسنی کے کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کے لئے جو  
چاہیں سوال کریں اور اپنی دعائیں الجاج (۱) وزاری سے کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ  
دعائیں الجاج کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

---

(۱) دعاء میں الجاج کے معنی یہ ہیں اسے بار بار و تکرار سے طلب کریں۔

## فرشتوں پر ایمان

جب آپ اللہ تعالیٰ پر مکمل طور پر ایمان لی آئیں اور اس کے اسماء حسنی اور صفات حمیدہ کی اچھی طرح معرفت حاصل کر لی، تو اس کے بعد اس کا علم رکھنے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کچھ مخلوقات کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی اور نہ حواس سے اور اک کئے جاسکتے ہیں لیکن ہمیں ان پر ایمان لانے اور ان کے وجود کو مسلم کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ مخلوق فرشتے ہیں (۱) اور جن و شیاطین ہیں، لہذا ان کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک ان پر اور ان تمام چیزوں پر ایمان نہیں لائے جس پر اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

## فرشتوں کے وجود پر دلائل :

فرشتوں اور جن و شیاطنوں پر ایمان لانا غیری امور سے متعلق ہے۔ لیکن ان کے وجود پر حسی دلائل بھی پائے جاتے ہیں جو یہ ہیں :

---

(۱) فرشتوں کو اللہ نے نور سے پیدا کیا ہے، جو دن درات اس کی تسبیح و تمجید میں مشغول ہیں اور اس کے احکام کی بغیر چون و پر انتہی کرتے رہتے ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے نازل کیا گیا۔

(۲) غزوہ بدرا میں فرشتوں کا قتال کرنا، جن کی لوگوں نے آوازیں بھی سنیں، اور مقتول کافروں کے جسموں پر ضرب کاری بھی دیکھی گئیں۔

(۳) ملک الموت کا السانوں کی روح قبض کرنا اور اسے آسمان کی طرف لے جانا، حتیٰ کہ انسان اپنی روح کو آسمان کی طرف اٹھا لے جانے کو اپنی چھٹی چھٹی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

(۴) مسلمان اپنے دل میں اچھے و نیک کاموں کی طرف رغبت و میلان محسوس کرتا ہے جو دل میں فرشتے کی تاثیر کیوجہ سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : آدمی پر شیطان کی تاثیر ہوتی ہے اور اسی طرح فرشتے کا بھی اثر ہوتا ہے۔ رواہ الترمذی : ۲۱۹/۵

## جن وشیطان کے وجود پر دلائل (۱)

(۱) آسمی اثرات : بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن و شیاطین جنہیں لپٹ جاتے ہیں ان کے حرکات و سکنات پر حاوی ہو جاتے ہیں ، اور ان کی زبان سے کلام کرتے ہیں . میں وجہ ہے کہ آسیب زدہ کبھی کوئی اجنبی یا الیسی زبان لوتا ہے جس سے وہ پسلے سے قطعی نا آشنا ہوتا ہے ، یہ جوں کے وجود کا زبردست ثبوت ہے ، کیونکہ یہ الیسی ظاہری اور محسوس چیز ہے جس کا عقل انکار نہیں کر سکتی .

(۲) قرآنی آیات : قرآن کریم میں جوں کا متعدد حلقہ ذکر آیا ہے اور مستقل ایک سورت سورہ جن سے موسم ہے .

(۳) احادیث نبویہ : اسی طرح آخرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت جوں کا تذکرہ ملتا ہے .

---

(۱) جن و جان کے ایک ہی معنی ہیں ، وہ اللہ تعالیٰ کی عکوفات میں سے ایک الہی مخلوق ہے جسے اس نے آگ سے پیدا فرمایا ہے ، جوں میں مومن اور کافر ، نیک درے ، الاغوں کی طرح ہوتے ہیں ، ان میں رسول نہیں مجھے گئے ، ہاں ان میں ڈرانے کے لئے داعی مجھے گئے ہیں ، جنت الاغوں میں مجھے گئے رسولوں کی بیروی کرتے ہیں .

شیاطین ، شیطان کی جمع ہے جس کے معنی وہ خبیث الروح جو سرکش ہو اور برائیوں کا حکم دیتا ہو ، اور نیکیوں سے روکتا ہو ، شیطان جوں میں سے ہوتے ہیں .

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنہوں کی لگاہوں سے انسان کی شرمنگاہ کی پر وہ پوشی جب وہ بیت الخلاء میں داخل ہو تو "بسم اللہ" کہنے سے ہوتی ہے (رواہ الترمذی ۵۰۳/۲ احمد و ابن ماجہ)

(۲) جرائم : جن جرائم کی طرف انسان خواہشمند ہوتا ہے اور روئے زمین پر جن کنہاہوں کا ارکاب وہ کرتا ہے جیسے زناکاری قتل ، خیانت ، یہ سب گناہ شیطانی اثرات سے سرزد ہوتے ہیں، جسے وہ انسان کے لئے مزین کرتا ہے اور پھر اس کے ارکاب پر آمادہ کرتا ہے۔ اور یہ ایسا اثر ہے جو ظاہر اور محسوس کیا جاتا ہے۔ اگر انسان اپنی فطرتِ سلیمہ پر قائم رہے تو ان خواہش اور گناہوں کا مرکب نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" آدمی پر شیطان کا اثر ہوتا ہے اور فرشتوں کا بھی، شیطان کا اثر یہ ہے کہ شر کی طرف مائل ہو اور حق کی تکنیب کرے ، اور فرشتے کا اثر یہ ہے کہ خیر کی طرف میلان اور حق کی تصدیق کرے، جو اسے (رغبت) محسوس کرے تو وہ اسے اللہ کی طرف سے سمجھے اور اس کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ محسوس کرے تو وہ "اعوذ بالله من الشیطان الرجیم" (۱) کے قرآن کریم میں آیا ہے :

"إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَى الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤْزِهُمْ أَذَا" (۲)

(۲) سورہ مریم : ۸۳

(۱) ترمذی ۵: ۲۱۹

ترجمہ : کیا آپ کو علم نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے جو ان کو خوب ابھارتے رہتے ہیں ۔

مندرجہ بالاسطور میں ہم نے جو کچھ فرشتوں اور جنوں کے وجود پر دلائل پیش کئے ہیں وہ صرف اس لئے کہ آپ کے دل و دماغ سے اس سلسلہ میں شک و شبہات ختم ہو جائیں ، ورنہ تو ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نے جو کچھ فرشتوں اور جنوں اور شیطانوں کے متعلق تذکرہ کیا وہ ان کے وجود و اخبارات پر ایمان و یقین رکھنے کے لئے کافی ہے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہر حال میں سچا اور بحق ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کلام اللہ عزوجل اس کے بر عکس ہو جس کی اس نے خبر دی ہے ۔

## کتابوں و رسولوں پر ایمان

خاتون اسلام :

آپ کے عقیدہ کی تکمیل ، اللہ کی کتابوں ، اس کے رسولوں ، اور یوم آخرت (۱) پر ایمان لَاکر ہوتی ہے ۔

(۱) قرآن کریم نے یوم آخرت کی تفصیلات بخشن و خوبی بیان کی ہے چاچے اس نے حسر و شر ، ہدہ اعمال ، میراث ، حساب و کتاب ، جنت اور اسکی نعمتیں اور جننم اور اس کا عذاب جیسی چیزیں بیان کی ہیں ، سورہ الرحمن ، الواقعہ ، ق ، الزمر وغیرہ جیسی سورتوں کے مطالعہ سے تفصیلات معلوم کی جاسکتی ہیں ۔

آسمانی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے جیسا ایمان بالغیب میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ کتابیں بھی رسولوں جیسی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی جا سکتی تھیں، کتابیں پڑھی و سنی جاتی ہیں، اسی طرح انبیاء کرام دیکھے جاتے تھے۔

قرآن کریم وہ آخری کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے وہ ہمارے درمیان موجود ہے۔ جسے ہم اپنے سینوں میں محفوظ کئے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور اپنی زبانوں سے پڑھتے ہیں۔

اور رسولوں میں سب سے آخر میں مسجوت ہونے والے رسول وہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، قرآن کریم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ آخری کتاب ہے آپ کی بحث و رسالت کی اسی طرح سے گواہی دی ہے جس طرح سابقہ رسولوں کی بحث کی شہادت دی ہے۔

وہ انبیاء کرام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مسجوت ہوئے تھے اور ان پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی تفصیل یہ ہے:

تورات: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

نور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، اللہ اور اس کے فرشتوں پر ایمان لانے کو

مسئلہ ہے، کیونکہ ان کتابیوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے نازل فرمایا ہے، جو وحی لانے کے کام پر مامور تھے۔

اسی طرح آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے وجود کو مسئلہ ہیں جن کی طرف سے اور جن کے واسطے سے انبیاء کرام کی طرف وحی کی گئی ہے، دوسری طرف انبیاء و رسولوں کے وجود کو بھی ثابت کرتی ہیں جن پر یہ کتابیں نازل ہوئیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تمام لوگوں تک اسکی تبلیغ فرمائی۔

## یوم آخرت پر ایمان :

یوم آخرت پر ایمان تمام مسلمانوں کے عقیدے کا ایک اہم جزء ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیلات اپنی کتابیوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بیان فرمائی ہے۔ (۱) اور اس کا واقع ہونا یقینی ہے جس میں کسی شک و شبہ کی

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ان کنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر  
(النساء ۵۹) اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو " ذلکم يوعظ به من كان يؤمن بالله واليوم الآخر" (البقرہ : ۲۲۸)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، چاہئے کہ وہ خیر کی بات کرے یا چپ رہے، رواہ البخاری ۱۲/۸ و مسلم ۱/۴۹ ان آیات و احادیث میں یوم آخرت پر ایمان کی صراحت ہے۔

گنجائش نہیں، کیونکہ یوم آخرت ہی میں ان تمام اعمال کی جزاء و سزا ملے گی جس کا انسان اس دنیوی زندگی میں مکلف تھا۔

یوم آخرت کے وجود پر بعض شبہات کے ازالہ کے طور پر بعض دلائل پیش کرتے ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ یوم آخرت کی آمد تمام شبہات سے بالاتر ہے۔

۱ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت بیداری میں جنت میں داخل ہونا اور وہاں کی نہروں اور محلوں کا مشاہدہ کرنا اور یہ اس وقت ہوا جب آپ شبِ معراج میں نفسِ نفسیں تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ ایک ایسی قطعی دلیل ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اس طرح سے ایک دفعہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جب آپ حالت نماز میں تھے مسجد کی دیوار تلے جنت اور جہنم آپ کے سامنے پیش کی گئی، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں بے شمار جگہوں پر ان کے تذکرے اور اوصاف بیان فرمائے ہیں اور ان تمام حالات و کیفیات کی وضاحت فرمائی ہے جب دنیا ختم ہو جائے گی اور آخرت کے احوال شروع ہو جائیں گے اور جتنی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جتنی جہنم رسید ہو جائیں گے، اسی طرح سے جنت کی نعمتوں اور جہنم کے دردناک عذابوں کا مختلف انداز سے بیان فرمایا ہے۔

۲ - خود ہمارا وجود اور دنیاوی تمام آرام و آسائش اور قسم کی ٹکلیفیوں اور اذیتوں کا وجود ایک ایسی اخروی زندگی کے وجود پر دلالت کرتا ہے جو اس وجود

سے زیادہ کامل اور اس سے زیادہ بہتر ہو گی اور وہ زندگی لازوال اور لفافی ہو گی جس خدا نے بزرگ وبالا نے اپنی قدرت سے اس دارفانی دنیا کو پیدا فرمایا ہے وہ ذات پاک اس قرار مطلق ہے کہ ایسے عالم کو پیدا فرمادے جو اس دنیا و مافیہا سے کسی زیادہ عظیم الشان و عالیشان ہو۔

۳۔ خشک مردہ اور بے جان زمین پر جب بارش کی پھوار پڑتی ہے تو چند دنوں کے اندر ہی زمین سبزہ زار بن جاتی ہے اور طرح طرح کی سبزیوں اور پھلؤں اور پھولوں سے لہما اٹھتی ہے اور ہر طرح کے فوائد و منافع سے لبریز ہو جاتی ہے تو کیا یہ حیات فانیہ کے بعد حیات ثانیہ کی واضح دلیل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حیات ثانیہ پر استدلال کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔  
”وَآيَةً لِّهُمُ الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبَّا فَمَنْ هُنَّ يَأْكُلُونَ“

(سورہ یس : ۲۲)

ترجمہ : اور ایک نشانی ان لوگوں کے لئے زمین مردہ ہے، ہم نے اسے زندہ کیا اور اس میں سے غلے کالے سوان میں سے لوگ کھاتے ہیں۔  
مزید ارشاد گرامی ہے۔

”وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَتْ وَرَبَتْ وَانْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زوجٍ بِمِيقَاتٍ ذَلِكَ بَأْنَ اللَّهُ هُوَ الْحَقُّ وَإِنَّهُ يَحْيِي الْمَوْتَ وَإِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ (سورہ الحج ۲۰۵)

ترجمہ : اور تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک ہے پھر جب ہم اس پر پانی بر ساتے ہیں، تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوش نمانیات اگاتی ہے، یہ

(سب) اس سبب سے کہ اللہ ہی (کی ہستی) حق ہے، وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔  
ارشاد باری ہے۔

"ونزلنا من السماء ماء مباركا فانبثتا به جنات وحب الحميد والنخل  
باسقات لها طلع نضيد، رزقا للعباد، واحيينا به بلدة ميتا كذلك الخروج"

(سورۃ ق : ۹ - ۱۱)

ترجمہ : اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا اور پھر ہم نے اس سے باغ اور کھینچی کا غلہ اور لمبے لمبے بھور کے درخت، جن کے پھٹے خوب گندھے ہوئے رہتے ہیں اگائے، بندوں کو روزی دینے کے لئے اور ہم نے اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اسی طرح (زمین سے حشر میں) لکھنا ہوگا۔

مذکورہ بالا آیتیں اور اس طرح کی دوسری آیتیں عقلی اور ظاہری طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو ذات پاک پیدا کرنے اور حیات بخشنے پر قادر ہے وہ موت دینے اور دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اور اس سے یہ بات بلاشبہ ثابت ہو جاتی ہے کہ یوم آخرت جس کے معنی دنیاوی زندگی کی انتہاء اور فنا اور اس کے بعد اخروی زندگی کا وجود اور آغاز ہے اور وہ ایک قطعی اور یقینی اخروی زندگی ہے جس کا آنا یقینی ہے۔

۲ - پھر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں ہر طرح کے لوگ ہیں، کوئی ظالم ہے کوئی مظلوم ہے۔ کوئی مالدار آسودہ حال ہے، تو کوئی مغلیس اور فاقہ مست، کوئی مومن تھگ دست ہے، تو کوئی کافر خوشحال ہے۔ اس قسم کا

فرق مراتب و تقاویت ، انسانی زندگی میں روز مرہ کا مشاہدہ ہے ، اب اگر زندگی کے دن گزار کرو اس دنیا سے رخصت ہو جائیں اور مظلوم کے لئے ظالم سے قصاص نہ لیا جائے ، اور فقیر مالداری کا مزہ نہ چکھے اور تنگ دست مومن نعمتوں سے فیضاب نہ ہو پائے ، تو یہ حکمت ، عدل و مساوات سے بعید ہو گا ، یہی صور تھال عقلی طور پر ایک دوسری زندگی کی مقاضی ہے تاکہ ظالم سے قصاص لیا جائے اور تنگ دست مومن نعمتوں سے فیضاب ہو جائے اور خوشحال کافر اپنی بد بختی کا نظارہ کرے ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

"ولله ما في السموات وما في الأرض لبجزيء الذين أَسْوَاً بما عملوا  
ويجزي الذين أَحْسِنُوا بالحسنى" (سورة النجم : ۳۱)

ترجمہ : اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے انجام کاری ہے کہ وہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کی پاداش میں بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک بدلہ دے گا ۔

## قضاء و قدر پر ایمان

خاتون اسلام :

آپ کے عقیدہ کا ایک جزء قضا و قدر پر ایمان لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔  
”إنما كُلُّ شَيْءٍ خَلْقَنَا بِقَدْرٍ“ (سورة القمر: ۴۹)

ترجمہ : ہم نے ہر چیز کو (ایک خاص) انداز سے پیدا کیا ہے۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکسائل کے جواب میں ایمان کی تفصیل بیان  
کرتے ہوئے فرمایا :

”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور  
اس کے رسولوں اور یوم آخرت اور اچھی و مری تقدیر پر ایمان لاؤ“  
(رواه مسلم : ۲۸ - ۲۹)

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر پر ایمان لانے کو، ایمان کا ایک  
جزء قرار دیا ہے جس کے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے۔

### قضاء و قدر کے معنی :

اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو قلم کو پیدا فرمایا،  
اور اس سے فرمایا : لکھو ! قلم نے عرض کیا کیا لکھوں ؟ ارشاد ہوا : وہ سب لکھو  
جو قیامت تک ہونے والی ہے۔ چنانچہ قلم نے ان تمام چیزوں کے بارے میں

لکھ دیا جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا، اور جس کے معرض وجود میں آنے کا حکم ہو چکا تھا۔ اسے قضاۓ کہتے ہیں۔

اور کائنات کی مخلوقات کا ایک منظم انداز سے اور معلوم صفات اور معین و محدود زمان و مکان میں پیدا ہونا جس میں کمی و زیادتی اور تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی، اسے قدر کہتے ہیں۔

قصہ کوتاہ: قضا و قدر کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ آپ اس پر ایمان و یقین رکھیں کہ اس کائنات کی ہر چیز جو پیدا ہو چکی ہے یا پیدا ہونے والی ہے اپنی ابتداء حیات سے لے کر انتھاء حیات تک اس کتاب تقدیر کے ہو بہو مطابق ہے جسے ہم لوح محفوظ کہتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز چاہے چھوٹی ہو یا بڑی جس کے پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا بعیتہ اسی جگہ اور اسی وقت میں بغیر کسی و زیادتی اور بغیر تقدیم و تاخیر نو شہ لوحِ محفوظ کے مطابق وہ معرض وجود میں آئی ہے۔

چنانچہ اس ذیبوی زندگی میں جو کچھ مالداری یا فقیری، یا عزت و ذلت، یا صحت و مرض، یا نیک بختی و بد بختی یا خوبصورتی و بد صورتی، یا ظلم و عدل، یا خیر و شر دیکھا جاتا ہے یہ سب اس نو شہ تقدیر کے عین مطابق ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا اور اسے مقدر کر دیا ہے۔

تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت و حکمت کی سب سے بڑی علامت اور دلیل ہے۔ چنانچہ آپ ملاحظہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ایک چیز کے پیدا کرنے اور اس کو ایک خاص شکل و صورت اور ایک معین وقت اور جگہ پر پیدا کرنے کا

فیصلہ فرمادیتا ہے اور اس کے بعد ہزاروں سال گزر جاتے ہیں پھر وہ چیز اسی وقت اور اسی جگہ اور اسی شکل و صورت میں نمودار ہوتی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا تھا اور اس سے ذرہ برابر بھی مختلف نہیں ہوتی۔

اگر یہ بات قابلِ تعجب ہے تو اس سے بھی زیادہ تعجب خیز چیز یہ ہے کہ ایک انسان عاقل وہ سارے کام اپنے پورے عزم و اختیار و آزادی سے انجام دیتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدار میں بطور خیر و شر لکھا ہے لیکن حقیقت میں اس نے ذرہ برابر بھی اس میں کمی، نیادی نہیں کی جس کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔

### ایمان بالقدر کے فوائد:

(۱) مومن بے خوف و خطر ہو کر زندگی بسر کرے کیونکہ وہ جانتا ہے جو تقدیر میں لکھا ہے، ہو کر رہے گا۔

(۲) مومن باوجود کوششوں کے جو کچھ حاصل نہ کر سکا اس پر عُنکیں نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ چیز اس کے حق میں مقدار نہ تھی اگر وہ اس کے مقدار میں ہوتی تو وہ ضرور حاصل کرتا۔

(۳) مومن کے پاس جو کچھ مال اور طاقت و قوت ہے اس پر اتراتا نہیں، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ محض تقدیر الہی اور فضل ربیٰ ہے۔

(۴) مومن پورے اطمینان قلب اور انشراح صدر سے بے خوف و بے طمع ہو کر ان تمام چیزوں پر عمل کرتا ہے جس کا حکم ہوا ہے اور ان ساری چیزوں کو

ترک کرتا جس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ وہ جاتا ہے وہ ہو کر رہے گا جو مقدر ہو چکا ہے۔

(۵) مومن یہ جاتا ہے کہ (ذیا میں رونما ہونے والے) تمام واقعات و حادثات اپنے مقدر اسباب کے تجھے میں رونما ہوتے ہیں، چنانچہ وہ خیر و فلاح کے اسباب اختیار کرتا ہے اور شر و نقصان کے اسباب سے اجتناب کرتا ہے۔

اگر قضا و قدر پر ایمان رکھنے کے صرف یہی مذکورہ فائدے ہوں تو یہ کافی و شافی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے۔

### خاتون اسلام کا اسلام :

معزز خواتین آپ اس کا علم و یقین رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں معبر و مقبول دین، دین اسلام ہے اور اس کے نزدیک اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین قابل قبول نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

"إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ" (سورة آل عمران : ۱۹)

ترجمہ : یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

مزید فرمایا :

"وَمَنْ يَتَنَعَّمْ بِغَيْرِ إِسْلَامِ دِينِنَا فَلَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ"

(آل عمران : ۸۵)

ترجمہ : اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا سو وہ اس سے ہر

گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ شخص آخرت میں کھائے والوں میں سے ہو گا۔

### ارکان الاسلام :

آپ کا یہ جاننا ضروری ہے کہ دینِ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے "لا اله الا الله محمد رسول الله" کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔

لہذا آپ بھی اپنے اسلام کی بنیاد ان چیزوں پر رکھتے۔ اور ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک نہ کیجئے، ورنہ آپ کا اسلام ناقص ہو جائے گا اور آپ خسارے میں پڑ جائیں گی۔

### کلمہء توحید کے معنی :

"کلمۃ " لا الہ الا الله " کی شہادت کے معنی و مفہوم یہ ہیں کہ آپ اس کا علم و یقین رکھتے کہ " اللہ " کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔ جس کے الہ و رب ہونے پر آپ ایمان لے آئی ہیں، اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت رکھتی ہیں۔ اور اس کا اقرار و شہادت دیجئے۔

"أشهد ان لا الہ الا الله وأشهد ان محمداً رسول الله" چنانچہ آپ صرف اسی کی عبادت کیجئے اور اس کے علاوہ اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کیجئے، اور غیر اللہ کی عبادت کا ہر حال میں انکار کیجئے اور اس کے اقرار سے گریز

کبھی۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر اس چیز میں اطاعت کرنا ہے جس کا انسے اپنے بندوں کو کرنے یہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے اور چاہے وہ عقائد سے متعلق ہوں یا اقوال و اعمال سے۔

## شہادت رسالت کے معنی:

"شہادت رسالت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مفہی و مفہوم یہ ہیں آپ اس کا علم و یقین رکھئے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب الحاشی القرشی العربی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیوٹ فرمایا کہ نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجیا ہے، (۱) یہودی اور عیسائی اور مجوہی میں سے جو کوئی بھی آپ کی رسالت نبوت پر ایمان نہیں لائے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (۲)

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: " قل يا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً" الاعراف : ۱۸۵  
ترجمہ: آپ کہ رب یعنی کہ اے لوگوں تم سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا سیا ہوں۔

(۲) اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس امت کا کوئی بھی شخص چاہے وہ یہودی ہو یا عیسیٰ، اس نے میرے بارے میں سن رکھا ہو اور پھر میری للہ ہولی چیز پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ جہنم والوں میں ہوگا۔

(رواہ مسلم ۹۳ / ۱)

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض قرار دی ہے، اور آپ کی تعلیم اور محبت اور پیروی کو واجب کیا ہے، اور آپ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا ہے، اور آپ کی یہ اطاعت عقائد، اقوال و اعمال سبھی چیزوں میں ہونی چاہئے اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوگی۔ ہم اس کے بعد ان اہم عقائد و اقوال و اعمال کا مذکورہ کرتے ہیں جس کے بغیر کسی کا اسلام و ایمان معتبر و مقبول نہیں ہوگا۔

\* \* \* \*

## عقائدِ اسلام

(۱) اللہ تعالیٰ کو رب اور معبود اور تمامِ کمالات سے مقفع اور تمامِ نفاذ سے پاک و صاف سمجھ کر ایمان لانا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر اس طور پر ایمان لانا کہ اس کے معزز بندے ہیں جو اس کے احکام کی بجا آوری میں نافرمانی نہیں کرتے اور جس کام کے کرنے پر مامور ہیں اسے انجام دیتے رہتے ہیں، ان کی پیدائش نور سے ہوئی ہے (۱) رات و دن بغیر کان و انقطع کے اللہ کی سینج و تحمید میں مشغول رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں مختلف کاموں کے انجام دینے کے لئے مکلف کر دیا ہے، جس پر وہ قائم و دامم ہیں، ان فرشتوں میں بعض بندوں کی حفاظت پر مامور ہیں اور بعض دوسرے روح قبض کرنے کے لئے مقرر ہیں اور بعض جنت کے رکھوالے ہیں، اور بعض جہنم کے سپاہی ہیں اور دوسرے دیگر کاموں پر مکلف اور مامور ہیں۔

(۱) امام مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : فرشتے نور سے اور جنتات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (۲۳۶/۸) اس کی دلیل ارشاد باری تعلیٰ ہے " ولقد خلقنا الانسان من سلاٹة من طین، ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین " (المومنون - ۱۳)

ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا چھر ہم نے ایک محفوظ مقام پر اسے نظر دیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی کتابیوں پر اس طور پر ایمان لانا کہ اس نے اپنے انبیاء میں سے جنھیں منتخب فرمایا ان پر وحی کے ذریعہ سے یہ کتبیں نازل فرمائی۔ جو مومنین و متقین کے لئے شریعت و هدایت اور نور مبین ہیں، ان صحیفوں اور کتابیوں کی مجموعی تعداد ایک سو چار ہے جن میں سے بعض کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہوا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" صحف ابراہیم و موسیٰ۔" (الاعلیٰ: ۱۹)  
ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفے۔

" وَأَتَيْنَا دَاوِدَ زِبُورًا " (النساء: ۱۶۳)  
ہم نے داؤد کو نور عطا کیا۔

" وَأَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ " (الاسراء: ۲)  
ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی۔

" إِنَّا أَنْزَلْنَا التُّورَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ " (المائدہ: ۳۳)  
بے شک ہم ہی نے تورات نازل کی جس میں هدایت اور روشنی ہے۔

" وَقَفِينَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمٍ وَأَتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ : (الحدید ۲۷)  
ترجمہ: اور اس کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے انھیں انجیل دی۔

ان تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں میں سب سے عظیم الشان اور آخری کتاب قرآن کریم ہے جو تمام سابقہ شریعتوں اور قوانین کو فسح کرنے والی ہے۔ سابقہ تمام کتابیں تحریف و تبدل سے محفوظ نہیں رہیں اور کلام الہی کا بہت معنوی سا حصہ ان میں باقی رہا۔ ان تمام کتابوں پر ایمان لانا واجب اور عمل کرنا ناجائز ہے۔

قرآن کریم پر وہ شخص ایمان لانے والا نہیں سمجھا جائے گا جو اس پر عمل پیرا نہ ہو، اس کے حلال کردہ احکام کو حلال نہ سمجھے، حرام کردہ چیزوں کو حرام نہ تصور کرے، اس کے باتیے ہوئے حدود و قصاص کو نافذ نہ کرے، اس کے مطابق اپنا عقیدہ نہ رکھے، اور اس کے عبادات کا پابند نہ ہو، اس کے آداب سے موذب نہ ہو اور اس کے اخلاق سے مقف نہ ہو۔ (۱)

(۲) اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا کہ اس طور پر کہ وہ اللہ کی خوشبوی و جنت کی خوش خبری دینے والے اور اس کے غضب و جہنم سے ڈرانے والے برگزیدہ بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے بندوں پر جنت تمام اور راہ حق واضح فرمادیا ہے، لہذا جو شخص ان پر ایمان لایا اور ان کی اطاعت کی ان کے باتیے ہوئے طریقے کی اتباع کی وہ کامیاب ونجات حاصل کی اور جس شخص نے ان کی نافرمانی کی اور ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا وہ ہلاک ہوا،

(۱۹) حضرت عائشہؓ سے رسول ملی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا قرآن آپ کے اخلاق تھے۔ رواہ احمد ۶/۵۳، ۵۴۔ ابو داود ۱/۳۰۸، ۳۰۹۔

اللہ تعالیٰ ان انبیاء کرام کو گناہوں سے محسوم و محفوظ رکھتا تھا لہذا انہوں نے کسی گناہ کمیرہ کا ارجحاب نہیں فرمایا۔ ان میں زیادہ عظمت و فضیلت رکھنے والے پانچ رسول ہیں، جو یہ ہیں۔

- (۱) حضرت نوح علیہ السلام
- (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام
- (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام
- (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- (۵) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

انھیں اولوا العزم (۱) رسول سے موسم کیا جاتا ہے اور ان پانچوں میں سب کے امام اور سردار اور نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ تمام انبیاء و رسولوں میں بالاتفاق افضل و اشرف ہیں، اسی طرح آپ کی امت اور للہی ہوئی شریعت تمام امتوں میں افضل اور ساری شریعتوں میں اکمل ہے، آپ کو ان پانچ چیزوں سے نوازا گیا جو

(۱) ان کا تذکرہ اس آیت کریمہ میں ہوا ہے، "وَمَنْكُوْمْ نُوحٌ وَابْرَاهِيمْ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ بْنُ مُرِيمٍ" (سورہ الاحزاب : ۷)

دوسرے انبیاء اور رسولوں کو نہیں دی گئی تھیں (۱) آپ کے فضائل میں سب سے نمایاں چیز قیامت کے دن شفاعت عظیٰ اور وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے :

"عسٰى أَن يَعْثُكْ رَبِّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا" (سورۃ الاسراء : ۲۹)

ترجمہ : عجب کیا کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔

(۵) یوم آخرت پر اس طرح ایمان لانا کہ اس دنیوی زندگی کا ایک دن خاتمه ہو گا اور اس کے بعد اخروی زندگی کی ابتداء ہو گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ اٹھائیں گے، اور دنیوی زندگی کے اعمال کا حساب و کتاب لینے کے لئے میدانِ حشر میں جمع فرمائیں گے تاکہ اپنے اپنے ایمان و تقویٰ اور شرک و گناہ کے مطابق لازوال نعمتوں سے بہرہ ور اور ذلت آمیز عذابوں سے دوچار ہوں۔

(۱) وہ پانچ چیزوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں مذکور ہیں، مجھے پانچ ایسی چیزوں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں۔ ایک ماہ کی مسافت کے بقدر رب سے نوازا گیا ہے، ساری سرزین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بناوی گئی ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے پڑھ سکا ہے، مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے جو پہلے حلال نہیں تھا، مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے، پہلے نبی اپنی قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے اور میں سارے لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ بکاری

(۶) قضا و قدر پر اس طرح ایمان لانا کہ وہ انسانی زندگی کا پورا نظام الاؤقات ہے، اور اس کے ہر ہر لمحہ پر مشتمل و محتوی ہے، تقدیر کے دائرہ سے کوئی چیز بھی باہر نہیں، اور ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں درج ہے۔ (۱) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو اس میں لکھ دیا ہے، جو اس دنیا میں خیر و شر اور آخرت میں نیک بختی اور بد بختی کے قبیل سے رونما ہونے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ " یہ وہ حق عقائد ہیں جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عقیدہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہی وہ دین اسلام کی اساس واصل ہے جس کے علاوہ کوئی دوسرا دین و عمل ناقابل قبول ہے۔

اس کے علاوہ کچھ باطل عقائد ہیں جس کا عقیدہ رکھنا حرام ہے، اس کی معرفت رکھنا اس لئے ضروری ہے تاکہ اس سے اجتناب کیا جائے اور اس کے فساد و نقصان کیوجہ سے دوری اختیار کی جائے۔ وہ مندرجہ ذیل چیزیں ہیں۔ (۱) یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے علاوہ دوسرے معبودان باطل، نفع اور نقصان پہنچانے کے مالک ہیں، خواہ یہ مقرب فرشتے یا انبیاء مرسلین یا اولیاء صالحین ہی

(۱) رسول ملی اللہ علہ وسلم نے فرمایا : ہر چیز قضا و قدر سے ہوتی ہے حتیٰ کے محدودی اور سمجھداری بھی۔ (رواہ مسلم : ۵۱ / ۸)

کیوں نہ ہوں (۱)

(۲) یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اولیاء جو وفات پاچے ہیں، وہ ان لوگوں کی دعاوں کو سنتے ہیں جو ان کو پکارتے ہیں، اور ان کی مدد کرتے ہیں جو ان سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سفارش کرتے ہیں اور سوال کروہ چیز کو عطا کرتے ہیں۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا جو حضرت علیؑ اور ان کی والدہ مریمؑ کی عبادت کرتے تھے " ما المُسِيْحُ ابْنُ مَرِيمٍ إِلَّا رَسُولٌ قد خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرَّسُولُ وَاهِي صَدِيقَةٌ كَانَتْ يَأْكَلُنَ الْطَّعَامَ ، انظُرْ كَيْفَ نَبَيْنَ لِهِمُ الْآيَتِ ، ثُمَّ انظُرْ أَنِي يَؤْفِكُونَ ، قُلْ اتَّعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا" (المائدہ : ۵۷ - ۵۶)

ترجمہ : سچے ابن مریم اور کچھ نہیں بخوبی ایک رسول کے، اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں، ان کی ماں ایک راستہ خاتون تھیں، اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، ویکھنے ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی لٹکایاں واضح کرتے ہیں، پھر دیکھو یہ کہ مر اتنے پھرے جاتے ہیں۔ ان سے فرمادیجھے کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نفع کا" (ماائدہ)

مشرکین کہ جو فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اسکے متعلق ارشاد ہے " وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يُضْرِبُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هُؤُلَاءِ شَفَاعَاتُنَا عِنْدَ اللَّهِ" (یونس : ۱۸)

ترجمہ : یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچاتے ہیں، نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (یونس : ۱۸)

(۲) یہ عقیدہ رکھنا کہ انسانوں اور جوں میں سے کچھ لوگ غیب کی باتوں کو جانتے ہیں یعنی وہ عالم الغیب ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

"عَالَمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظَهِّرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ أَرْتَضَى مِنْ رَسُولٍ"

(سورۃ الحجۃ: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: وہی غیب کا جانتے والا ہے، سو وہ (ایسے) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، ہاں البتہ برگزیدہ رسول کو۔

"قُلْ لَا يَعْلَمُ مِنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ" (النحل: ۶۵)  
آپ کسہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمینوں میں جتنی (مخلوق) موجود ہے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔

(۳) یہ عقیدہ رکھنا کہ حضر علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں اور ان کی وفات نہیں ہوئی ہے، اور وہ بعض لوگوں کی زیارت کرتے اور ان سے باتیں کرتے اور انھیں عطا کرتے اور ان کی سفارش کرتے ہیں۔

(۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ اولیاء اللہ میں کچھ لوگ قطب و ابدال ہیں جو کائنات میں تصرف کرتے ہیں، چنانچہ وہ لوگوں کو دیتے ولیتے ہیں اور نفع و نقصان پہنچاتے ہیں، اور وہ جس کو چلتے ہیں عمدلوں پر فائز اور معزول کرتے ہیں۔

(۵) یہ عقیدہ رکھنا کہ نہ تو کوئی معبد ہے اور نہ بعث بعد الموت ہے، اور نہ جزا و سزا ہے، اور یہ کمپونسٹوں اور ملحدوں کا بدترین عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ انھیں ذلیل خوار کرے، (آج سب کے سامنے ان کی ڈلت و رسائی ہے)

(۷) یہ عقیدہ رکھنا کہ "بدعت حسنة" کا وجود ہے یعنی جب بندہ اس پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں، اور یہ قولی و فعلی اور اعتقادی بدعت حصول تقویٰ و مطہارت کا ذریعہ ہے، اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے :

"تم لوگ (دین) میں نبھی چیزوں کے ایجاد سے پر ہیز کرو کیونکہ ہر نبھی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (رواہ البوداؤد ۵۰۶/۲، ترمذی ۵/ ۳۳)

## قولی عبادتیں :

اللہ تعالیٰ اور اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندوں کو بعض قولی عبادتوں کا حکم فرمایا ہے جس کے ذریعہ سے طهارت قلب و ترزیکیہ نفس حاصل ہوتا ہے، جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) کلمہ توحید "لِإِلَهٖ إِلَا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ" کی شادوت دینا، جس کے پڑھنے کے بعد ہی انسان دین اسلام میں داخل ہوتا ہے، اسی طرح اذان واقامت میں دہرا یا جاتا ہے اور وفات کے وقت اس کی تلقین کی جاتی ہے۔

(۲) حدیث میں آیا ہے "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لِإِلَهٖ إِلَا اللَّهُ" بہترین ذکر "لِإِلَهٖ إِلَا اللَّهُ" ہے۔ اور بہترین دعا "الحمد لله" ہے۔ (رواہ الترمذی ۵ : ۳۳۲) (۱)

(۱) ترمذی کی صحیح حدیث میں ہے "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لِإِلَهٖ إِلَا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ"

- (۳) سبھان اللہ والحمد لله، ولا لله الا لله، والله اکبر۔ (۱) کہنا۔
- (۴) سبھان اللہ وبحمدہ، سبھان اللہ العظیم (۲) کہنا۔
- (۵) أستغفرللہ العظیم الذى لالہ إلا هو الحق القیوم (۳) کہنا۔
- (۶) لالہ إلا للہ وحده لا شریک له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدیر (۴) کہنا

(۱) مسلم کی حدیث میں ہے "سبھان اللہ والحمد لله ولا لله الا لله والله اکبر" میرے نزدیک کہنا دیا وانیجا سے بتر و مجبوب ہے (۴۰/۸)

(۲) بخاری و مسلم میں ہے "زبان پر دو بلکے بھلکے کلمے، میران پروزنی، رحمن کے نزدیک پسندیدہ یہ ہیں "سبھان اللہ وبحمدہ، سبھان اللہ العظیم"

بخاری ۹/۹۹ مسلم ۸/۴۰

(۳) حدیث میں ہے، جس کسی نے "استغفرللہ العظیم الذى لالہ الا هو الحق القیوم واتوب اليه" کما اسکی مغفرت ہو جلتی ہے اگرچہ وہ میدان جہاد سے فرار ہوا ہو۔

(۴) اسکی دلیل صحیحین کی یہ حدیث ہے، جس کسی نے "لا لله إلا للہ وحده لا شریک له، له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدیر" دن میں سو مرتبہ کئے تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور دس نیکیاں للہ علی جلتی ہیں اور سو گناہ معاف کردیتے جاتے ہیں، اور شیطان کے شر سے اس دن محفوظ ہو جاتا ہے اور کوئی شخص اس سے اچھے عمل والا نہیں ہوتا الا کہ وہ اس سے زیادہ اچھے عمل کرے۔

(۷) یہ دعا "ربنا آتنا فی الدنیا حسنةً وفی الآخرة حسنةً وقنا عذاب النار"

پڑھنا

(۸) قرآن کریم کی تلاوت کرنا (۱)

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا (۲)

(۱۰) امر بالمعروف (یعنی نیکیوں کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (براہوں سے منع کرنا)

(۱۱) "اسلام علیکم ورحمة الله وبركاته" کہنا۔  
یہ چند اقوال و کلمات ہیں جو درحقیقت عبادات ہیں اس کے کرنے والے کو اجر و ثواب دیا جاتا ہے، اور جس سے نفس کا ترقیتی ہوتا ہے اور قلب کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ کچھ ایسے اقوال و کلمات ہیں جس کو نہ کہنے والے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

---

(۱) حدیث میں ہے قرآن کی تلاوت کیا کرو کیونکہ وہ روز قیامت اپنے پڑھنے والے کا سفارشی بن کر آئے گا (رواہ مسلم : ۱۴/۲)

(۲) حدیث صحیح میں ہے جو پھر پر ایک بار درود وسلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں (رواہ مسلم : ۱/۴)

- (۱) ہر طرح کی درغ گوئی اور جھوٹ بولنا اور خاص طور سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف افتراء پروازی کرنا۔ (۱)
- (۲) مسلمان بھائی کو گلی دینا اور اسکی عیب جوئی کرنا (۲)
- (۳) مسلمان کی غیثت و شکایت کرنا (۳)
- (۴) چخل خوری اور باتوں کو ادھر ادھر نقل کرنا (۴)

(۱) اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے " وَمِنْ أَظْلَمُ مَنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا " (سورہ الصاف : ۲۰۸)

اس شخص سے زیادہ کون خالم ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ بدھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد " جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بات میری طرف نسب کرے، اسے جننم اپنا گھنکاہ بالیبا چاہیے ۔ (رواہ البخاری : ۱ / ۲۸ ، مسلم : ۵۵ / ۱)

(۲) اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " مسلمان کو گلی دینا فتن اور اس کو قتل کرنا کفر ہے " (رواہ البخاری : ۲۰۱ / ۱ ، مسلم : ۵۵ / ۱)

(۳) اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے " وَلَا يَقْتُلُنَّ بَعْضَكُمْ بَعْضًا " (آل عمران : ۱۲) تم میں بعض بعض کی غیثت نہ کرے ۔

(۴) حدیث میں ہے دو آسمیوں کو عذاب قبر ہو یا تھا ان میں ایک چخل خوری کیا کرتا تھا۔ بخاری (۶۲ / ۱)

- (۵) مسلمانوں کا استہزاء اور مذاق اڑانا .
- (۶) بدگونی اور فحش کلائی کرنا (۱) .
- (۷) جھوٹی گواہی دینا (۲)
- (۸) کلمات کفر زبان سے کہنا "جیسے شریعت وست یا صاحب شریعت کا مذاق اڑانا .
- (۹) (یعنی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کرنا . نعوذ باللہ )
- (۱۰) غیر اللہ کی قسم کھلانا (۲)
- (۱۱) غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے دعا کرنا (۵)

- (۱) صحیح حدیث میں ہے : مومن لعن و طعن و فحش کلائی اور ہے ہودہ گوی کرنے والا نہیں ہوتا .
- (۲) حدیث میں ہے کیا تم کو گناہ کبیرہ میں بڑے گناہ کے متعلق نہ بتا دوں اور وہ تمیں میں : شرک باللہ کرنا ، والدین کی نافرمانی کرنا ، اور جھوٹی گواہی دینا ( سلم ۱ / ۲۲ )
- (۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے " قال ابى الله وأیاته ورسوله حنتم تستهزئون " ( سورۃ التوبہ : ۲۵ ) ترجمہ : آپ کہ دیکھئے کہ اچھا تو تم استہزاء کر رہے ہو اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ .
- (۴) حدیث میں ہے : جس کسی نے غیر اللہ کی قسم کھلانی اس نے کفر کیا ( الترمذی : ۱۱۰ / ۰۳ )
- (۵) ارشاد باری ہے " فلا تدعوا مع الله احداً ( البجن ۱۸ ) اللہ کے ساتھ کسی اور کو شے پکارو .

## ج - فعلی عبادتیں :

وہ افعال و اعمال بے اللہ تعالیٰ نے عبادت قرار دیتے ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کرنے کا حکم دیا ہے وہ قولی عبادتوں کی طرح ہے شمار ہیں، ان اعمال و افعال میں بعض کئے جاتے ہیں اور بعض ترک کئے جاتے ہیں۔

وہ افعال و اعمال جو انجام دیئے جاتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) نماز پڑھنا جو تمام فرائض و نوافل میں سب سے عظیم عبادت و عمل ہے۔
- (۲) بیت اللہ کا حج و عمرہ کرنا۔
- (۳) اللہ کے راستے میں جہاد اور سرحدوں کی گنراوی کرنا۔
- (۴) زکاۃ اور دوسرا سے صدقات و خیرات ادا کرنا۔
- (۵) صدہ رحمی کرنا یعنی رشتہ داروں کی زیارت اور اسکے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنا۔
- (۶) مہمان نوازی اور اس کا اعزاز و اکرام کرنا۔ (۱)
- (۷) عمومی کار خیر کرنا (۲)

(۱) حدیث میں ہے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے (رواہ البخاری ۸/۱۳ و مسلم : ۱/۳۹)

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَافْعُلُوا الْخَيْر لِعِلْكُمْ تَفْلِحُون" (الجع : ۷۷) کار خیر کیا کرو تاکہ تم لوگ فلاح پا جاؤ۔

(د) وہ افعال جن کا ترک کرنا عبادت ہے :

وہ افعال جن میں ترک کرنے کا حکم ہوا وہ بھی بہت زیادہ ہیں۔

ان سے مراد وہ ساری حرام کردہ چیزیں ہیں، چاہے وہ قلبی افعال ہوں یا وہ جو اعضاء و جوارح سے کئے جاتے ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) والدین کی نافرمانی کرنا :

(۲) زنا کرنا، اس میں اجنبی عورت کو دیکھنا، اس سے مصافحہ کرنا اور چھوٹا اور تمٹت لگانا بھی شامل ہے۔

(۳) سود خوری کرنا۔

(۴) یتیم کا مال کھانا جانا۔

(۵) جوا وقار بازی کرنا۔

(۶) چوری کرنا۔

(۷) شراب و سکریٹ نوشی کرنا۔

(۸) تصویر بنانا یا ٹھیکننا۔ (۱)

(۹) ظلم و ستم کرنا یعنی ہر طرح کی نا انصافی کرنا۔ (۲)

---

(۱) حدیث میں ہے : اللہ تعالیٰ تصویر کشی کرنے والوں پر الحنت فرماتا ہے۔ (بخاری ۷/۵۹)

(۲) حدیث میں ہے : ظلم سے اجتناب کرو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی۔ مسلم : ۱۸/۸

(۱۰) حرام و باطل چیزوں کو سنا، اور گانے اور موسیقی وغیرہ سے لطف انداز ہوتا

(۱).

وہ قلبی اعمال جنہیں ترک کرنے کا حکم ہوا ہے، یہ ہیں۔

(۱) نکبر و غرور کرنا، یعنی حق کا دبایا اور لوگوں کو ذلیل کرنا ہے۔ (۲)

(۲) خود پسندی اور اس کے مطابق لوگوں سے رویہ رکھنا۔ (۳)

(۳) لوگوں سے حسد کرنا (۳)

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا" (الاسراء : ۲۹)

ترجمہ : بیشک کان اور آنکھ اور دل ان کی پوچھ ہر شخص سے ہوگی۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، وہ شخص جت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر و غرور ہوگا (رواه مسلم : ۶۵ / ۲۵)

(۳) حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک شخص ایک جوڑا پہن کر خود پسندی کی حالت میں نکبر سے چل بیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین کے لئے دھنسا دیا، وہ زمین میں قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔ (بخاری : ۲۱۵ و مسلم : ۶ / ۱۲۸)

(۴) حضرت ابو حمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : تم لوگ حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ لکھنی کو کھاجاتی ہے " ابن ماجہ : صفحہ :

۱۸۰۸ : ۲ / ۵۷۳

(۴) مسلمانوں سے کدورت رکھنا . (۱)

(۵) نیک لوگوں سے بعض رکھنا (۲)

(۶) ظالم و شری و فسادی اور کافروں فاسق و فاجر لوگوں سے محبت و تعلق رکھنا (۳)

(۷) مسلمانوں کے خلاف سازش کرنا اور ان کے لئے بد خواہ ہونا (۴)

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے " دینا لاتبعث فی قلوبنا غلا للذین آمنوا "

ترجمہ : اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے خلاف کدورت نہ پیدا کر۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" ایک دوسرے سے بعض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حد نہ رکھو، اور بے رحمی مت کرو، اور ایک

دوسرے کا باہمیاث نہ کرو، بلکہ آپس میں بھلائی بھلائی بن کر رہو، اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں

کہ اپنے کسی مسلمان بھلائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق ہو جائے " بخاری : ۲۳ / ۸، و مسلم : ۸ / ۸

(۳) کیوں کہ ایمان کی علامتوں میں ایک یہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرے وہ بھی اسے پسند

کرے اور جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرے وہ بھی اسے ناپسند کرے۔

اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور فساد کرنے والوں کو بھی پسند نہیں فرماتا۔

(۴) اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے " والذین یؤذون المؤمنین والمُؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بمثابة واتما مبینا " (الازاب : ۵۸)

ترجمہ : اور جو لوگ ایذا پہنچاتے رہتے ہیں ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار اٹھاتے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : جو ہمارے خلاف ہتھیار اٹھاتے وہ ہم میں سے نہیں ہے ( مسلم : ۶۹ / ۱)

اور ارشاد ہے : کسی آدی کے برے ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھلائی کو ذمیل کئجھے

مسلم : ۱۱ / ۸

## خاتون اسلام کا احسان

احسان، دین اسلام کا ایک تہائی حصہ ہے کیوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ، وہ ایمان، اسلام اور احسان کا نام ہے (۱) آپ نے ایمان و اسلام کے بارے میں جان لیا ہے، اب دین اسلام کے تمیرے حصہ احسان کے متعلق ہم کچھ عرض کر رہے ہیں اور آپ اپنے ایمان کی تکمیل کرتے ہوئے اس کے مطابق اپنے قول و عمل کو ڈھالنے تاکہ دنیا آخرت کی سعادت حاصل کیجئے :

**احسان :** لغوی اعتبار سے اسماءت کی صد ہے، احسان کرنا واجب اور اسماءت (نقسان پہونچانا) حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے احسان اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور احسان کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے (۲) اور اپنی معیت کی خبر دی ہے.

(۱) حدیث جبریل کی طرف اشارہ ہے جسے حضرت عمر بن حیان روایت کیا ہے:  
مسلم : ۲۸/۱

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُ الْمُحْسِنِينَ " (المائدہ: ۹۳)  
مزید فرمایا " إِنَّ اللَّهَ مَعَ الظَّنِينَ اتَّقُوا وَالظَّنِينَ هُمُ الْمُحْسِنُونَ " (النحل: ۱۲۸)  
ترجمہ : بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں، اور جو لوگ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں۔

اساءت کی طرح احسان بھی عقیدہ قول و عمل سبھی میں حاصل ہوتا ہے اور آپ یہ مقام احسان اسی وقت حاصل کر سکتی ہیں جب آپ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا تہ دل سے ہمہ وقت دھیان رکھیں، اور اپنے ہر قول و فعل کی وقت یہ تصور کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں اور اس کو دیکھ رہی ہیں یا کم از کم وہ آپ کو دیکھ رہا ہے اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے جواب میں یہ فرمایا تھا:

"احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے (رواہ مسلم ۱: ۲۹)۔ یعنی بندہ جب عبادت کرتا ہے تو ان دو حالتوں میں سے اسکی ایک حالت ہوتی ہے یا تو اللہ تعالیٰ کے شدت استحضار کیوج سے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے، اور یا اس کا احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں، اور ان دونوں کیفیات کیوج سے بندہ اپنے قول و فعل کو بہتر سے بہتر کرتا ہے اور اس کی ادائیگی اچھی طرح سے کرتا ہے تاکہ خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں۔

اگر آپ اہل احسان میں سے ہونا چاہتی ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کو تمام حالات میں یاد رکھیں، جب سوچتی ہوں، اور جب لولتی ہوں اور جب کوئی کام کرتی ہوں، اور اس کے تیجہ میں آپ کے تمام اقوال و اعمال صاف اور نافع ہوں گے۔

یاد رکھئے کہ آپ کا کوئی قول و عمل اسوقت تک معتبر و مقبول نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے نہ کیا گیا ہوگا، اور اسی کو دوسرے الفاظ میں "اخلاص" کہتے ہیں۔ (۱)

اور ان تمام اقوال و اعمال کو سیکھئے جو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول اور محبوب ہیں اور اسی طرح اس کی ادائیگی کی کیفیت و طریقے کا علم حاصل کیجئے تاکہ اسے صحیح طریقے سے ادا کر سکیں۔

اسی وجہ سے علم کا حصول قول و عمل سے پہلے واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" (سورہ محمد: ۱۹)  
ترجمہ: تو آپ یقین کیجئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبد نہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "إِلَّا اللَّهُ الَّذِينَ يَخْلُصُونَ" (آل عمران: ۲)

ارشاد ہے "وَمَا أَمْرَوْا إِلَّا يَعْبُدُوا اللَّهُ مُخْلَصِينَ لِهِ الدِّينَ" (آل عمران: ۵)

ارشاد ہے "فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلَصِينَ لِهِ الدِّينِ وَلَا كُرْهَ الْكَافِرُونَ" (غافر: ۱۲)

دعاء دین کا ایک حصہ ہے، جس نے غیر اللہ سے دعا کر کے شرک کا ارجحاب کیا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی، اور اس کا سچکا جنم ہوگا، اس لئے آپ بھی دعاوں اور تمام عبادتوں میں شرک سے اجتناب کیجئے اور اپنے تمام اعمال صالح کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خالص کیجئے۔

امام بخاری نے یہ باب قائم کیا ہے "العلم قبل القول والعمل" یعنی علم کا سیکھنا قول و عمل سے قبل ہوتا ہے۔ (بخاری : ۲۷/۱)

اسی اصول کے پیش نظر ہم نے یہ کتاب تصنیف کی ہے، تاکہ ایک مسلمان خاتون کو جن عقائد، اور اقوال و اعمال کی معرفت حاصل کرنا اور جن اقوال و اعمال سے اجتناب کرنا ضروری ہے انھیں بیان اور واضح کر دیا جائے۔ جس کی قدرے وضاحت ہو چکی ہے۔ اس وضاحت کے بعد ہم قولی اور عملی عبادات کی کیفیات اور اسلامی اخلاق و آداب و عادات کی تفصیلات بیان کرتے ہیں

لہذا ہم سب سے پہلے دین اسلام کی سب سے اہم عبادات اور اساس نماز اور اس کے بعد دوسرے آداب و اصول و اخلاق کو بیان کریں گے جن کا ہر مسلمان کو اختیار کرنا واجب ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو اسے سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ دنیا و آخرت میں سعادت سے مشرف ہوں۔

## طہارت کا بیان :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی نماز طہارت کے بغیر قبول نہیں کی جاتی۔ (بخاری ۱/۲۵۵، مسلم : ۱۳۰/۱) اور طہارت دو طرح کی ہوتی ہے "باطنی طہارت" اور "ظاہری طہارت" ظاہری طہارت یعنی طرح کی ہوتی ہے :

- (۱) بدن کی طہارت
- (۲) کپڑے کی طہارت
- (۳) جگہ کی طہارت

## باطنی طہارت :

باطنی طہارت کے معنی یہ ہیں کہ نمازی کا قلب مندرجہ ذیل چیزوں سے پاک و صاف ہو :

(۱) شک و شبہات رکھنا : (۱) جس کے معنی تردد اور عدم یقین کے ہیں یعنی اللہ

(۱) دینی اصول میں شک و شبہ کرنے کافر سمجھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے وجود یا آخرت میں حشر و شرار اور جزا وہ زما کے پارے میں شک و شبہ رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کی کوئی عبادت قبول نہیں کی جاتی تا آنکہ وہ مسلمان ہو جائے اور اس پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے ۔

تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق غیر یقینی کیفیت میں ہونا، یا ارکان ایمان اور تمام غنی باتوں کے متعلق جس کی اللہ تعالیٰ نے، یا قرآن کریم نے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حشر و نشر اور حساب و کتاب، جزا و سزا، جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں کی خبر دی ہے شک و شبہ رکھنا۔

(۲) نفاق اختیار کرنا : جس کے معنی ایمان کو ظاہر کرنا اور کفر کو چھپانا ہے اور منافق (۱) کی تین علامتیں ہیں، وعدہ خلافی کرنا، عمد و پیمان کو توڑنا، امانت میں خیانت کرنا۔

(۳) شرک کرنا : جس کے معنی یہ ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے، خواہ یہ عبادت دعاء اور استغاثہ یا ذرع اور نذر اور خوف و طمع اور رغبت یا قسم سے کی جائے۔ (۲)

(۴) ریا کاری : یعنی وہ عبادتیں ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع فرمائی ہیں اور مسلمان اسے عبادت سمجھ کر انعام دیتے ہیں، وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے کی جائے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں یا اس کی مذمت سے گریز کریں، اور اس طرح کی

(۱) حدیث میں ہے : ماتفاق کی تین علامتیں ہیں، جب بات کرتا ہے تو چھوٹ بولتا ہے، اور جب وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا، اور جب امانت رکھی جلتی ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے (بخاری : ۱۱۰/۲ و مسلم : ۵۶/۱)

(۲) حدیث میں ہے : جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھلائی تو اس نے شرک کیا، ترمذی : ۱۱۰/۲ - احمد ۱/۲۷۴ این عمر رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔

"ریاکاری شرک اصغر کی ایک قسم ہے، حدیث میں ہے:  
 "تم لوگ شرک اصغر سے اجتناب کرو، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول  
 شرک اصغر کیا ہے، ارشاد فرمایا : ریاکاری (۱)  
 (۵) تکبر کرنا : یعنی حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو ذلیل و خیر سمجھنا، حدیث  
 میں ہے "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی  
 تکبر ہوگا" (مسلم : ۶۵/۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبر کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا  
 "تکبر حق کو دبانا اور لوگوں کو ذلیل کرنا ہے" (ابوداؤد / ۳۸۱ / ۲ / ترمذی : ۳۶۱)  
 (۶) حسد کرنا : یعنی کسی شخص کا کسی دوسرے شخص کے متعلق یہ خواہش رکھنا  
 کہ اس کی نعمت ختم ہو جائے چاہے اسے حاصل ہو یا نہ ہو، یہ درحقیقت اللہ  
 تعالیٰ کا اپنی مخلوق میں تصرفات کرنے پر اعتراض کرنا ہے، اسی لئے اس مرض  
 کو بڑے گناہوں میں شمار کیا جاتا ہے، اور ایسا شخص کبھی اپنے مقصد میں  
 کامیاب نہیں ہوتا اور حکمت پر مبنی ایک مقولہ ہے "الحسود لا یسود" یعنی  
 حسد کرنے والا کبھی آسودہ و کامیاب نہیں ہوتا (۲)

- (۱) ایک حدیث میں ہے "مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے، عرض کیا گیا، شرک  
 اصغر کیا ہے؟ فرمایا" ریاکاری " (احمد : ۵ / ۳۲۸)
- (۲) صحیح حدیث میں ہے : ایک دوسرے سے حمد نہ کرو، یہ ایسی مناعت ہے جسے حرام کا جاتا ہے

(۷) خدر کھنا : یعنی کسی مسلمان بھائی سے عداوت پر کمر بستہ ہو جانا اور اس کا مسلسل بد خواہ رہنا.

(۸) بغض رکھنا : یعنی کسی مسلمان سے بعض وعداوت رکھنا اور اس سے ہمیشہ ناراض رہنا.

(۹) بخیل ہونا : یعنی کار خیر یا نیکی کے کاموں میں بخل کرنا، اچھی چیزوں کو اپنے لئے پسند کرنا اور دوسروں کے لئے ہاتھ روکے رکھنا۔ (۱)

(۱۰) خود پسندی : یعنی کسی شخص کا خود پسند ہونا، اور اپنے قول و فعل کو معیاری سمجھنا اور دوسرے پر ترجیح دینا، یہ دلوں کے خطرناک امراض میں شمار ہوتا ہے (اس سے بہت کم لوگ محفوظ ہوتے ہیں) اور اس مرض کا شکار شفایا ب کم ہی ہوتا ہے۔

---

(۱) حدیث میں ہے : ظلم سے بچوں اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہیں، اور بخل سے بچوں کیونکہ بخل نے تم سے پہلی قوموں کو ہلاک کیا ہے (سلم : ۱۸/۸)

## ظاہری طہارت :

وہ بدن اور کپڑے اور جگہ کی طہارت سے حاصل ہوتی ہے۔

## بدن کی طہارت :

بدن کا پیشاب و پائکانے اور خون سے پاک و صاف ہونا ہے، اور مسلمان عورت پیشاب و پائکانے سے فارغ ہونے کے بعد پانی سے استنجاء (۱) اور اپنی شرمگاہ کو دھویا کرے، اور اگر پانی نہ دستیاب ہو تو پتھر یا کاغذ یا پرانے کپڑے سے تین مرتبہ صفائی حاصل کرے۔ (۲) تا آنکہ آخری مرتبہ یہ کپڑا یا پتھر یا

(۱) قضاۓ حاجات کا مسون طریقہ یہ ہے :

(۱) قضاۓ حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(۲) بیت الٹلاء میں پسلے بیاں پیر داخل کرے اور جب ٹھاں سے لکھے تو دایاں پیر پسلے لکائے اور داخل ہوتے وقت بسم اللہ اور لکھنے کے بعد الحمد للہ کئے۔

(۳) گور اور ہڈی سے استنجاء (پاک) حاصل نہ کرے کیونکہ حدیث میں اس کی مناعت آئی ہے۔

(۲) طاق عدد یعنی تین یا پانچ یا سات عدد پتھر استعمال کرنا مستحب ہے۔

کاغذ صاف ستر ابر آمد ہو جائے۔ (۱)  
آپ ہمیشہ اس کا اہتمام کیجئے کہ آپ کے جسم کو کوئی نجاست جیسے  
پیشاب اور پانچاند یا خون نہ لگے۔ اور اگر کبھی لگ جائے تو فوراً پاک پانی سے  
اسے دھو دیجئے جس سے وہ نجاست زائل ہو جائے گی۔

## پاک پانی:

وہ ہے جو اپنی اصل خلقت پر باقی رہے۔ جس کا رنگ اور ذات نہ اور بلو، کسی  
دوسری چیز کے مل جانے سے بدل نہ جائے، جیسے کنوں، اور نہروں، اور  
سمندروں کا پانی ہوتا ہے۔  
اسی طرح بدن کی طھارت، حدث اصغر، اور حدث اکبر سے فارغ ہونے کے بعد  
حاصل کی جاتی ہے۔

**حدث اصغر:** اسے کہتے ہیں جس سے وضوء واجب ہوتا ہے۔

**حدث اکبر:** اسے کہتے ہیں جس سے غسل واجب ہوتا ہے۔

(۱) مذکورہ بالاحینوں چیزوں اور پانی دونوں کیستھے مغلی حاصل کرنا مستحب ہے، ورنہ ہر ایک سے تما  
طھارت حاصل ہو جلتی ہے، حالانکہ پانی سے مغلی پاکیزگی زیادہ حاصل ہو جلتی ہے۔ لیکن مجع کر لینا زیادہ  
بہتر ہے۔

وضوء کا طریقہ : جب کوئی مسلمان عورت وضوء کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے حدث اصغر کے ازالہ کی نیت کرے، پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے، اور برتن میں اپنا ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے تین بار دھوئے، پھر تین بار کفی کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈالے، اور پھر تین مرتبہ چہرہ دھوئے اور پھر تین تین مرتبہ پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو کنیوں تک دھوئے اور پھر اپنے سر کا کان سمیت ایک مرتبہ سُح کرے اور پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پیر کو تین تین مرتبہ یا اس سے زیادہ دھوئے تاکہ پانی سارے حصوں میں پہنچ جائے اور ناپاکی سے اچھی طرح طھارت حاصل ہو جائے (۱)

(۱) سبیلین سے لکنے والی چیزیں، جیسے پیشتاب، پاخانہ، ہوا، مدی۔ (۲)

(۲) گری نیند سے سو جانا اگرچہ وہ بیٹھے یا نیک لگانے ہونے ہو، اور اگر لیٹی ہوئی ہے تو ہلکی نیند بھی ناقص وضوء ہے۔

(۱) حضرت عثیان رضی اللہ سے مروی صحیح حدیث میں وضوء کا طریقہ اسی طرح مذکور ہے جس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے (بخاری ۱/۵۱، مسلم ۱۲/۱)

(۲) ہوا خارج ہونے سے استنجاء نہیں کیا جاتا، استنجاء تو پیشتاب اور پاخانے سے قدر غ ہونیکے بعد کیا جاتا ہے۔

**نواقف وضوء :** وضوء کو توڑنے والی مندرجہ فیل چیزیں ہیں۔

(۲) اپنی شرمگاہ کو بغیر کسی حائل کے ہاتھ سے چھولینا۔ (۱)

مذکورہ بالا چیزوں میں سے کسی کا اگر وضوء ٹوٹ گیا تو اسے نماز پڑھنا اور طواف کرنا اور قرآن کا چھونا جائز نہیں، تا انکہ وہ دوبارہ وضوء کر لے۔

### غسل کا طریقہ :

جب کوئی مسلمان عورت غسل کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے حدث اکبر سے ازالہ کی نیت کرے۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم کئے، پھر اپنی ہتھیلی پر پانی ڈال کر تین مرتبہ اچھی طرح دھوئے، پھر مکمل وضوء کرے، پھر اپنے سر کا تین مرتبہ خلال کرے (یعنی پانی ڈال کر الگبیوں سے بالوں کی جھلوں تک پہنچائے) پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بھائے اور کافوں کو اندر ہونی اور ظاہری حصوں سمیت دھوئے، پھر دائیں جانب سر سے پیر تک اور اسی طرح اس کے بعد دائیں جانب پانی ڈالے، اور ان جگہوں پر بھی پانی پہنچائے جائے۔

(۱) حدیث میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے اپنی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے چھولیا، اس پر وضو کرنا واجب ہوگی"

(جامع الاصول : ۷ / ۲۰۸)

ایک اور حدیث میں ہے: جس نے اپنا عنزو ناصل چھولیا، اسے چاہیہ کر وضوء کرے۔

(موطأ امام مالک : ۱ / ۳۲) (وابو داؤد : ۱ / ۳۱)

عام طور پر پانی نہیں پہنچ پاتا، جیسے ناف اور دونوں بغل اور دونوں گھٹتوں کے اندر ورنی ہے تک۔ (۱) جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) جنابت : جماع کرنے سے غسل واجب ہوتا ہے جب دونوں شرمگاہ مل جائیں چاہے ارزال ہو یا نہ ہو (۲)

(۲) احلام : حالت نیند میں کوئی جب یہ دیکھے کہ وہ جماع کر رہی ہے اور منی کل آئے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر منی کا ارزال نہ ہو تو غسل کرنا واجب نہیں۔ (۳)

(۳) حیض و نفاس کے خون کے متقطع ہونے کے بعد غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (۴)

---

(۱) حضرت عائش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی اسی طرح کی کیفیت مروی ہے، جسے اصحاب صحاب و سنن نے روایت کیا ہے۔

(۲) حدیث میں ہے "جب دونوں شرمگاہ مل جائیں تو غسل واجب ہو گیا"

(بخاری : ۱/۳۵، مسلم : ۱۸۹/۱)

(۳) ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا "اگر کبھی عورت کو احلام ہو جائے تو اس کو غسل کرنا واجب ہے تو آپ نے فرمایا اگر منی دیکھے"۔

(بخاری ۱/۳۳، مسلم ۱/۱۵۲)

(۴) حیض و نفاس کے خون کے بند ہونے کی یہ علامت ہے کہ شرمگاہ میں روئی وغیرہ جیسی کوئی چیز داخل کی جائے تو وہ خشک برآمد ہو، یا خون بالکل سفید سائل ہو جائے جو حیض کے آخری ایام میں لکھتا ہے۔ اور یہ سب سے اچھی علامت ہے کیونکہ اسکے بعد خون نہیں آتا، بخلاف خشک دیکھنے کے کیونکہ بسا اوقات اس کے بعد بھی خون آ جاتا ہے۔

## تیم کا بیان

جب کسی مسلمان خاتون کو وضوء یا غسل کرنے کے لئے پاک و صاف (۱) پانی دستیاب نہ ہو سکے یا دستیاب ہو لیکن کسی مرض یا زخم وغیرہ کی وجہ سے اس کے استعمال پر قادر نہ ہو، یا پانی مٹھنڈا اور موسم بہت سرد ہو اور اسے گرم کرنے کی سوالت میرنہ ہو، اور اس خاتون پر وضوء یا غسل کرنا اوجب ہو تو اسے وضوء و غسل کے بدل کے طور پر تیم کرنا جائز ہے۔  
اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَإِنْ كُنْتُم مَرْضِي. أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِنَ الْفَائِطِ أَوْ لامستم النِّسَاءَ فَلَمْ تجدوا ماءً فَتَبَيَّنُوا صَعِيدًا طَبِيَّا فَامسحُوا بِوْجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ، مَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرْجٍ وَلَكُنْ يَرِيدُ لِيَظْهَرَ كُمْ وَلَيَتَمَّ نَعْمَلُتُهُ عَلَيْكُمْ لِعَلَّكُمْ تَشَكَّرُونَ" (۲) المائدہ: ۶

(۱) ماء طارہ سے کہتے ہیں جس میں کسی چیز کی آسیزش نے اس کے رنگ، بو، اور ڈانکہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کر دی ہو، اگر اس کی اصل خلقت پر رستے ہوئے کچھ تبدیلی آجائے تو وہ پانی بھی پاک ہے جیسے سمندر کا پانی، یا کسی سرخ زمین پر بنتے والا پانی جس کی وجہ سرخی آجائے چونکہ یہ تبدیلی اس کے اصل کی جزء بن جکی ہے۔

(۲) سورہ المائدہ: ۶

ترجمہ : اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے، یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تم کرو، بس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو، اللہ تم پر زندگی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا مگر وہ چاہتا ہے کہ تم میں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے، شاید کہ تم بخوبی گزار بنو۔

### تیم کا طریقہ :

سب سے پہلے حدث اصغر یا حدث اکبر سے ازالہ کی نیت کرے اور پھر تیم کی ابتدا " بسم اللہ الرحمن الرحيم " کہ کر کرے، اور اپنی دونوں ہاتھیلیوں کو زمین پر مارے، پھر دونوں ہاتھ کو چہرہ پر پھیرے، پھر دونوں ہاتھیلیوں کو ایک دوسرے پر مل لے، اور اس کے بعد مکمل طہارت ہو گئی، اب نماز اور طواف اور قرآن کی تلووت کر سکتی ہیں۔

تیم ان تمام چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے جو ناقص و ضوء ہیں اس کے علاوہ نماز شروع کرنے سے پہلے اگر پانی دستیاب ہو جائے تو تیم ختم ہو جاتا ہے۔  
(یعنی آب آمد تیم برخواست)

## حیض و نفاس کے مسائل

حیض و نفاس کے کچھ مخصوص شرعی مسائل ہیں جن کا ہر مسلمان خاتون کو جانتا ضروری ہے۔

الف - حیض :

رحم سے لکنے والے اس خون کو کہتے ہیں جو عام طور پر شکم میں بچہ نہ ہونے کی شکل میں لکتا ہے جو سیاہی مائل سرخ رنگ کا ہوتا ہے، بسا اوقات اس میں بدلہ ہوا کرتی ہے، حیض کی کم سے کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے۔

حیض کے سلسلے میں عورتوں کے تین حالات ہیں:

۱ - مبتدءۃ : یعنی وہ عورت جسے حیض پہلی مرتبہ آئے، چنانچہ اس کا حکم یہ ہے کہ خون دیکھنے کے بعد وہ اپنے کو حائثہ بھجھے اور نماز اور ہمبستی، اور قرات قرآن، اور مسجدوں میں جانا چھوڑ دے تا انکہ خون کے منقطع ہونے کے بعد پاک و صاف ہو جائے، جسے عام طور سے خلکی سے تعبیر کرتے ہیں یعنی عورت کسی روئی یا کپڑے کو شرمگاہ میں ڈال کر دیکھئے اگر اس میں خون کی تری باقی نہیں ہے اور وہ بالکل صاف و سفید تری کے ساتھ برآمد ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ حیض کا خون منقطع ہو چکا ہے۔

بسا اوقات اس طرح کی عورتوں کا خون ایک یا دو یا تین دن میں بند ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ پندرہ دن تک جاری رہ کر بند ہوتا ہے، لہذا جب بھی خون بند ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہوگا، لہذا وہ غسل کرے اور نماز پڑھے جماع (۱) وغیرہ جو چیزیں حیض کی وجہ سے ممنوع تھیں وہ اس کے لئے کرنا جائز ہو جائے گا۔

۲ - مختارہ : یعنی وہ عورت جس کے ہر ماہ حیض کے ایام متعین ہوں، چیز ہے یہ ایک دن ہو یا اس سے زیادہ، پندرہ دن کے اندر تک ہوں، لہذا اس قسم کی عورتیں اپنی ماہواری کے ایام میں نماز اور جماع اور دوسری ممنوعات چھوڑ دیں گی، اور جب یہ ماہواری کے متعین ایام گزر جائیں اور خون بند ہو جائے تو وہ غسل کرے اور نماز وغیرہ ادا کرے، اس مکمل طمارت کے بعد جو خلکی اور سفیدی کے دیکھنے کے بعد حاصل ہوئی ہو، زرد یا گندلے رنگ کا خون دیکھنے تو اس کی کوئی پروافہ نہ کرے، حضرت ام عطیہ صاحبیہ غفرمانی ہیں کہ " ہم لوگ طمارت کے بعد زردی اور گندلے رنگ کی کچھ پروافہ نہیں کرتے تھے "

(۱) جماع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر ہو اور وہ جماع کرنا چاہتا ہو تو اسے ایسا کرنا جائز ہوگا، اس سے یہ نہ کھما جائے کہ طمارت کے بعد جماع کرنا ضروری ہے، یا کوئی عبادت ہے، مخفی یا بٹا مقصود ہے کہ حیض کی وجہ سے جو جماع ممنوع تھا وہ حیض کے ختم ہونے کے بعد وہ ممنوع چیز جائز ہو جائے گی۔

اگر متعین ایام ماہواری سے قبل ہی خون بند ہو گیا اور اس نے غسل کر لیا اور پھر دوبارہ خون آنا شروع ہو گیا تو وہ نماز وغیرہ پڑھنے سے رک جائے اور اپنے کو حائلہ سمجھے اور پھر جب متعین ایام ماہواری پورے ہو جانے کے بعد خون بند ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھئے، اب اگر اس کے بعد زرد یا مشیالے رنگ کا خون دیکھے تو اس کی پرواہ نہ کرے کیونکہ اب وہ پاک و صاف ہو چکی ہے۔

۲۔ مستحاصہ: اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون بغیر انقطاع کے مسلسل آتا ہو، ایسی عورت کو کیا کرنا چاہئے قدرے تفصیل ہے، اگر مستحاصہ کے مرض لاحق ہونے سے پہلے کوئی متعین عادت رہی ہوئے وہ ہر ماہ جانتی تھی تو ان ایام میں نماز وغیرہ سے رک جائے گی اور جب وہ گزر جائیں تو غسل کر کے نماز ادا کرے گی، اور ان تمام ممنوعات کو کرنا شروع کر دے گی جو ایام ماہواری کی وجہ سے ممنوع تھے۔ اگر کوئی متعین عادت نہ رہی ہو یا رہی ہو یعنی وہ بھول گئی ہو تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ خون کب سرفی سے سیاہی میں یا معمولی سرفی سے گاڑھے پن میں تبدیل ہو رہا ہے، جب وہ یہ تبدیلی محسوس کر لے تو اپنے کو حائلہ سمجھے اور نماز وغیرہ ترک کر دے اور جب یہ یقین ہو جائے کہ وہ اپنی سابقہ حالت میں واپس ہو گئی تو غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔

اگر اس کے خون میں کوئی تبدلی ہی نہ پیدا ہو تو عمومی طور پر جو ماہواری کے ایام ہوتے ہیں (۱) ان میں وہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے، اور نہ جماع کرے، اور جب یہ ایام پورے ہو جائیں تو غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے، کیونکہ وہ اب دوسرے ماہ کے شروع تک طاہرہ بھجھی جائے گی۔ (۲)

(۱) حیف کی عام طور پر مدت، چھ یا سات دن ہوتی ہے۔

(۲) اس مسئلہ کی دلیل الرواۃ (۲۲/ ۱۰۲) اور نسلی (۱۰۲/ ۱) میں مروی یہ حدیث ہے جس کی سند حسن ہے "ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فتویٰ پوچھا کہ ایک عورت کو مسلسل خون آرہا ہے تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس کے لاحق ہونے سے پہلے ان دونوں اور راتوں کو دیکھ کر کہتے دن اسے ماہواری آتی تھی، لہذا ان کے حساب سے نماز چھوڑ دے اور جب وہ پورے ہو جائیں تو وہ غسل کرے اور لٹکوں پا بدھ لے اور پھر نماز پڑھے۔

یہ حدیث اس مستحضر کے سلسلہ میں دلیل ہے جسکی کوئی عادت رہی ہو۔

اور رہا اس مستحضر کا مسئلہ جس کی صحیح عادت نہ رہی ہو تو وہ حیف کی عمومی مدت کے بعد ہر ماہ حیف کا شدار کرے گی اور اس کو پورا کر لینے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے، اس کی دلیل حضرت فاطمہ بنت حیف رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ : حیف کا خون جب سیاہ ہو جائے تو نماز سے رک جائے اور اگر اس کے علاوہ ہو تو وضوء کرے (یعنی غسل کے بعد) اور نماز پڑھے، اس لئے کہ وہ رُگ کا خون ہے۔ (رواہ ابو داؤد ۲۲/ ۱ اور نسلی ۱/ ۱۰۲)

## (ب) نفاس :

اس خون کو کہتے ہیں جو ولادت کے فوراً بعد یا اس سے ایک دو دن پہلے نکلتا ہے اس میں بھی حیض والی پابندیاں عامد رہیں گی، تا آنکہ اس کا خون آنا بند ہو جائے اگر ولادت کے ایک یا اس سے زیادہ دنوں کے بعد یہ خون آنا بند ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے کیونکہ وہ پاک و صاف ہو گئی ہے۔ اور اگر خون جاری رہے تو نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے کیونکہ وہ حالت نفاس میں ہے، اگر چالیس دن سے پہلے بند ہو جائے تو طہارت حاصل کر لے گی، ورنہ چالیس دن مکمل کرنے کے بعد غسل کر کے نماز وغیرہ شروع کر دے اگرچہ اس کے بعد بھی خون آئے (وہ نفاس کا نہیں ہے) یہ عورت کے دینی لحاظ سے زیادہ محتاط طریقہ ہے، بجائے اس کے کر ساٹھ (۱) دنوں تک اس کے انقطاع کا انتظار کرے جو بعض اہل علم کے یہاں آخر مدتِ نفاس ہے۔

---

(۱) نفاس کی آخر مدت مالکی و شافعی فقاء نے ساٹھ دن مقرر کی ہے۔

## ممنوعات حیض و نفاس :

حیض و نفاس کے دوران بعض چیزوں کا انجام دینا ممنوع ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ - نماز پڑھنا، خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔

۲ - روزہ رکھنا، مگر رمضان کے وہ روزے جو حیض و نفاس کی وجہ سے نہ رکھے تھے ان کی رمضان کے بعد حالت پاکیزگی میں قضاء کرنا واجب ہے۔ البتہ نماز کی قضاء نہیں ہے۔

(۳) مسجد میں داخل ہونا، حدیث میں ہے کہ ، میں مسجد میں حیض و نفاس والی عورت کے داخلہ کو جائز نہیں قرار دیتا۔ (رواہ ابو داؤد / ۵۳، ابن ماجہ صفحہ ۲۱۲)

(۴) قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اگر قرآن کے بعض خطوط کردہ ہے کو بھول جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۵) طواف کرنا " خواہ یہ حج یا عمرہ یا نفل طواف ہو، کیونکہ مسجد حرام میں عورت کا اس حالت میں داخل ہونا ممنوع ہے، مزید طواف کے لئے طھارت شرط ہے "

مسلمان عورت جب ماہواری کے آخری ایام میں ہو تو طلوع فجر سے پہلے رات ہی سے اپنا جائزہ لے اگر اس نے پاکیزگی محسوس کی تو غسل کرے اور مغرب کی اور عشاء کی نماز ادا کرے۔ اور اسی طرح طلوع آفتاب سے پہلے جائزہ لے اگر اس نے پاکیزگی اور صفائی دیکھی تو غسل کر کے فجر کی نماز ادا کرے اور غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے دیکھے اگر اس نے پاکیزگی محسوس کر لی تو

غسل کر کے ظہر و عصر کی نماز ادا کرے۔ (۱) اسی طرح دن و رات کے کسی وقت بھی عورت پاک و صاف ہو جائے تو فوراً غسل کرے اگر کسی نماز کا صرف اتنا وقت باقی ہو جس میں صرف ایک رکعت نماز ادا کر سکے گی تو وہ نماز اس پر واجب ہے ورنہ اس پر اداءُ وقضاءُ کوئی نماز ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

---

(۱) یہ مولف کی اپنی رائے ہے ورنہ جمہور علماء کے نزدیک طهارت سے قلیل کی نماز کی ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ (ترجم)

## نماز کا بیان

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔ نماز کا اول وقت میں ادا کرنا افضل ترین عمل ہے، اور اس کا چھوڑ دینا کفر ہے (۱) نماز کا ان کے اوقات میں قائم کرنا باعث ایمان اور اس میں کوتائی و سستی کرنا اللہ تعالیٰ کی نارِ اٹھی کا موجب ہے اور اس کی پاندی سے ادائیگی حصول جنت کا سبب ہے۔ اور نماز کی درستگی کی شرطوں میں سے ایک شرط وہ طھارت ہے جس کی معلومات آپ نے گزشتہ صفات سے حاصل کر لی ہے، اور باقی دوسری شرطیں مندرجہ ذیل ہیں۔

### شرائط نماز :

(۱) ستر پوشی کرنا، یعنی عورت نماز میں سر سے پیر تک ڈھکی ہوئی ہو، اگر اس نے سر پیا گردن یا سینہ یا دونوں بازو یا دونوں پنڈلیوں کو کھول کر نماز ادا کی تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

---

(۱) صحیح حدیث میں ہے: آدمی اور شرک و کفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔  
(رواہ مسلم: ۲۶/۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے، ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز کا مقابلہ ہے جس نے نماز چھوڑی، اس نے کفر کیا" (رواہ نسلی ۱/۱۸۷)

(۲) قبلہ کی طرف منھ کرنا، اگر قبلہ کا صحیح علم ہو تو، اس کی طرف منھ کر کے نماز ادا کرے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی، اگر قبلہ کا علم نہ ہو تو جانتے والوں سے دریافت کیا جائے، اگر کوئی بتانے والا نہ ملے تو اپنے اجتناد اور گمان غالب کی بنیاد پر نماز ادا کرے اور آپ کی یہ نماز صحیح ہو گی، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ "فَإِنَّمَا تُولُوا فِتْنَمْ وَجْهَ اللَّهِ" (سورہ البقرہ: ۱۱۵)

ترجمہ: جس طرف تم رخ کرو، ادھر اللہ تعالیٰ کارخ ہے۔

(۳) بدن، کپڑے، جگہ، کامیک و صاف ہونا، جس کی تفصیل گذرچکی ہے۔ مذکورہ بالاجزیں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں تھیں، اس کے علاوہ نماز کے واجب ہونے کی شرطیں ہیں یعنی نماز انسان پر اسوقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک یہ شرطیں نہ پوری ہو جائیں جو یہ ہیں:

(۱) مسلمان ہونا: غیر مسلم سے نماز پڑھنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا تا آنکہ وہ مسلمان نہ ہو جائے اور غیر مسلم نہ تو مومن ہے اور نہ تو موحد بلکہ وہ کافر و مشرک ہے۔

(۲) عاقل ہونا: کیونکہ مجرون اور ناعاقل پر نماز واجب نہیں، تا آنکہ وہ شفایاب ہو جائے (۱)

(۱) حدیث میں ہے: تین آدمیوں سے قلم المٹا لیا گیا ہے، سونے والے سے تا آنکہ وہ بیدار ہو جائے، اور بچ سے تا آنکہ وہ بالغ ہو جائے اور مجرون سے تا آنکہ وہ عقل والا ہو جائے (رواہ ابو داؤد: ۲۰۸، ترمذی: ۲: ۲۲)

(۳) بالغ ہونا : یعنی بچہ جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو وہ شرعی طور پر مکلف ہو جائے گا، چنانچہ نماز اس پر واجب ہو جائے گی اور جو شخص اس کی عدم ادائیگی پر اصرار کرے گا اسے موت کی سزا دی جائے گی۔  
بلوغ کی علامات : بلوغ کی چند علامتیں ہیں، جو لڑکے اور لڑکیوں پر نمودار ہوتی ہیں، جو یہ ہیں :

(۱) حیض آنا : جب لڑکی کو حیض کا خون آجائے تو وہ بالغ سمجھی جائے گی اور اس پر نماز اور دوسری تمام شرعی پابندیاں واجب ہو جائیں گی۔  
(۲) زیر ناف بال نکل آنا، جب زیر ناف بال نکل آئے وہ بالغ سمجھی جائے گی۔  
(۳) احلام ہونا : جس پچے کو احلام ہو جائے اور منی کا اثر اپنے کپڑے پر دیکھے تو وہ بالغ سمجھا جائے گا۔

(۴) انٹھارہ سال کا ہو جانا (۱)

جب لڑکے یا لڑکیوں میں مذکورہ بالا علامتیں نہ پائی جائیں تو وہ مکلف نہیں سمجھے جائیں گے، لہذا انہیں نماز پڑھنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، البتہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب وہ

---

(۱) یہ سن بلوغ کو پہنچنے کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ بعض علماء نے پندرہ سال، عمر بیتلی ہے، در حقیقت یہ عمومی حالات کا ایک اندازہ ہے، یعنی بچہ اس کے بعد ہی بالغ سمجھا جائے گا۔

دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں معمولی سا مارا جائے (۱) اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے پر مجبور کیا جائے تاکہ نماز پڑھنے لگیں یا (انکار کرنے پر) کفر اور حداقل کیا جائے۔

---

(۱) حدیث میں ہے کہ : اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو (نہ پڑھنے پر) آنکو مارا جائے، اور بستروں پر انہیں علاحدہ کر دیا جائے۔ رواہ احمد : ۲/۲

۱۸۰ ۱۸۶

## ارکان نماز

نماز کے چند ارکان ہیں جو درحقیقت اس کے فرائض ہیں، جن کی ادائیگی کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی، اور اجمالي طور پر اس کی معرفت ضروری ہے تاکہ فرائض اور غیر فرائض میں فرق کیا جاسکے، فرائض نماز کی ادائیگی ضروری ہے ورنہ نماز باطل ہو جائیگی۔ اور فرائض کے علاوہ واجبات نماز کو اگر بھول کر چھوڑ دیا ہو تو اس کی تلافی سجدہ سو سے کی جاسکتی ہے۔

**فرائض نماز مندرجہ ذیل ہیں :**

- (۱) نیت کرنا : یعنی نماز کا دل سے ارادہ اور اس کی تعین کرنا۔
- (۲) تکبیر تحریمہ کرنا : یعنی سیدھے کھڑے ہو کر "اللہ اکبر" کرنا۔
- (۳) سورہ فاتحہ پڑھنا : "الحمد لله رب العالمین" آخر تک پڑھنا۔
- (۴) رکوع کرنا : پیٹھ جھکا کر دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے اوپر اعتدال و طہیت سے رکھنا۔
- (۵) قومہ کرنا : رکوع سے سیدھے واطمیان سے کھڑا ہونا۔
- (۶) سجدہ کرنا : پیشانی اور ناک دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کو اعتدال واطمیان سے زمین پر رکھنا۔
- (۷) جلسہ کرنا : اعتدال واطمیان سے سرا اٹھانا اور پیٹھنا۔

(۸) سلام پھرینا : تشد (۱) کے بعد یہ ہوتے " السلام عليکم ورحمة الله  
" کہنا

یہ نماز کے اركان و فرائض کا اجمالی تذکرہ تھا اگر ان میں سے کسی کو  
ترک کر دیا گیا تو نماز باطل ہو جائے گی، الاؤہ اس کی تلافی کر لے اور پھر سے  
ادا کر لے۔

### واجبات نماز اور اس کی موکدہ ستیں :

نماز کے اندر فرائض کے علاوہ کچھ واجبات اور موکدہ ستیں ہیں۔ رکن  
اور واجب یا فرض اور سرت موکدہ میں فرق یہ ہے کہ رکن یا فرض کی تلافی سجدہ  
سو سے نہیں کی جاسکتی لیکن واجب چھوٹ جانے پر سجدہ سو سے تلافی کی  
جاسکتی ہے۔

### واجبات نماز اور سنن موکدہ مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد ظھر و عصر و مغرب و عشاء کی نمازوں  
میں کوئی سورت یا چند آیتیں پڑھنا، اسی طرح فجر کی دونوں رکعتوں میں یہ پڑھنا  
جبکہ وہ اطمینان و اعتدال کیسا تھا کھرا ہو۔

---

(۱) تشد سے مراد یہ ہے " التحيات لله " سے لے کر، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله " تک  
پڑھنا، پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھنا " اللهم انى أؤذنك من عذاب النار ومن عذاب القبر، ومن  
فتنة المحييا والممات ، ومن فتنة المسيح الدجال " اس طرح کی دعائیں تشد آخر میں وارد ہوئی  
ہے۔

- (۲) تسبیح و تحمید کرنا، رکوع سے سراٹھانے کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑے ہو کر، سمع اللہ لمن حمده، ربنا لک الحمد، کہنا (۱)
- (۳) رکوع میں "سبحان رب العظیم" تین بار یا اس سے زیادہ کہنا اور سجدہ میں "سبحان رب الاعلیٰ" تین بار یا اس سے زیادہ کہنا.
- (۴) تشد پڑھنا "التحیات لله والصلوات والطیبات، السلام عليك أیما النبی ورحمة الله وبرکاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحین، اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله" کو ظہرو و عصر و مغرب اور عشاء میں پہلی دو رکعتوں کے بعد پڑھنے کے دران پڑھنا.
- (۵) درود پڑھنا : یعنی "اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد كما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید"

(۱) ان کلمات کا اندازہ سمجھ بے "حمدًا كثیراً طیباً مبارکاً فیه" کما یحب ربنا ویرضی، یا ملیء السموات وملیء الارض وملیء ما بینہما، ملیء ما شئت من شیء بعد، اهل الثناء والمجد احق ما قال العبد، وكلنا لک عبد، اللهم لا مانع لما اعطيت، ولامعنى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد .

- کو دوسرے تشدید میں بیٹھ کر سلام سے پہلے پڑھنا۔ (۱)
- (۲) مغرب اور عشاء اور فجر کی پہلی دو رکعتوں میں آواز بلند قراءت کرنا۔
- (۳) ظهر اور عصر اور مغرب کی تیسرا رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں آہستہ سے قراءت کرنا۔
- مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز اگر سوا چھوٹ جائے تو سجدہ سو سے اس کی تلفی کی جاسکتی ہے۔

**مستحبات نماز اور غیر موکدہ متینیں:**  
نماز کی وہ متینیں جس کے سوا چھوٹ جانے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی،  
یہ میں۔

- (۱) رفع یدیں کرنا : تکبیر اور رکوع میں جاتے اور اس سے اٹھنے وقت اور دو رکعتوں سے اٹھنے کے بعد ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا، اور دونوں ہاتھوں کو حالت قیام میں سینے پر رکھنا۔
- (۲) شا پڑھنا : یعنی " سبحان اللہم وبحمدک ، وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا للہ غیرک "۔

(۱) اس کے علاوہ بھی درود وسلام کے صینے ہوتے ہیں لیکن مذکورہ کلمات زیادہ جامع ہیں۔

(۳) استغاثہ کرنا، یعنی نماز کی پہلی رکعت میں آہستہ سے "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھنا، اور بسم اللہ کہنا، یعنی نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھتے وقت خواہ وہ جھری ہو یا سری، آہستہ سے "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" پڑھنا۔

(۴) آمین کہنا، سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد معمولی آواز سے آمین کہنا۔

(۵) فجر کی نماز میں بڑی اور ظہرا اور عشاء میں درمیانی اور عصر اور مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنا۔

(۶) دونوں سجدوں کے درمیان حالت جلوس میں "رب اغفرلی، وارحمنی، وعافنی، واهدنی، وارزقنی" پڑھنا۔

(۷) دوسرے تشهد کے بعد ان چار چیزوں سے پناہ مانگنا۔ "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فَتْنَةِ الْمَحِيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فَتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ"

یہ وہ ستیں (۱) ہیں جس کے چھوٹ جانے سے سجدہ سو واجب نہیں ہوتا۔ لیکن انہیں ادا کرنا اجر عظیم کا باعث ہے۔ اس لئے ہر مسلمان خاتون کو اس کی پابندی کرنا چاہئے۔

---

(۱) مذکورہ بالا ستیں چاہے موکدہ ہوں یا غیر موکدہ صحیح و حسن حدیثوں سے ثابت ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی نشان وہی کرتی ہیں۔

## نماز کے بعد کی بعض سنتیں :

نماز کے ادا کرنے کے بعد بعض غیر موکدہ سنتیں ثابت ہیں، جن کے ترک کرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور اس کے کرنے سے نماز کے اجر و ثواب میں اضافہ نہیں ہوتا، البتہ اس کو کرنے والا مزید اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ وہ یہ ہیں :

- (۱) اذان و اقامۃ (۱) کہنا، جو آہستہ سے کہنا چاہے، اگر کسی شخص نے بغیر اذان و اقامۃ کے نماز ادا کر لی تو کوئی حرج نہیں.
  - (۲) سلام پھیرنے کے بعد تین بار "أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ" کہنا.
  - (۳) سلام پھیرنے کے بعد تین بار "اللَّهُمَّ إِنَّكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، إِنَّمَا أَنْتَ مَنْ يَنْهَا، وَمَنْكَ السَّلَامُ، وَتَبَارِكَتْ وَتَعَالَيْتَ يَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاَكْرَامِ" کہنا.
  - (۴) سلام کے بعد "اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحْسِنِ عِبَادَتِكَ" پڑھنا.
  - (۵) سلام کے بعد "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" پڑھنا، اور اس سے پہلے "سُبْحَانَ اللَّهِ، الحَمْدُ لِلَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرٌ" ۲۳ مرتبہ پڑھنا.
- 

- (۱) اقامۃ کے کلمات اذان ہی جیسے ہیں مگر "قد قامت الصلاۃ" کے علاوہ وہ اکبری کی جلتی ہے۔

(۷) آیت الکری (۱) سورہ الاخلاص اور معوذ تین پڑھنا۔

### سجدہ سو کا بیان :

خاتون اسلام جب آپ نے یہ جان لیا ہے کہ جب کوئی شخص فرانس فرانس نماز میں کسی فرض کو چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اور وہ نماز دوبارہ ادا کرے اگر کسی نے واجبات نماز میں سے کسی واجب کو سوا ترک کر دیا تو اس کی تلافی کے طور پر سجدہ سو کرنا واجب ہے اور اس سے اس کی نماز صحیح ہو جائیگی، اس کی چند شکلیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اگر آپ سورہ فاتحہ پڑھنا بھول گئیں اور رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد آپ کو یاد آیا تو آپ لوٹ کر پھر کھڑی ہو جائیے اور سورہ فاتحہ اور پھر سورہ فاتحہ نہیں پڑھی ہے تو آپ اس دوسری رکعت کو پہلی رکعت شمار کیجئے اور پہلی رکعت کو كالعدم تصور کیجئے جس میں آپ نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی ہے، پھر

---

(۲) مختلف سندوں سے ثابت ہے کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکری پیدا کی سے پڑھ لیا اس کو جتنی میں داخل ہونے سے سوانئے موت کے کوئی چیزمانع نہیں ہوگی۔ روایہ نسلی و الطبرانی۔

آپ اپنی نماز مکمل کیجئے اور سلام سے پلے (۱) یا اس کے بعد دو سجدے کیجئے پھر سلام پھیریئے۔

(۲) اگر آپ نے ایک رکعت یا ایک سجدہ بھول کر چھوڑ دیا پھر دوسری رکعت میں آپ کو یاد آیا تو آپ ہمیں کو كالعدم قرار دیجئے اور اپنی نماز مکمل کیجئے اور پھر سو کے دو سجدے کر کے سلام پھیریئے، اگر آپ کو تشدید میں یہ یاد آیا کہ آپ نے ایک ہی سجدہ کیا ہے تو اسی وقت وہ بھولا ہوا سجدہ کر لیجئے اور تشدید مکمل کر کے سو کے دو سجدے کر لیجئے اور سلام پھیریئے، اور الشاء اللہ آپ کی نماز درست ہو جائے گی۔

(۳) اگر آپ سورہ پڑھنا یا "سمع الله لمن حمده، ربنا ولک الحمد" کہنا، یا دو رکعتوں کے بعد تشدید اول میں بیٹھنا اور یا رکوع اور سجدہ کی تسبیحات بھول جائیں، تو سلام پھیرنے سے پلے اور تشدید کے بعد سجدہ سو کر لیجئے پھر دونوں طرف سلام پھیریئے اور اس طرح آپکی نماز درست ہو جائے گی۔

---

(۱) ان دو سجدوں کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے کہ سلام سے پلے ہوں یا اس کے بعد بعض مرتبہ سلام سے پلے اور بعض مرتبہ بعد میں ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں سب سے محدث رائے یہ ہے کہ اگر نمازی غلطی سے نماز میں کوئی اضافہ کر دے تو سجدہ سو سلام کے بعد کرے اور اگر کوئی تقصی یا کمی کر دے تو سلام سے پلے کرے، اگر دونوں چیزوں کا ارتکاب کرے تو اسے اختیار ہے چاہئے سلام سے پلے کرے یا سلام کے بعد کرے۔

(۲) اگر آپ نے بھول کر ایک رکعت یا ایک سجده زیادہ کر لیا یا (سری نماز میں) قراءت بآواز بلند کر لیا پھر آپ کو اس کا خیال آیا تو آپ سلام کے بعد سو کے دو سجدے کر لیجئے پھر دوبارہ سلام پھر یہی اس طرح انشاء اللہ آپ کی نماز درست ہو جائے گی۔

### طریقۂ نماز :

خاتون اسلام جب آپنے نماز کے فرائض واجبات اور سننوں کی تفصیل طور پر معرفت حاصل کر لی تو لیجئے نماز پڑھنے کا طریقہ بھی سیکھ لیجئے، سب سے پہلے پاک و صاف کپڑے ہمنے، اپنے بدن کو اچھی طرح ڈھاک کر قبلہ رخ الیس جگہ کھٹری ہو جائیے جو پاک ہو، پھر مندرجہ ذیل چیزوں کیجئے:

(۱) "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھائیے اور جس نماز کی نیت ہو چاہے وہ فرض ہو یا نفل اس کی دل میں نیت کریں:

(۲) پھر دعاء استغفار پڑھیں جو یہ ہے "سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اللہ غیرک"۔

(۳) پھر "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر سورہ فاتحہ اور پھر کوئی سورہ پڑھیں۔

(۴) پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھا کر رکوع کریں اپنی بیٹھ کو سر کے ساتھ سیدھی رکھیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں اور تین بار یا اس سے زیادہ مرتبہ "سبحان ربِ العظیم" کیں۔

(۵) پھر "سمع اللہ لمن حمدہ، حمدًاً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما سبب ربنا ویرضی" کہتے ہوئے رفع یدیں کرتے ہوئے رکوع سے سرا اٹھائیں۔

(۶) پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں چلی جائیں اور سات اعضاء پیشانی، ناک سمیت، دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں کو زمین پر رکھ کر سجدہ کریں۔ اور حالت سجدہ میں تین بار یا اس سے زیادہ مرتبہ "سبحان ربِ الاعلیٰ" کیں، اور جو چاہیں دعا مانگیں۔

(۷) پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سر سجدہ سے اٹھائیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بجھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ کر یہ دعا پڑھیں۔ "رب اغفرلی وارحمنی، وعافنی، واهدنی وارزقنی" "اے اللہ مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرماء، اور مجھے عافیت عطا فرماء، مجھے سیدھے راستے پر چلا اور مجھے رزق عطا فرماء۔

(۸) پھر دوسری رکعت کے لئے "اللہ اکبر" کہتی ہوئی کھڑی ہو جائیں اور سیدھی کھڑی ہو کر سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں۔

(۹) پھر اب ٹھیک اسی طرح اپنی نماز مکمل کریں جس طرح پہلی رکعت آپ نے ادا کی تھی۔

(۱۰) دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد آپ بالکل اسی طرح بیٹھ جائیں جیسے وسجدے کے درمیان بیٹھی تھیں پھر یہ تشدید پڑھیں۔

"التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين،أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله"

(۱۱) اگر نماز دو رکعت والی جیسے، فجر، جمعہ، اور عیدین کی نماز ہے تو بدستور بیٹھے رہیں اور تشدید کی تکمیل اس درود شریف سے کریں۔

"اللهم صلی على محمد وعلى آل محمد، كما صلیت على ابراهیم وعلى آل ابراهیم انك حمید مجيد. وبارک على محمد وعلى آل محمد كما بارکت على ابراهیم وعلى آل ابراهیم إنك حمید مجيد" (۱)

(۱۲) مغرب کی تیسرا اور ظھر، عصر، عشاء کی دونوں آخر رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورہ نہ پڑھیں۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز ہے جس طرح آپ نماز پڑھا کرتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ یہم اجمعین کو سکھایا کرتے تھے، اسی طرح آپ بھی نماز پڑھنے کی کوشش کیجئے اور نماز کے ایک اہم رکن خشوع و خضوع کو نہ بھولئے جو نماز کی روح ہے۔ ارشاد باری ہے "قد افلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون" (المؤمنون : ۱)

---

(۱) فقرہ نمبر ۱۰ - ۱۱ طریقہ نماز کی تکمیل کے طور پر مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔ (سعید احمد)

## مفسدات نماز :

نماز اگر تمام شرائط، واجبات، اركان، اور سنن کو ملحوظ رکھ کر ادا کی جائے تو وہ صحیح ہوگی جس سے نفس کا تزکیہ اور دل کی پاکیزگی حاصل ہوگی بشرطیکہ یہ نماز بعض مفسدات کے ارکاب سے فاسد نہ کی جائے۔

مفسدات نماز بہت سی چیزیں ہیں، جو یہ ہیں :

- (۱) کلام کرنا، جو ذکر اللہ کے علاوہ قصد اگیا جائے (۱) اگر سوا کچھ کہدیا تو سجدہ سو سے اس کی مغلی ہو جائے گی اور نماز فاسد نہیں ہوگی۔
- (۲) قوقہ لگا کر ہنسنا، مسکراہٹ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔
- (۳) کھانا، اگرچہ کھجور یا اس سے بھی کم چیز ہو۔
- (۴) پینا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہو۔
- (۵) عمل کثیر کرنا، محض حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (۲)
- (۶) حالت نماز میں وضوع کا ٹوٹ جانا۔

(۱) حدیث میں ہے : نماز کے دوران کلام الناس کے قبلیں سے کچھ کہنا مناسب نہیں ہے۔

(۲) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے پیروں کو جدہ کرتے وقت حرکت دیتے تھے تاکہ وہ جائے سجدہ سے دور کر لیں، (رواہ سلم : ۲ / ۷۰ و بخاری ۱ / ۱۰۲) اسی طرح آپؐ نے الہد کو نماز کی حالت میں گود لے لیا تھا (بخاری : ۱ / ۱۳۰)

(۷) حالت نماز میں، اس نماز سے قبل کی نماز کا نہ پڑھنا یاد آجائے مثلاً عصر کی نماز پڑھنے کھٹری ہوئی تو یاد آیا کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی، لہذا وہ عصر کی نماز توڑ دے اور ظہر کی نماز ادا کرے، پھر اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

(۸) دوران نماز یہ یاد آجائے کہ وہ باوضو نہیں ہے۔

(۹) رکوع، سجده، اور قیام، قعود کو اعتدال و اطمینان سے نہ ادا کرنا۔ (۱)

(۱۰) قبلہ سے بست زیادہ پھر جانا، اور اس کی طرف پیش کر لینا۔

### مکروہات نماز:

خاتون اسلام نماز کے کچھ مکروہات ہیں، جن کے ارجحاب سے نماز کا اجر و ثواب کم ہو جاتا ہے۔ لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ ان مکروہات کے ارجحاب سے اجتناب کر جائے جو یہ ہیں:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس اعرابی سے یہ فرمایا جس نے اپنی نماز اطمینان و کون سے نہیں پڑھی تھی: نماز ادا کرو اسی لئے کہ تم نے نماز نہیں ادا کی اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی: اس کے بعد اس دہلتی نے عرض کیا، ثم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کیسا تھے معموق فرمایا میں اس سے اچھی نماز پڑھنا نہیں جاتا۔ لہذا مجھے نماز پڑھنا سکھا رکھتے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنے رکوع و بجود اور قیام و قعود میں اطمینان و اعتدال سے کام لے۔ (یعنی جلدی نماز نہ ادا کرے) بخاری ۸/۱۶۹ و مسلم: ۱۰/۲ (۱۱)

- (۱) دوران نمازگاہ آسمان کی طرف اٹھانا۔ (۱)
- (۲) دوران نماز ادھر دیکھنا۔ (۲)
- (۳) نماز میں تھخر کرنا، یعنی ہاتھ کمر پر رکھ کر کھلا ہونا۔ (۳)
- (۴) بال یا کپڑا یا آستین وغیرہ بغیر باندھے یوں ہی لٹکا کر نماز پڑھنا۔ (۴)
- (۵) الگیاں چلکانا۔ (۵)
- (۶) سجدہ گاہ سے ایک سے زائد مرتبہ کنکریاں ہٹانا۔ (۶)

- (۱) حدیث میں ہے : لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نماز میں اپنی نظرس آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، انسیں اس سے رک جانا چاہیے، یا پھر ان کی بیتلی کو اچک یا جائے گا۔
- (۲) اس کے متعلق آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ تو پھرنا ہے یہ وہ شیطان کا حصہ ہے جسے وہ بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔
- (۳) حضرت ابو حیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور عورت بھی اس حکم میں مرد کی طرح ہے۔ (بخاری ۸۰/۲)
- (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : مجھے سات ہفتیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور نہ بال اور کپڑے کو ہٹاؤں (مسلم : ۵۵/۲)
- (۵) حدیث میں ہے کہ : حالت نماز میں اپنی الگیاں نہ چلاؤ۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۰)
- (۶) حدیث میں ہے کہ : جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھلا ہو تو کنکریاں نہ ہٹائے، اگر کسی کو ہٹانا ہی پڑھائے تو صرف ایک مرتبہ ہٹائے۔ (رواہ البوداود ۲۱۷/۱)

- (۷) رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت کرنا۔ (۱)
- (۸) داڑھی یا انگوٹھی، یا کپڑے سے نماز میں کھیلنا۔ (۲)
- (۹) دونوں بری چیزوں یعنی پیشاب و پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنا۔ (۳)
- (۱۰) کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا۔
- (۱۱) ایسی نشت اختیار کرنا جس میں دونوں سرین زمین سے لگالی جائیں، اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر لیں جائیں اور دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر کتے جیسا بیٹھا جائے۔ (۴)

- (۱) حدیث میں ہے کہ : مجھے حالت رکوع یا سجدے میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۲۸/۲)
- (۲) حدیث میں ہے کہ : نماز میں سکون و طہیت اختیار کرو۔ (سلم : ۲۹/۲)
- (۳) حدیث میں ہے کہ : جب کھانا موجود ہو اور جب پیشاب و پاخانہ کا تھاضا ہو تو نماز (کمل) نہیں ہوتی۔ (سلم : ۲۹ - ۵۸/۲)
- (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان کی بیٹھک اور درندوں جیسا باہوں کو بھاکر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔ (رواہ سلم : ۵۳/۲)

## وقات نماز : (۱)

خاتون اسلام، نماز کی ادائیگی کے لئے کچھ متعین اوقات ہیں، جس سے نہ پسلے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور نہ بعد میں۔ نماز کے ان مقررہ اوقات کو حضرت جبریل علیہ السلام نے خانہ کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم کو سکھایا ہے۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے فجر کی نماز طلوع صبح صادق کے فوراً بعد پڑھائی، پھر نازل ہوئے اور ظهر کی نماز زوال آفتاب کے بعد پڑھائی، پھر نازل ہوئے اور عصر کی نماز اسوقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا، پھر نازل ہوئے اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھائی، پھر نازل ہوئے اور عشاء کی نماز سرخ دھاری کے زائل ہو جانے کے بعد پڑھائی، پھر حضرت جبریل علہ السلام دوسرے دن اس وقت تشریف لائے جب خوب اجالا ہو گیا تھا، اور فجر کی نماز پڑھنے کا حکم فرمایا، پھر نازل ہوئے اور ظهر کی نماز پڑھنے کا حکم فرمایا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تھا۔ پھر وہ عصر کی نماز کے لئے اسوقت آئے جب ہر چیز کا سایہ دو گنا ہو گیا تھا اور پھر فرمایا کہ انٹھے اور عصر کی نماز ادا کیجئے اور پھر مغرب کی نماز کے لئے ایک ہی وقت میں

(۱) اوقات وقت کی جمع ہے جسکے معنی، وقت محدود کے ہیں، متعین وقت پر نماز کی ادائیگی کے سلسلہ میں دلیل اللہ تعالیٰ کی ارشاد ہے : "إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كَتَابًا مُّوْقُوتًا" ( النساء : ۱۰۳ )

تشریف لائے (یعنی غروب آفتاب کے فوراً بعد) پھر عشاء کی نماز کے لئے اسوقت آئے جب رات کا ایک تالیٰ یا آدھی رات کا حصہ گزر چکا تھا اور فرمایا کہ اٹھیے اور عشاء کی نماز ادا کیجئے، پھر اس کے بعد فرمایا، آپنی نماز کے اوقات ان دونوں وقتوں کے مابین ہیں۔ (۱)

حضرت جبریل علیہ السلام یہ بتانا چلتے تھے کہ نماز کے دو وقت ہیں، ایک اختیاری، دوسرا ضروری اول وقت میں نماز پڑھنا اختیاری ہے اور آخر وقت میں پڑھنا ضروری ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں اگر نماز کو موخر کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہ آئے تو اسے اول وقت میں ادا کرے اور جب کوئی مجبوری پیش آجائے تو آخر وقت تک موخر کر سکتا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔

### قضاء نماز:

اگر کوئی سوجائے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے اور اس کا وقت نکل جائے تو وہ ساقط نہیں ہوتی بلکہ اس کا فوراً بغیر کسی تاخیر کے قضا کرنا واجب ہے، اور جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں اس کی قضا کرے، اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے:

---

(۱) رواہ ابو داؤد / ۸، ترمذی / ۱، حدیث ۱۰۶ / ۲۷۹ و سلم کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اوقات نماز بتائے تھے۔

"جو کوئی نماز سے سوتا رہے یا اسے پڑھنا بھول جائے، تو اسے جب وہ یاد آجائے تو وہ پڑھ لے، کیونکہ اس کا کفارہ بس یہی ہے" (۱)

اور نماز کا جان لو جھکر ترک کر دینے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کیوجہ سے "ہمارے اور ان (کافروں) کے مابین نماز کا فرق ہے جس نے اسے ترک کر دیا اس نے کفر کیا" (۲) کافر قرار دیا جائے گا۔

اسی وجہ سے علماء اسلام کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جان بوجھ کر نماز کو ترک کر دینے والے شخص سے قضاۓ نماز قبول کی جائے گی یا نہیں جو اس کی صحت و قبولیت کا قائل ہے اس نے قضاء کرنے کا حکم دیا اور جو اس کی نماز کی صحت و قبولیت کا قائل نہیں ہے اس نے قضاء نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور ہم یہ کہتے ہیں "جو شخص نماز کی قضاء کرنے میں سرگرم رہا اور بحسن و خوبی نماز کی قضاء کرتا رہا تو اس کو اسکا فائدہ ہمچنے گا۔ اور جس نے قضاۓ نہیں پڑھی اور صرف توبہ واستغفار پر انتفاء کرتا رہا اور کثرت سے نوافل پڑھتا رہا تو اس کو بھی اس کا فائدہ ہوگا، اگر اس کی توبہ قبول ہو گئی تو وہ کامیاب ہوگا اور حسن خاتمه سے مشرف ہوگا۔

---

(۱) مسلم : ۲/۱۳۲، بخاری : ۱/۱۳۶ جس میں صرف لیان کا ذکر ہے۔

ابوداؤد ۱/۱۰۵، ۱۰۳، ترمذی ۱/۲۲۵، لسلی ۱/۲۲۸۔

(۲) ترمذی : ۵/۱۲، ۱۳، لسلی : ۱/۱۸۷۔

## اقسام نماز:

نماز کی چند قسمیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ - فرض، وہ پانچ نمازیں ہیں، فجر، ظهر، عصر، مغرب، عشاء۔

۲ - واجب (۱) جو یہ ہیں : نماز عیدین، نماز استقاء، نماز کسوف شمس، نماز خسوف قمر، نمازو تر۔

۳ - سنن موکدہ (۲) وہ یہ نمازیں ہیں، ظهر سے پہلے دو رکعت، اور دو رکعت اس کے بعد، عصر سے پہلے دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت، عشاء کے بعد دو رکعت اور دو رکعت فجر سے پہلے، اور یہ سب سنت موکدہ ہے۔

تحتیہ المسجد کی دو رکعتیں جو بیٹھنے سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔

۴ - نوافل مقیدہ (محدودہ) : جیسے چاشت کی نماز جس کی کم سے کم تعداد دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے۔ وضو کے بعد دو رکعت، مغرب سے پہلے دو رکعت ماہ رمضان میں تراویح کی نماز، اور صلاة حاجت جو مسلمان دو رکعت پڑھتا ہے اور پھر اس کے بعد اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔

(۱) بعض فتاویٰ اسے واجب کتے ہیں، لیکن سنت موکدہ کہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ یہ فرانف نمر کے علاوہ ہیں۔

(۲) یہ سنتیں تحدید اور بدلون تحدید کے مختلف صحیح و حسن حدیثوں سے ثابت ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم ان کی تفصیلات سے بحث نہیں کر رہے ہیں، جو جتنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔

۵۔ نوافل مطلقہ (عامہ) جو مسلمان رات و دن کے کسی حصے میں بھی بغیر تعین و تحدید پڑھتا ہے اور جو مذکورہ بالا نمازوں کے علاوہ ہیں ۔

## جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا منع ہے

خاتون اسلام بعض اوقات ایسے ہیں جسمیں نماز پڑھنا منوع ہے۔ وہ یہ ہیں :

- ۱۔ غیر کی نماز کے بعد سے سورج کے ایک نیزے کے بقدر طلوع ہونے تک ۔
- ۲۔ زوال آفتاب کے وقت (۱) تا آنکہ زوال شروع ہو جائے اور ظہر کا وقت داخل ہو جائے ۔

۳۔ عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہو جانے اور مغرب کا وقت شروع ہو جانے تک .. جہاں تک تھیۃ المسجد پڑھنے کا مسئلہ ہے تو وہ ان اوقات میں پڑھی جاسکتی ہے سوائے طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

"جو شخص تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو پیشہ سے پسلے دور کعت پڑھے"

(رواہ بخاری ۶۷، و مسلم : ۲۰۷/۲)

(۱) جمع کا دن اس سے متعلق ہے کیونکہ جمع کے وقت مسجد میں داخل ہو تو جو اللہ نے اس کے لئے لکھا ہے وہ پڑھ لے چاہے کوئی بھی وقت ہو ۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ " اس نماز کے متعلق طلوع شمس اور اس کے غروب کا خیال نہ رکھو . رواہ بخاری : ۱۳۳ / ۲۰۷ . مسلم

### نماز جمعہ :

خاتون اسلام جمعہ کی نماز جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں ہوا ہے :  
" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِي لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاصْبِرُوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوْا الْبَيْعَ " ( جمعہ : ۹ )

ترجمہ : اے ایمان والو، جب نماز کے لئے جمعہ کے دن پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف سبقت کرو اور خرید و فروخت چھوڑو .

جمعہ کی نماز عورتوں پر واجب نہیں ہے . صرف مردوں پر واجب ہے .

جمعہ کی نماز ادا کرنے والے کے لئے مسنون ہے کہ غسل کرے ، صاف سترے کپڑے پہنے ، خوشبو لگائے اور جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جلدی جانا مستحب ہے .

عورتیں اگر نماز جمعہ میں حاضر ہوں تو ان کی نماز صحیح ہوگی اور اگر نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں اور انھیں اس کے بدلتے میں ظھر کی چار رکعت پڑھنی چاہیے کیونکہ وہ فرض ہے . اسی طرح ظھر کی نماز پڑھنے کے لئے ، جمعہ کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرے ، بلکہ ظھر کا وقت شروع ہونے کے بعد اپنے گھر میں نماز ادا کرے .

## نماز جماعت:

خاتون اسلام جمعہ کی نماز کی طرح، نماز بآجاعت بھی عورتوں کے علاوہ صرف مردوں پر واجب ہے۔ اور یہ ستائیں ۲۷ درجہ فضیلت رکھتی ہے، بایس ہمہ عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے افضل ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا، مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے (۱) ہاں اگر مسجد میں آنے میں کوئی قباحت نہ ہو جیسے مردوں کا ازدحام یا عورتوں سے چھپیر خوانی کرنے والے اپیشوش کی موجودگی یا چوروں کا خوف، تو آپ مسجد حاضر ہو کر جماعت سے نماز ادا کر سکتی ہیں۔ عورتیں گھر کے اندر ہی بعض دوسری خواتین اور اہل خانہ کے ساتھ مل کر نماز بآجاعت کر سکتی ہیں اور ان میں امامت کرنے والی عورت صف کے درمیان میں کھڑی ہو، اور قراءت و تکمیر وغیرہ بآواز بلند کے بجائے آہستہ سے کے۔

(۱) برداشت ابوالاول / ۱۳۳ / حاکم / ۲۰۹ حدیث صحیح ہے، حدیث کی پوری عبارت یہ ہے "عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا، مجہہ میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور اپنی کوٹھری میں پڑھنا کمرے سے افضل ہے۔ سند فردوں میں این عمر سے مردی ہے کہ عورت کا اتنا نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ پڑھنے سے پچھیں درج افضل ہے، امام سیوطی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

## نماز مسافر: (۱)

خاتون اسلام! جب کوئی عورت سفر کی نیت سے اپنے شر سے باہر نکل جائے اور نماز کا وقت ہو جائے تو اسے نماز میں قصر کرنا چاہئے۔ قصر کرتے ہیں، چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا جیسے۔ ظهر، عصر، عشاء کی نماز ہے۔ البتہ دو یا تین رکعت والی نماز میں قصر نہیں ہے۔ جیسے فجر اور مغرب کی نماز ہے، قصر کی نماز اسوقت پڑھی جائے گی جب چار دن سے کم قیام کرنے کا ارادہ ہو، اگر چار دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو نماز پوری پڑھی جائے گی اور قصر نہ کی جائے گی۔ اگر کسی جگہ چار دن کے قیام کی نیت نہ کر سکی اور کسی وجہ سے ایک ماہ یا اس سے زیادہ قیام کر لیا تو قصر کرتی رہے گی تا انکہ اپنے وطن لوٹ آئے۔ اسی طرح حالت سفر میں اور شدت مرض میں جمع بین الصلات میں بھی جائز ہے، چنانچہ ظهر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ، جمع تقدیم اور جمع تاخیر کر کے پڑھ سکتیں ہیں، یعنی اگر چاہے تو ظهر و عصر کو ظهر کے وقت میں پڑھ لیجئے یا عصر کے وقت میں پڑھ لیجئے، اسی طرح مغرب و عشاء کو مغرب کے وقت میں پڑھ لیجئے یا عشاء کے وقت میں پڑھ لیجئے۔

(۱) نماز کو قصر کرنے کے سلسلہ میں صحیح حدیثیں ہیں اور قرآن کریم میں ہے "وَاذَا ضرِبْتُمْ فِي الارض فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جناحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ" (النساء ۱۰۱)  
ترجمہ: اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر اس باب میں کوئی مھاکہ نہیں کر نماز میں کی کر دیا کرو۔  
قصر کرنا سنت ہے، اور جمع کرنا ایک رخصت ہے جو وقت ضرورت کیا جاتا ہے، سوائے مزولہ و عرفات کیونکہ وہ رخصت کے بجائے عزمت ہے۔

## نماز مریض :

خاتون اسلام، مرض میں بیٹا عورت اپنی طاقت و قدرت کے مطابق نماز ادا کرے، اگر کھڑی ہو کر پڑھ سکتی ہے تو کھڑی ہو کر پڑھے، اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے، اور اس پر بھی قادر نہ ہو تو لیٹ کریا پھلو پر حسب طاقت و استطاعت نماز ادا کرے۔

یہ مسئلہ فرض نماز کے متعلق ہے جس میں قیام کرنا واجب ہے اور جہاں تک نفل نمازوں کی بات ہے تو اسے اجازت ہے کہ چاہے وہ کھڑی ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر، کھڑی ہو کر نماز پڑھنے میں پورا اجر ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں صرف آدھا اجر ملے گا۔

## احکام میت اور نماز جنازہ

خاتون اسلام، وفات سے پہلے اور اس کے بعد کے کچھ احکام و مسائل ہیں جن کی معلومات رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہیں :

(۱) مریض کی عیادت کرنا مسنون ہے، جب آپ کا کوئی عزیز وقار بیمار ہو تو آپ اپنے شوہر سے اگر شادی شدہ ہوں تو، اجازت لے کر اس کی عیادت کریں کیونکہ یہ حقوق مسلم میں سے ایک حق ہے۔

(۲) جب مریض حالت نزع میں ہو جائے، تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دینا مستحب ہے، اور اسے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ" کی تلقین کی جائے اور اس کی آنکھوں کو بند کر دیا جائے اور اس کو کسی کپڑے سے ڈھانک دیا جائے اور اس سے حسن ظن رکھتے ہوئے اس کے متعلق کہہ خیر کما جائے، جیسے یہ دعاء "اللَّمَّا أَغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ"

(۳) میت کو اچھی طرح غسل دینا واجب ہے جس میں اس کے پورے جسم کو پانی اور صابن سے وھو کر صاف کیا جائے، پھر اسے خوشبو لگانی جائے خاص طور پر پیشانی پر مل دیا جائے۔

(۴) میت کو کفن میں لپیٹنا واجب ہے، عورت کو پانچ کپڑے سے اور مرد کو تین کپڑے سے کفن دیا جائے۔ (۱)

(۵) عورت کو عورتیں غسل دیں، اگر شوہر اپنی بیوی کو غسل دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶) اگر کوئی عورت ایسی جگہ فوت ہو گئی جہاں غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو یا اس کے بر عکس صورتحال ہو تو میت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو مٹی سے تمیم کر دیا جائے اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کر دیا جائے۔

(۷) عورت جنازے کے پیچھے نہ چلے کیونکہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے "ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے سے منع کیا گیا ہے اور ہم پر یہ ضروری بھی نہیں ہے (مسلم : ۳۷/۳)

(۸) عورت اسی طرح نماز جنازے پڑھے گی جس طرح مرد پڑھتا ہے، اور اسے بھی مرد جیسا اجر و ثواب ملے گا، نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگ شریک ہو جائیں تو دوسروں سے ساقط ہو جاتا ہے اور اسکیں عدم شرکت پر کوئی سکناہ نہیں ہوگا۔

---

(۱) ایسا کرنا مستحب ہے ورنہ تو واجب صرف اندر کپڑا ہے جس سے میت کا سر اور پیر چھپ جائے اگر اس سے زیادہ استعمال کیا جائے تو بدتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا اسی لئے سفید کپڑا استعمال کرنا مستحب ہے۔

(۹) میت کو غسل دینے کے بعد تکفین و تدفین کرنا اور نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے، عورت کو قبر میں اس کا کوئی حرم اتارے، اگر حرم نہ ہو تو کسی دوسرے کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰) نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے : میت کو کسی تخت پر لایا جائے، امام اس کے پیچھے کھڑا ہو، اور لوگ اس کے پیچھے صفائی کریں پسلے مردوں کی صفائی پھر اس کے بعد عورتیں کھڑی ہوں۔ نماز جنازہ کی نیت کرے۔ امام اللہ اکبر کے، پھر لوگ اللہ اکبر کمیں، پھر سورہ فاتحہ پڑھے۔ پھر تکبیر کے اور لوگ تکبیر کمیں، پھر درود شریف پڑھے اور لوگ بھی درود پڑھیں، پھر میت کے لئے یہ دعاء کرے "اللهم اغفر له وارحمه، واعافه واعف عنه، وقه من فتنة القبر وعداب جهنم" پھر تکبیر کے اور لوگ بھی تکبیر کمیں اور پھر سلام پھیرے اور لوگ بھی سلام پھیلیں۔

(۱۱) میت کے اہل خانہ کی تعزیت کرنا مستحب ہے اس وقت میت اور ان کے لئے دعاء اسٹرخ کرے، اعظم الله اجرک، واحسن عزاء ک وغفرلہ میتک، اس کے جواب میں اہل میت اسٹرخ کمیں : آجرک الله ولا اراك مکروها۔

(۱۲) میت پر نوحہ خوانی کرنا حرام ہے اسی طرح چہرہ نوچنا، گرسیان پھاڑنا (۱) وغیرہ جیسی حرکات کرنا بھی حرام ہے، بغیر آواز بلند کرنے رونا جائز ہے اسی طرح عُمَّکین، دلگیر ہونا بھی جائز ہے (۲) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : "آنکھیں اخکبار ہیں اور دل عُمَّکین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے"

(۱۳) تین رات سے زائد سوگ منانا حرام ہے (۳) سوائے (اس عورت کے جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا) وہ چار ماہ دس ۱۰ دن (سوگ منائے) اس کا سوگ یہ ہے کہ گھر میں بیٹھ جائے سوائے ضرورت کے نہ لکھے۔ سرانہ لگائے، زیب و زینت کا لباس نہ پہنے، اور مہنڈی وغیرہ نہ استعمال کرے تا آنکہ مدت عدت گزر جائے۔

(۱) حدیث میں ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بلند آواز سے روئے اور سر منڈانے اور گرسیان پھاڑنے والی سے بری ہیں۔ بروایت بخاری ۹۹/۲ مسلم : ۷۰۔

(۲) حدیث میں ہے، آنکھیں اخکبار ہیں، اور دل حزین ہے، اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے۔ اور اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے عُمَّکین ہیں، بخاری : ۱۰۱/۲ مسلم : ۷۶۔

(۳) حدیث میں ہے: کسی آدمی کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور یوم آخرت ایمان رکھتا ہو کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ منائے البتہ (بیوی) شوہر پر چار ماہ دس ۱۰ دن سوگ منائے۔ (بخاری : ۹۵/۲ مسلم : ۲۰۲/۲)

## زکاۃ کا بیان

اسلام کا تیسرا رکن زکاۃ ہے، زکوۃ نماز جیسا ایک فریضہ ہے (۱) اس شخص کی نماز شرف قبولیت سے نہیں نوازی جاتی جس نے زکاۃ ادا نہیں کی، بنده اس وقت مسلمان نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ زکاۃ کی فرضیت کا اقرار نہ کرے، اور زکاۃ کی ادا نیگی اس وقت ضروری ہوتی ہے جب مال نصاب کو پہنچ جائے۔

### مسائل زکاۃ:

نقدین یعنی سونے و چاندی یا اس کے قائم مقام جو بھی عالمی کرنیساں آج کل راجح ہیں اس میں زکاۃ واجب ہے۔  
اسی طرح انماں، پھل، جانوروں جیسے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ میں بھی زکاۃ واجب ہے۔

---

(۱) حدیث میں ہے، اسلام کی بنیاد پہنچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَيْفَ يَعْلَمُونَ﴾ نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، قرآن کریم میں جگہ جگہ نماز کے ساتھ زکاۃ کا ذکر آیا ہے چنانچہ اس طرح کی آئیں "اقیموا الصلاة و آتوا الزکاة" بے شمار ہیں۔

جب کوئی عورت ستر گرام سونا (۱) یا چار سو سانچھے گرام چالدی یا ان دونوں چیزوں کے بمقدار کسی کرنی کی مالک ہو جائے تو اس پر زکاۃ واجب ہو جاتی ہے، لہذا وہ اس میں سے ڈھانی فیصد کے بقدر زکاۃ لکالے، جسے چالیسوں حصہ بھی کہتے ہیں۔

اور جو شخص پانچ و سوت (۲) انچ یا کھجور، کامالک ہو تو اس پر زکاۃ واجب ہو جاتی ہے، لہذا جو پیداوار بغیر کسی مشقت و محنت کے حاصل ہو اس میں دسوائی حصہ اور جس کی پیداوار میں محنت و مشقت شامل ہو جیسے کنوں وغیرہ سے پانی لکال کر سینچائی کی گئی ہو تو اس میں سے اس کا بیسوں حصہ زکاۃ لکالے۔

### جانوروں کی زکاۃ:

اونٹ کی زکاۃ: جس شخص کے پاس پانچ اونٹ ہوں اس پر ایک بکری زکاۃ میں دینا واجب ہے، مزید تفصیل یہ ہے، ۱۰ سے چودہ تک دو بکریاں ۱۵ سے ۱۹ تک تین بکریاں (۳) ۲۰ سے ۲۲ تک چار بکریاں ۲۵ سے ۲۵ تک اونٹ کا ایک

(۱) ستر گرام میں اسلامی دینار یا مثقال کے تقریباً برابر ہوتا ہے (ہمارے بر صیری میں اس کی مقدار ساڑھے سات تول سوتا اور ساڑھے باؤن تول چالدی لکلی گئی ہے، سعودی بعض علماء نے اس کی مقدار ۵۷ گرام یا ۹۲ گرام سونا جو سو (۲۰۰۰ گرام چالدی بھی لکلی ہے) مترجم (۲) سانچھے صاع کو کہتے ہیں۔

(۳) دونصابوں کے درمیان جو اعداد میں اس پر زکاۃ نہیں ہے اور یہ قلعہ تمام جانوروں اونٹ، گائے، بکری کے سلسلہ میں ہے۔

سال کا بچہ ۲۷ سے ۳۵ تک اونٹ کا دو سال کا بچہ ہے بنت معاوض و بنت لبون کہتے ہیں، ۳۶ سے ۴۰ تک اونٹ کا تین سال کا بچہ اور ۴۱ سے ۴۵ تک اونٹ کا چار سال کا بچہ، اور ۴۶ سے ۴۹ تک دو دو سال کے دو بچے، اور ۴۹ سے ۵۱ تک تین تین سال کے دو بچے، اور جب اونٹ کی تعداد ۱۲۰ ہو جائے تو ہر چالیس اونٹ میں دو سال کا اونٹ کا بچہ اور ہر چھپاس اونٹ میں تین سال کا اونٹ کا بچہ زکاۃ میں دینا واجب ہے۔

### گائے کی زکاۃ:

اور جس شخص کے پاس تمیں گائے ہوں اس پر ایک سال کا گائے کا بھرا زکاۃ میں دینا واجب ہے، اور اس کے پاس چالیس گائے ہو جائیں تو اس کے ذمہ دو سال کا ایک بھرا واجب ہے، اگر اس میں اضافہ ہو جائے تو ہر تینیں پر ایک ایک سال کا بھرا اور ہر چالیس پر دو سال کا ایک بھرا زکاۃ میں دینا واجب ہے۔

### بکری کی زکاۃ:

اور جس شخص کے پاس چالیس بکریاں ہوں تو اس پر ایک بکری زکاۃ میں دینا واجب ہے اور جب بکریوں کی تعداد ایک سو اکیس (۱۲۱) ہو جائے تو اس پر دو بکری دینا واجب ہے اور جب بکریوں کی تعداد دو سو ایک (۲۰۱) ہو جائے تو اس کے ذمہ تین بکریاں زکاۃ میں دینا واجب ہے، اور اس طرح ہر سو (۱۰۰) بکری پر ایک بکری زکاۃ میں دینا ہوگی۔

## زیورات کی زکاۃ:

"حلی" ان زیورات کو کہتے ہیں جسے عورت بطور زینت استعمال کرتی ہے خواہ وہ سونے کے بنے ہوں یا چاندی کے، اس طرح کے زیورات کے مسئلہ میں علماء سلف و خلف میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا اس میں زکاۃ واجب ہے کہ نہیں، جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس طرح کے زیورات میں زکاۃ واجب نہیں ہے کیونکہ اس کی حیثیت گھر بیلو ساز و سامان جیسی ہے، جس میں بالاتفاق زکاۃ واجب نہیں ہوتی، جمہور علماء کے علاوہ کچھ دوسرے علماء زیورات میں زکاۃ کے وجوب کے قائل ہیں اگر اسے جمع پونچی کے طور پر نہ رکھا گیا ہو۔ (۱) لیکن اختلافات سے بچتے ہوئے احتیاط اسی میں ہے کہ زیورات کی ہر سال قیمت کا اندازہ لگا کر اس کی زکاۃ نکالی جائے اور اسی میں زیادہ بہتری و پاکیزگی ہے۔

## وجوب زکاۃ کی شرائط :

خواتین پر زکاۃ واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں، جو یہ ہیں:

- (۱) مال کا نصاب کو پہنچنا، (جس کی تفصیل گزر چکی ہے)
- (۲) حوالان حول ہونا، یعنی سونے و چاندی یا جانوروں پر پورا سال گزنا۔

---

(۱) زیورات کو اگر اسے محض جمع پونچی کے لئے خریدا گیا ہو تو اسکے لوقت ضرورت کام آئے تو اس میں سمجھی علماء کے یہاں زکاۃ واجب ہے اور وہ خزانہ کے حکم میں آتا ہے (دلائل کے اعتبار سے زیورات میں زکاۃ کے قائل علماء کا مسلک زیادہ راجح و قوی ہے) مترجم سعید احمد

(۳) پھلوں کا پک جانا، اور انوں کا چھکلوں سے الگ ہو جانا۔

### زکاۃ کے مصارف :

خاتون اسلام زکاۃ کی ادائیگی کے کچھ مصارف ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں ذکر فرمایا ہے:

"إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفَقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤْلَفَةِ قُلُوبَهُمْ  
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَهُ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ  
عَلِيهِ حَكِيمٌ" (التوبہ : ۶۰)

ترجمہ: صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں اور محتاجوں اور کارکنوں کا حق ہیں، جو ان پر مقرر ہیں، نیز ان کا جن کی دلجمی منظور ہے اور گرونوں کے چھڑانے میں، اور قرمنداروں میں، اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی امداد) میں یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ بڑا علم والا اور بڑا حکمت والا ہے۔

(۱) فقیر، اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ ہو لیکن اس کی ضروریات کے لئے ناکافی ہو۔

(۲) مسکین، اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

(۳) عامل، وہ ملازم جو وصولی زکاۃ کے ادارے میں کام کرتا ہو۔

(۴) تالیف قلب والے، نو مسلم لوگ، تاکہ اسلام پر ثابت قدم رہیں۔

(۵) گروں چھڑانے، وہ غلام جو اپنے کو آزاد کرانے کے لئے رقم جمع کرتا ہو۔

- (۶) قرضاً، جس کے اوپر جائز قرض ہو اور ادائیگی کے لئے رقم جمع کرتا ہو۔
- (۷) سبیل اللہ، وہ غازی جو اللہ کے راستے میں جناد کے لئے نکلا ہو۔
- (۸) ابن سبیل، وہ مسافر جو سفر میں بے سارا ہو گیا ہو اگرچہ اپنے وطن میں مالدار ہو۔

### صدقات : (۱)

خاتون اسلام آپ کے مال و دولت میں زکاۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) اصطلاح شریعت میں اسے صدقہ طور کہتے ہیں، اس کی فضیلت و ترغیب میں بہت سی حدیثیں آتی ہیں :

(الف) صدقہ کرو عنقریب ایک شخص اپنا مال صدقہ لیکر ایک شخص کے پاس آئے گا تو وہ کے گا اگر کل آتے تو میں لے لیتا آج مجھ کو اس کی حاجت نہیں ہے، پھر کسی کو نہیں پائے گا جو اس کو قبول کرے۔ (بخاری)

(ب) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک نکڑا صدقہ کر کے، اگر اسے بھی نہ پاؤ تو کفر حسنہ کہ کر بخاری و مسلم ،

(ج) جب کوئی کسب حلال سے ایک کھجور صدقہ کرتا ہے تو اللہ اسے اپنے دامنے باٹھ سے لیتا ہے اور اسے بڑھاتا رہتا ہے جیسا تم میں سے کوئی اونٹ کے پیچے کی پروردش کرتا ہے تاکہ وہ پہاڑ یا اس سے بڑا ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

(د) مسلمان عورتوں ! کوئی پرڈوں اپنی پرڈوں کو خیر نہ کچھے اگرچہ بکری کا ایک کمر دیدے۔ (بخاری و مسلم)  
(یعنی اتنی معمولی چیز بھی صدقہ کرنے میں عار نہ محسوس کرے)

(۱) صلہ عرجی : اگر آپ کا کوئی رشتہ دار بھوکا یا تیگا ہو اور اللہ نے آپ کو فراوانی سے مال و دولت سے نوازا ہے تو آپ پر اس کے لئے صدقہ کرنا واجب ہے۔

(۲) مہمان نوازی : اگر آپ کے گھر میں کوئی مسلمان خاتون آئے چاہے وہ رشتہ دار ہو یا نہ ہو، تو آپ پر اس کی خاطر و فیافت کرنا واجب ہے چاہے ایک گھونٹ پانی ہی سے کریں۔

(۳) خدمت غازی : اگر کمیں جہاد فی سیل اللہ ہو رہا ہو اور آپ کے پاس مال ہو تو اس میں سے کچھ ضرور صدقہ کیجئے کیونکہ یہ اللہ کے دین کی نصرت و مدد ہے۔ ویسے رفاهی و خیراتی کاموں کے بے شمار طریقے ہیں ان تمام میں آپ حصہ لیجئے اور صدقات و خیرات سے اپنے کو محروم نہ رکھئے کیونکہ حدیث میں آیا ہے، اپنے کو آگ سے بچاؤ اگرچہ کھجور کا لکڑا بھی صدقہ کر کے، کیونکہ جب آپ کوئی صدقہ کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر و ثواب کی طلبگار ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بقدر آپ کے گناہوں کو معاف اور آپ کے درجات کو بلند اور آپ کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔

## روزہ

خاتون اسلام، اسلام کا چوتھا رکن رمضان کے روزے رکھنا ہے۔ روزہ تقرب الہی اور حصول اجر و ثواب کا بہترین ذریعہ ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "آدمی کے ہر نیک عمل کا ثواب (اسے ایک خاصی لندازے سے) ملتا ہے سوائے روزے کے اس لئے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا" (۱)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

"روزہ دار کے منہ کی لُو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوبیو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے"

(۲)

ایک حدیث میں ارشاد ہے : جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے ستر سال دور رکھتے ہیں" (۳)

---

(۱) بخاری / ۸ و مسلم : ۱۵۴ / ۲

(۲) یہ فقرہ پہلی حدیث کا جزو ہے "خلو معدہ کی وجہ سے جو لوٹلی وہ مراد ہے

(۳) بخاری / ۲۲ / ۲ و مسلم : ۱۵۹ / ۲

## روزے کی قسمیں :

روزے کی دو قسمیں ہیں، فرض، نفل.

فرض : رمضان مبارک کے روزے ہیں اسلام کے پانچ اركان میں سے ایک رکن ہے جس کی فرضیت اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی سے ہوئی ہے : " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، كَتَبْ عَلَيْكُمُ الصِّيَامَ كَمَا كَتَبْ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِعَلَّكُمْ تَتَّقَوْنَ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ " (البقرہ: ۱۸۲ - ۱۸۳)

ترجمہ : اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوتے ہیں، عجیب نہیں کہ تم متqi بن جاؤ، چند گئے چنے دن .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، لا اله الا الله محمد رسول الله کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور حج بیت اللہ کرنا، (۱) نفل روزے کثرت سے مشروع ہیں، ان میں بعض متعین دنوں میں رکھے جاتے ہیں اور بعض دوسرے بغیر تعین و تحدید کے رکھے جاتے ہیں .

---

(۱) بخاری ۱/۱۰ و مسلم ۲۲/۱

**متعین روزے یہ ہیں۔**

- (۱) عاشوراء کے دو دن کے روزے۔ (۱)
- (۲) غیر حاجی کے لئے یوم عرفات کا روزہ (۲)
- (۳) ایام بیض کے روزے یعنی ہر ماہ کی ۱۳، ۱۵، ۱۷، تاریخ کے روزے (۳)
- (۴) دوشنبہ اور جمعرات کے روزے (۴)
- (۵) شوال کے چھ دن کے روزے (۵)

**غیر متعین روزے یہ ہیں :**

سال کے کسی میئنے اور کسی دن بغیر تعین و تحدید کے روزے رکھے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ ایک دن چھوڑ کر رکھنا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ حضرت داؤد کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے (۶)

- 
- (۱) مسلم کی حدیث ۱۵۱/۲ میں ہے کہ عاشورہ کا روزہ گزشتہ ایک سال گناہ کے لئے کفارہ ہوتا ہے۔
  - (۲) حدیث میں ہے: کہ یہ گذشتہ اور آئندہ دو سال کے گناہوں (غیرہ) کے لئے کفارہ ہوتا ہے۔
  - (۳) حدیث میں ہے کہ اس سے پوری زندگی روزے کا ثواب ملتا ہے کیونکہ الحست بعض امثالہ کا قاعدہ ہے مسلم ۱۶۴/۲
  - (۴) اس کے فضائل میں ترمذی و غیرہ میں حدیثیں آتی ہیں۔
  - (۵) بخاری ۶۰/۲ - ۱۶۵/۲ مسلم:
  - (۶) ہمیشہ روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے مسلم: ۱۶۹/۲

## ممنوع و مکروہ روزے

خاتون اسلام، بعض دنوں میں روزہ رکھنا حرام اور بعض دنوں میں مکروہ ہے۔

ممنوع ایام یہ ہیں :

- (۱) حیض و نفاس والی عورت کا روزہ رکھنا .
- (۲) عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں روزہ رکھنا .
- (۳) ایام تشریق میں روزہ رکھنا . (۱)
- (۴) ایسے مریض کا روزہ رکھنا جس کے بلاک ہونے کا خوف ہو۔

مکروہ ایام یہ ہیں : (۲)

- (۱) بلا ناغہ ہمیشہ روزہ رکھنا، یعنی کسی دن بغیر روزے سے نہ رہنا .

---

(۱) جن ایام میں حاجی متی میں ہوتا ہے۔

- (۲) ممنوع و مکروہ روزے کے دنوں کا ثبوت صحیح احادیث سے ہے، ہم نے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ان احادیث کا ذکر نہیں کیا ہے، اور اس مسئلہ میں اختلاف نہیں پایا جاتا مزید معلومات حاصل کرنی ہوں تو اسے جامع الاصول ۶ / ۲۵۹ - ۲۲۳ دیکھ لینا چاہئے۔

(۲) یوم الشک کو روزہ رکھنا۔ (۳)

(۳) دو دن بغیر افطار کے روزہ رکھنا۔

(۴) عورت کا بغیر شوہر کی اجازت کے (نفی) روزہ رکھنا، جب وہ موجود ہو، ان روزوں میں شدید کراہیت پائی جاتی ہے، اس کے بعد جن روزوں میں معمولی سی کراہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہیں:

(۱) تناصر جمعہ یا سخیر کو روزے رکھنا۔

(۲) شعبان کے آخری ایام میں روزے رکھنا۔

(۳) حاجی کا میدان عرفات میں روزہ رکھنا۔

### روزے کے اركان :

خاتون اسلام، روزے کے وہ اركان جن پر اس کی بنیاد ہے اور جس کے بغیر روزہ صحیح نہیں ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) فخر سے پسلے نیت کرنا (۲)

(۱) شعبان کی تین (۳۰) تاریخ کو روزہ رکھنا جب روت ہلال ثابت نہ ہو سکے۔

(۲) حدیث میں ہے، إنما الأعمال بالنيات، اعمال کا دارودار نیت پر ہے، بخاری ۲/۱ حدیث میں ہے جس نے رات سے (روزے کی) نیت نہیں کی وہ روزہ نہ رکھے، لعلیٰ ۱/۲ وغیرہ

(۲) کھانے اور پینے (اگرچہ یہ تھوڑا سا ہو) اور جماع سے رک جانا (۱)

(۳) کھانے و پینے اور جماع سے رکنا، دن میں ہو یعنی طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک، چنانچہ روزہ بغیر نیت کے نہیں ہوتا، اسی طرح روزہ بغیر مفطرات سے رکے نہیں ہوتا، اور روزہ دن کے علاوہ نہیں ہوتا۔

### روزے کی سنتیں:

خاتون اسلام، روزے کی کچھ سنتیں ہیں جن کی رعایت سے اجر و ثواب میں مزید اضافہ ہوتا ہے، جو یہ ہیں:

(۱) غروب آفتاب کے بعد افطار کرنے میں جلدی کرنا (۲)

(۲) سحری کرنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی سے کبھی نہ ہو۔

(۳) سحری میں رات کے آخری حصہ تک تائیر کرنا۔

(۴) تازہ کھجور اگر نہ ہو تو عام کھجور، اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو تین چلو پانی سے افطار کا آغاز کرے۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَكُلُوا وَاشْرِبُوا حتّى يَتَبَيّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ

الْفَجْرِ ثُمَّ اتَّقُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيلِ" (المیراث: ۱۸۷)

ترجمہ: اور کھاؤ ہو، جب تک کہ تم پر مجھ کا سفید خط، سیاہ خط سے نمایاں ہو جائے۔ سحر روزہ کورات (ہونے)

تک پورا کرو۔ حدیث میں ہے لوگ اس وقت تک بھلائی پر ہوں گے جب تک افطاری میں جلدی اور

سحری میں تائیر کرتے ہوں گے (بخاری: ۲۷/۲، مسلم: ۱۲۱/۲)

## روزے کے مستحبات :

خاتون اسلام : رمضان کے روزے کے ایام میں چند چیزوں مستحبات کا درجہ رکھتی ہیں جو یہ ہیں :

- (۱) قیام اللیل کرنا جس کی کم سے کم تعداد گیارہ رکعت ہے . (۱)
- (۲) دن و رات میں کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنا .
- (۳) روپیہ و پیسہ اور کھانا اور کپڑا صدقہ و خیرات کرنا . (۲)
- (۴) افطار کے وقت دین و دنیا کی بھلائی کے لئے دعاء کرنا . (۳)

## روزے کے مفسدات :

خاتون اسلام، روزہ چند چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں :

- (۱) (تصدأً) کھانا اور پینا .
- (۲) جماع کرنا .
- (۳) کسی سیال چیز کا معدہ تک پہنچ جانا، خواہ منح کے ذریعہ ہو یا ناک اور کان اور آنکھ کے ذریعہ سے ہو .

(۱) یہ تراویح کی سنت ہے جو بالاجاع ثابت ہے .

(۲) کیونکہ نیکیوں کا ثواب رمضان میں کئی گناہ ہو جاتا ہے .

- (۳) حدیث میں ہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتے تو یہ کہتے " اللهم لک صمت وعلی رزقك أفطرت . (ابو داؤد ۱ / ۱۵۵)

(۳) قصداً قُتَّلَ کرنا۔

- (۵) روزے کی نیت کا انکار کروئیا اگرچہ دن بھر کچھ کھایا یا پیا نہ ہو۔  
(۶) مرتد ہو جانا، نعوذ باللہ تعالیٰ مِنْ ذَلِكَ۔ (۱)

### روزے کے مکروہات :

خاتون اسلام، چند چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں :

- (۱) وضو کرتے وقت مبالغہ سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا۔ (۲)  
(۲) سرمہ استعمال کرنا۔  
(۳) چیونگم چوسنا۔  
(۴) کسی سالن یا پکی ہوئی چیز کو چکھنا تاکہ اس کا مزہ یا نمک وغیرہ کا اندازہ لگایا جاسکے۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَمَنْ يَكْفُرُ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلَهُ" وقولہ "لَئِنْ أَشْرَكْتِ لِي بِحَطْنَهُ عَمَلَكَ"۔ (الزمیر: ۲۵) جو ایمان کا انکار کر دے تو تمام اعمال ضائع ہو گئے اور "اگر آپ شرک کریں تو آپ کے بھی اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

نیت کے انکار سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اعمال کا دار مدار نیت پر ہے اگر کسی نے روزہ نہ رکھنے کی نیت کی اور پختہ ارادہ بھی کر لیا تو وہ روزہ دار نہیں ہے اگرچہ کھانا پینا ترک کر دے۔

(۲) حدیث میں ہے "جَبْ تَمْ وَضَوَّكُرُوْ تَوْ مَبَالَغَهُ سَعَىْ کلِّيْ اُورْ نَاكَ مِنْ پَانِيْ ڈَالُو الْبَتَّهْ جَبْ تَمْ رَوْزَهُ سَعَىْ ہُو" (ابو داؤود ۱ / ۵۵۲)

(۵) چھنا گوانا یا فصد کھلوانا۔ (۱)

اس لئے آپ ان چیزوں سے اجتناب کرنے کی کوشش کیجئے اگرچہ ان کے ارکاب سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

### روزے کے مباحثات :

خاتون اسلام، روزہ دار کے لئے کچھ چیزیں مباح و جائز ہیں جو یہ ہیں :

(۱) مسوک کرنا۔

(۲) ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنا، جب گرمی شدید ہو۔

(۳) ایسی حلال دوائیں استعمال کرنا جو معدہ تک نہ پہنچیں۔

(۴) خوبیوں استعمال کرنا۔

---

(۱) سرمد لگانا اور چینم پوسنا، اور سالن چکھنا وغیرہ، یہ سب مکروہات میں سے ہیں کیونکہ حلن سے نیچے جانے کا نظرہ رہتا ہے، اسی طرح سے چھنا گوانا فصد کھلوانے سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

کیونکہ اس سے جسم میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور روزہ توڑنے کی نیت آجاتی ہے۔

جن چیزوں سے روزے پر کچھ فرق نہیں پڑتا:

- (۱) گرد و غبار منھ میں چلا جانا.
- (۲) بغیر قصد کے منھ میں مکھی کا چلا جانا.
- (۳) تھوک کا لگل جانا اگرچہ زیادہ مقدار میں ہو.
- (۴) احلام ہو جانا.
- (۵) طلوع فجر کے بعد حالت جنابت میں رہنا.

روزہ توڑ دینے کا حکم:

جس شخص نے رمضان میں روزہ رکھ کر قصداً جماع (مباشرت) کر کے روزہ باطل کر دیا تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہے (۱) یعنی اس دن کی قضاء کے ساتھ یا تو ایک غلام آزاد کرے، یا دو مینے کے مسلسل روزے رکھے، یا سانچے مسکینوں کو کھانا کھلانے۔

- 
- (۱) کفارہ کو کفارہ اس لئے کرتے ہیں کہ رمضان کی حرمت کی بے حرمتی کر کے جو گناہ کیا ہے اس کا بدل ہو جائے۔ اس لئے جس نے رمضان کے علاوہ انقلی روزے کو فاسد کر دے اس کے ذمہ صرف قضاء ہے۔ کیونکہ وہاں رمضان کے عظمت نہیں پالی جاتی جس میں قرآن نازل ہوا۔
  - مسئلہ: اگر شوہر نے بیوی کو جماع پر مجبور کر دیا تو عورت پر صرف قضاء ہے کفارہ نہیں، اور شوہر پر قضاء و کفارہ دونوں واجب ہے اور گناہ کا بھی وہی مستحق ہوگا۔

اور اگر کسی نے اپنا روزہ جماع کے علاوہ قصداً کھا پی کر فاسد کر دیا تو امام مالک اور فقہاء مدینہ (بیز امام ابو حنیفہ) کے نزدیک قضاء و کفارہ دونوں واجب ہے لیکن ان کے علاوہ دوسرے علماء کے یہاں صرف قضاء واجب ہے۔ اگر کسی شخص نے بھول کر ممنوعات صیام کا ارجحاب کر لیا تو اس پر کچھ واجب نہیں، اور وہ اپنا روزہ بدستور پورا کرے، اگر کوئی نقلی روزہ رکھ کر توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح رمضان کے قضاۓ کا روزہ فاسد کر دینے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ اس دن کی قضاۓ اس کے ذمہ واجب ہوتی ہے۔

### اعتكاف رمضان :

خاتون اسلام! رمضان مبارک میں اعتكاف کی بڑی فضیلت آتی ہے۔ اعتكاف کی تعریف یہ ہے، کوئی شخص رمضان میں ایک رات اور ایک دن یا اس سے زیادہ عبادت کے لئے کسی مسجد میں بیٹھ جائے، قرآن کریم میں اس کا ذکر آیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں اعتكاف فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ کی ازواج مطہرات نے بھی آپ کے ساتھ اعتكاف کیا تھا۔ (۱)

---

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کا اعتكاف کرنا بحدی و مسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

لہذا عورتوں کو بھی اپنے گھر کی مسجد میں (نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) اعتکاف کرنا چاہیے۔

اعتکاف کرنے والی خاتون عبادت کے علاوہ تمام چیزوں سے اجتناب کرے۔ اور صرف تضاعف حاجت، اور وضوء اور بعض ضروری اشیاء کی خرید اور انتظام کے لئے باہر نکلے۔ اور اعتکاف جماع سے فاسد ہو جاتا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے : **ولاتباشروهن وأنتم عاكفون في المساجد.** (البقرہ: ۱۸۷)

### صدقہ فطر:

خاتون اسلام ہر مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا آزاد ہو یا غلام صدقہ فطر واجب ہے۔ (۱) جس کی مقدار ایک صاع کھجور یا ایک صاع گیوں یا چاول یا جو ہے۔

صاع چار مرتبہ ہتھیلیوں میں بھرنے کی مقدار کے برابر ہوتا ہے صدقہ فطر کو عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے نکالنا واجب ہے۔ اسی طرح عید سے ایک دو دن پہلے بھی نکالنا جائز ہے۔ اگر عید کی نماز کے بعد عمومی طور پر نکال دیا گیا تو کافی ہوگا۔

صدقہ فطر فقراء و مساکین کے علاوہ کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام، آزاد، مرد و عورت چھوٹے، بڑے مسلمان پر فرض کیا ہے۔ (بخاری ۱۵۳/۲)

## حج اور عمرہ کا بیان

خاتون اسلام، حج و عمرہ قوی اور فعلی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اور حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور عمرہ ایک مرتبہ واجب یا سنت موکدہ ہے، اور حج اور عمرہ دونوں کے کچھ احکام و مسائل ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

### الف - وجوب حج و عمرہ کے شرائط :

استطاعت کا ہونا، یعنی بدنی اور مالی قدرت رکھنا۔ (آمد و رفت کے لئے زادراہ اور سواری اور سفر حج کی مدت تک اہل و عیال کے اخراجات کا انظام ہو) راستہ کا پر امن ہونا، عورت کے لئے حرم یا شوہر کا ساتھ ہونا۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"ولله على الناس حج البيت من استطاع إلیه سبيلاً" (آل عمران: ۹۷)  
ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں وہ اس کا حج کریں" (۱)

---

(۱) مذکورہ آیت کریمہ حج کے فرضیت کی دلیل ہے۔ اور عمرہ کے وجوب کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَاتَّمُوا الْحِجَّةَ وَالْعُمَرَةَ لِلَّهِ" اور پورا کرو حج اور عمرہ کو اللہ کی رضا کے لئے" (البقرہ: ۱۹۶)۔

**ب۔ حج و عمرہ کے اركان:**

حج کے اركان چار ہیں :

احرام، وقوف عرفہ، طواف زیارت اور اس کے بعد سعی.

عمرہ کے اركان تین ہیں :

احرام، طواف اور سعی، اور اس میں صرف ایک واجب ہے، جو یہ ہے کہ سعی کے بعد حلق یا قصر کرنا۔

**حج - حج کے واجبات :**

حج کے واجبات حسب فیل ہیں .

(۱) دسویں ذی الحجه کی شب میں مزدلاہ میں وقوف، کرنا۔ (۱)

(۲) دسویں تاریخ حج کو جمہرہ عقبی کی رمي کرنا۔

(۳) حلق یا قصر کرنا۔

(۱) اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ”فإذا أفضتم من عرفات فاذكروا اللہ عند المشعر الحرام۔ (البقرہ ۱۹۸) ترجمہ : جب عرفات سے تم رواد ہو جاؤ تو مشعر حرام کے قریب اللہ کا ذکر کرو، مشعر حرام سے مراد مزدلاہ ہے۔

(۴) اور ایام تشریق کے تینوں دن ورات منی میں گزارنا جو جلدی نہ کرے اور جو جلدی روانہ ہو تو اسے دو دن ورات کافی ہے۔ (۱)

(۵) منی کے قیام کے دوران تینوں جرات کی رمی کرنا جو زوال کے بعد ہوگی۔  
(۶) طواف وداع کرنا۔ (۲)

اسی طرح ارکان حج میں بھی کچھ واجبات ہیں، چنانچہ وقوف عرفہ میں واجب یہ ہے کہ وہ زوال کے بعد کیا جائے اور وہ رات تک جاری رہے۔

اور طواف کے واجبات (۳) یہ ہیں کہ عورت پاک و صاف ہو، ستر عورت کی ہوئی ہو، اور حجر اسود سے طواف شروع کرے۔ طواف کے ساتوں چکر پے در پے ہوں۔

---

(۱) اس کی دلیل یہ ارشاد باری ہے " واذکروا اللہ فی أیام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا إِنْمَ عَلَیْهِ وَمَنْ تَأْخُرَ فِلَا إِنْمَ عَلَیْهِ (البقرہ : ۲۰۳)

ترجمہ: ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو، جو شخص منی میں دو دن قیام کر کے والہی کی جلدی کرتا ہے تو اس پر کوئی سکاہ نہیں، نہ اس شخص پر کوئی سکاہ ہے جو تاخیر کر کے جائے۔

(۲) اس کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے، لوگوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ان کا اخیری تعلق بیت اللہ سے ہو لیکن آپ نے حائضہ عورت کے لئے اس کی تخفیف فرمائی۔ (بخاری ۱/۹۰۲ و مسلم ۹۳/۲)

(۳) طواف اور سقی اور احرام کے واجبات عام طور پر حج اور عمرہ دونوں میں ایک ہی ہیں۔

سمی کے واجبات یہ ہیں، سمی طواف کے بعد ہو، سمی کے ساتوں چکر پے در پے ہوں۔ سمی صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے۔

احرام کے واجبات یہ ہیں: احرام میقات سے بندھے، محرم سلے ہوئے کپڑے اتار دے، احرام بندھتے وقت حج کی تینوں قسموں میں سے کسی ایک قسم کی نیت کرتے وقت یہ کلمات کہے "لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ حَجَّاً أَوْ عُمْرَةً يَا حَجَّاً وَعُمْرَةً"

### ممنوعات احرام:

جب کوئی شخص احرام بندھ لے تو اسے مندرجہ چیزیں کرنا ممنوع ہو جاتا ہے۔

(۱) سلا ہوا کپڑا پہننا، سر ڈھکنا۔

(۲) خوشبوگاننا۔

(۳) شکار کرنا۔

(۴) جماع اور متعلقات کا ارکھب کرنا۔

(۵) ناخن تراشنا۔

(۶) سر منڈانا، بال کتروانا، (کسی جگہ کا بھی ہو) (۱)

(۱) ہم نے حج کے ارکان اور اس کے واجبات اور محظوظات کا جو کچھ تذکرہ کیا ہے وہ کتاب وست سے مثبت ہے، لیکن کتاب وست سے اس کے دلائل اختصار کے پیش نظر ذکر نہیں کئے ہیں، جو تفصیل دلائل دیکھنا چاہتا ہے وہ جامع الاصول ۲ / ۲۷۸ کا مطالعہ کرے۔

## فضائل حج و عمرہ:

- خاتون اسلام حج و عمرہ افضل اعمال اور تقرب الٰی کا عظیم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے:
- ۱ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : حج مبرور کا ثواب جنت ہے۔ (۱)
  - ۲ - جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور اس میں جماع اور فتن و غور سے پچے تو وہ گناہ سے ایسا پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے دنیا میں آیا تھا (۲)
  - ۳ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : حج اور عمرہ بار بار کیا کرو کیونکہ یہ دونوں فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لو ہے، سونے اور چلندی کے میل کو ختم کر دیتی ہے۔ (۳)
  - ۴ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے۔ (یعنی اجر و ثواب میں) (۴)

(۱) بخاری ۲/۲ مسلم ۱۰۷/۲

(۲) بخاری ۱/۲۵ مسلم ۱۰۷/۲

(۳) احمد ۶/۱۶۵، ترمذی ۲/۱۲۹ وغیرہ.

(۴) بخاری ۲/۲۳ مسلم ۶۱/۲

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : عورتوں کے لئے ایسا جماد  
ہے جس میں قتل و قتال نہیں ہے وہ حج و عمرہ ہے۔ (۱)  
آخر میں میں تمام عورتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ فریضہ حج اور واجب  
عمرہ کی ادائیگی ہی پر آتنا کریں اور پھر اپنے گھر میں ہی مقام رہیں (اور بار بار حج  
و عمرہ کی کوشش نہ کریں) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج  
مطہرات سے جنہوں نے آپ کے ساتھ حج و داع میں حج کر لیا تھا، یہ فرمایا کہ ”  
یہ تم لوگوں کا حج ہو گیا، اور بس اسی پر آتنا کرو۔ (۲)

(۱) احمد ۶/۱۶۵ ای بن ماجہ ۹۶۸ اصلہ فی المباری ۲/۱۵۶۔

(۲) صحیح یہ ہے کہ یہ مقولہ حضرت ابن عمر پر موقوف ہے اور اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ضعیف ہے۔

## حج و عمرہ کرنے کا طریقہ

خاتون اسلام حج مقبول اسے کہتے ہیں جسمیں حاجی نے تمام اركان حج اور اس کے واجبات اور سنتوں اور آداب کی ادائیگی بحسن و خوبی کی ہو۔

### حج کرنے کا طریقہ :

سب سے پہلے آپ غسل کیجئے (۱) اور اپنے ناخن تراشئے اور پاک و صاف کپڑے پہن لیجئے اور جب میقات پہنچ جائیں تو نماز فرض یا نقل کے بعد "لبیک اللهم لبیک" کہہ کر حج یا عمرہ، یا حج و عمرہ دونوں کی نیت کر لیجئے، کیونکہ تینوں طرح کی نیت کرنا جائز ہے اور پھر "لبیک اللهم لبیک ، لبیک لا شریک لک لبیک ، إن الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک" کا تلبیہ بار بار

(۱) احرام سے قتل غسل کرنا اور نماز پڑھنا سخت ہے۔ اسی طرح تلبیہ کثرت سے کہنا اور حجر کا بوس ربط، یا باہم سے اس کو چھوٹا اور اشارہ کرنا سخت ہے، اور تمام ابراہیم کے پیچھے دو گنہ ادا کرنا اور زم زم بھی پینا سخت ہے۔ سنت واجب کے علاوہ ہے، اگر واجب چھوٹ جائے تو اس کی طائفی دم دینے سے ہیلی ہے، لیکن سنت چھوٹ جانے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی، اس کے علاوہ کچھ اور سلسلیں ہیں، جیسے نویں ذی الحجه کی رات منی میں گزارنا، جہاں تک وابہا موئڈھا کھلا رکھنے اور طواف میں رمل کرنے اور سی میں تیز چلنے کی بات ہے تو سب چیزیں عورتوں کے علاوہ مردوں کے لئے مخصوص سلسلیں ہیں۔

دہراتے رہتے تا انکہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ جائیں، اور حجر اسود کے پاس ہاتھ سے اشارہ کر کے ”بسم اللہ واللہ اکبر“ کمر طواف شروع کیجئے، حجر اسود کا یوسہ دینا سنت ہے۔ اور ازدحام کے وقت (عورتوں کو) چھوڑ دینا افضل ہے، اور آپ سات چکر طواف چلتے ہوئے مکمل کیجئے۔ جس میں ذکر اللہ اور جو مناسب دعا کیں یاد ہوں پڑھتے رہیے اور اللہ سے مانگتے رہیے، اور جب طواف سے فارغ ہو جائیں تو مقام ابراھیم کے پیچے مردوں سے علاحدہ ہو کر دور رکعت نماز ادا کیجئے اس کی پہلی رکعت میں ”قل یا ایمَا الکفَرُن“ اور دوسری رکعت میں ”قل هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ سورہ فاتحہ کے بعد پڑھیے۔ پھر زم زم کا پانی پیجئے اور اللہ تعالیٰ سے جو جی چاہیے دعا کیجئے پھر صفا و مروہ کی طرف جائیے، صفا کے اوپر چڑھ کر تکمیر و تہلیل کیجئے اور وہاں سے اتر کر مروہ کی طرف چلتے وہاں پر بھی قدرے چڑھ کر تکمیر و تہلیل کئے اور پھر وہاں سے اتر کر صفا کا رخ کیجئے، اس طرح سے صفا و مروہ کی سات مرتبہ سمی کیجئے، سمی سے فارغ ہونے کے بعد اگر آپ صرف عمرہ کا احرام باندھی ہو میں ہیں تو الگی کے ایک پور کے بقدر اپنے گھر جا کر یا لوگوں سے دور ہو کر کٹوا لیجئے اس طرح آپ کا عمرہ پورا ہو گیا اور آپ حلال ہو گئی ہیں۔

اگر آپ حج افراد یا حج قران کی نیت کی ہوئی ہیں تو احرام باندھے رہئے اور آٹھویں ذی الحجہ کو ”لبیک اللہم لبیک“ کہتے ہوئے منی کے لئے روانہ ہو جائیے تاکہ وہاں نویں ذی الحجہ کی شب گزارئے۔ اور نویں ذی الحجہ کو جب

سورج طلوع ہو جائے تو عرفات کے لئے روانہ ہو جائیے اور عرفات پہنچ کر ظھر و عصر کی نمازِ جمع و قصر کر کے ادا کیجئے اور میدانِ عرفات میں غروب آفتاب تک وقوف کریجئے اور خوب تضرع اور خوف و خشیت سے ذکر و دعا میں مشغول رہئے۔ اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیے اور مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء کی نمازِ جمع و قصر کر کے پڑھئے، البتہ مغرب کی نماز پوری پڑھی جائے۔ اور مزدلفہ میں رات گزارئے اور پھر فجر کی نماز کے بعد منی کے لئے روانہ ہو جائیے اور جمہر عقبہ ع کو سات کنکریوں سے رمی کیجئے اور کنکری مارتے وقت "اللہ اکبر" کہئے اور پھر الگی کے پور کے برابر اپنے بال کٹوانے پھر مکہ جا کر طواف افاضہ کریجئے۔ جو ارکانِ حج میں ہے، پھر منی اللوٹ آئیے اور وہاں دو دن یا تین دن گزارئے اور ان دونوں دن میں تینوں مجرات کو زوال کے بعد غروب آفتاب کے تک کنکریاں ماریے، اگر ازدحام کی وجہ سے رات میں کنکریاں مارنا پڑ جائے تو ایسا کرنا جائز ہے اور کوئی حرج نہیں، رمی ہر جمہر کو سات کنکریاں مارنے سے ہوتی ہے۔ چھوٹے جمہر (جو مکہ سے دور ہے) سے شروع کریجئے پھر درمیانے اور پھر بڑے جمہر کو یکے بعد دیگرے رمی کریجئے۔ اور جب منی کے دو یا تین دن مکمل کر لیجئے، اور اپنے وطن والپی کا ارادہ ہو جائے تو بیت اللہ کا طواف وداع کریجئے، جبکہ حیض و نفاس والی عورت پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔

اس کے بعد آپ کا حج مکمل ہو گیا، اللہ تعالیٰ آپ کا حج قبول فرمائے۔ (۱)

### عمرہ کرنے کا طریقہ :

عمرہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ پسلے غسل کیجئے اور میقات سے احرام باندھئے، اور بیت اللہ پہنچ کر سات چکر طواف کیجئے۔ اور اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کیجئے۔ اور پھر صفا و مروہ جا کر سات چکر لگائیے، اور سعی مکمل کرنے کے بعد الگلی کے پور کے برابر اپنے بال کٹوانے، اس طرح آپ کا عمرہ مکمل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔

یہاں اسلام کے پانچوں رکن، شاد تین، نماز، زکاۃ، روزہ، اور حج کی تفصیلات پائے تکمیل کو پہنچ گئی ہیں۔

اس کے علاوہ کچھ اور بھی واجبات اور آداب، اور اخلاقیات کی تعلیمات ہیں، جسے ہر مسلمان خاتون کا جانا ضروری ہے، جسے آئندہ صفحات میں ہم تحریر کر رہے ہیں تاکہ آپ اس کی معلومات حاصل کر کے اس پر عمل کیجئے تاکہ سعادت دارین سے مشرف ہوں۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

---

(۱) یہ حج و عمرہ کی ادائیگی کی تفصیلات ہیں۔ اس لحد آپ اسے بار بار پڑھئے اور غور و فکر کیجئے اگر آپ کو حج و عمرہ نصیب ہو تو اس کے مطابق عمل کیجئے تاکہ آپ کا حج و عمرہ مقبول ہو، اور حج و عمرہ کے دوران اس کتاب کے مولف (دسترجم) کو اپنی پر نعلوم ذیکر و حاذن میں نہ بھولئے۔

## خاتون اسلام کے واجبات

خاتون اسلام آپ کے اوپر بہت سی چیزیں واجب ہیں، جو آپ کی زندگی کی بنیاد اور آپ کے کمال کا سرچشمہ ہیں، اور اس پر آپ کی سعادت و نیک بخشی مختصر ہے۔ اس لئے آپ پورے اخلاص اور سچائی سے اس پر عمل کرنے کے لئے کمرابتہ ہو جائیں۔ ان واجبات کی بنیاد تعداد سات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) محافظت نماز:

پانچوں وقت کی نمازوں کو اسکے اوقات میں ادا سیکھی کا اہتمام کیجئے، اور قیام و قعود، اور رکوع و سجود میں پورے خشوع و خضوع کا مظاہرہ کیجئے، اور حالت قیام میں جائے سجدہ پر نگاہ رکھئے۔ اور نماز کے بعد اذکار اور دعاؤں کو پڑھئے جو یہ ہیں:

تین مرتبہ "استغفراللہ" کئے پھر ان دعاؤں کو پڑھئے "اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذالجلال والإكرام . اللهم اعنى على ذكرك، وشكرك وحسن عبادتك . لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قادر، اللهم لامانع لما أعطيت ولامعطى لما منعت ولا ينفع ذالجد منك الجد، لا إله إلا الله ولا نعبد إلا إله، له النعمة، وله الفضل وله الثناء الحسن الجميل وهو على كل شيء قادر"

پھر ان اذکار و دعاؤں کے بعد ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" اور ۳۳ مرتبہ "الحمد للہ" اور ۳۳ مرتبہ "اللہ اکبر" اور آخر میں "لا اله الا اللہ وحده لا شریک له، لہ الملک و لہ الحمد و هو علیٰ کل شیئٰ قدیر" ایک مرتبہ کئے اور ان سنتوں کو احتمام سے پڑھنے "ظہر سے قبل دور رکعت" اور اس کے بعد دور رکعت، عصر سے قبل دور رکعت، مغرب کے بعد دور رکعت، اور عشاء کے بعد دور رکعت، اور فجر سے قبل دور رکعت اور ترکی تین رکعت جو کہ عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے، اس کا پڑھنا واجب ہے۔

## (۲) اطاعت شوہر: (۱)

شوہر اور والدین یا ان میں سے جو بھی باحیات ہو ان کی اطاعت آپ پر واجب ہے۔ ان کی اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حکم کی تعمیل کیجئے اور ان سے خوش کلامی اور حسن انتلاق سے پیش آئیے اور ان کے سامنے اپنی آواز پست رکھئے ان کی مخالفت سے اجتناب کیجئے، کوتاہی ہو جانے پر ان سے معدالت اور معافی طلب کیجئے اور ان سے خنده پیشانی سے پیش آئیے۔

(۱) یہی کاشوہر کی اطاعت بالاتفاق علماء صرف نجی و بحلان کے کاموں میں واجب ہے

(۳) تربیت اولاد:

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے نوازا ہے تو ان کی تعلیم و تربیت آپ کے ذمہ واجب ہے، لہذا آپ ان کو حسن اخلاق، اور قولی اور عملی تمام خوبیوں کی تعلیم دیجئے، جیسے وعدہ پورا کرنا، حق بولنا، بری باتوں سے اجتناب کرنا، صفائی و سترائی کا خیال رکھنا، صحت و عافیت کا اہتمام کرنا۔

(۴) امور خانہ داری:

گھر یلو امور سے متعلق تمام چیزوں کا خیال رکھنا اور ان ذمہ داریوں کو بخشن و خوبی پورا کرنا جو آپ کے واجبات حیات میں سے ہیں۔ مثال کے طور پر، اپنے گھر کو صاف و سترائی رکھنا، گھر یلو اشیاء کو سلیقہ سے مرتب کرنا، کھانے و پینے کا انتظام کرنا، اوڑھنے و بچھانے کی چیزوں کو تیار کرنا، جس میں کپڑا سلننا، و دھلننا، اور گھر کی تمام چیزوں کو حفاظت سے رکھنا اور صفائی و سترائی اور شور و غل جس سے گھر کا سکون و اطمینان رخت ہو جاتا ہے اور غمی و پریشانی کی علامت ہوتی ہے۔ ان تمام چیزوں سے گھر کو محفوظ رکھنا ہے۔

(۵) اطاعت والدین:

والدین اور تمام عزیز و اقارب کے ساتھ حسن سلوک کرنا آپ کے اہم واجبات میں سے ہے۔ کیونکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم میں اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بے شمار جگہ تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

"وَبِالوَالِدِينِ إِحْسَانًا" (البقرة: ٨٣) اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

"ان اشکر لی ولوالدیک" (لقان: ١٢) میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی۔ " وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْأَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامُ" (النساء: ١) اس اللہ سے ڈڑو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔

اسی طرح رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں میں سے یہ فرمایا ہے "اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا" (۱)

ایک حدیث میں فرمایا: جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ (۲) والدین کیسا تھیں کی ان کی نیکی میں اطاعت، اور ان سے برائی اور ٹکلیف وہ چیزوں کو دفع کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے حاصل ہوتی ہے، اور اسی طرح سے عزیز و اقارب کیسا تھے صلہ رحمی، ان کی مزاج پر سی اور زیارت، اور ان کی مدد اور انکی خوشیوں، غموں میں شرکت اور ان کی قولی و فعلی تمام ایذا رسائی سے اجتناب کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

(۱) بخاری: ۸/۳ و مسلم: ۷۳/۱

(۲) بخاری ۸/۲۶ و مسلم: ۸/۸

## (۶) حفاظتِ عزت و عصمت:

اپنی عزت و عصمت کی حفاظت آپ کے فرائض زندگی میں سے ہے، وہ اس طور پر کہ آپ اپنی لگاہوں کو نیچی اور آواز کو پست رکھئے اور بغیر ضرورت اپنے گھروں سے نہ باہر لٹکئے، اور دروازہ پر کھڑی ہونے اور کھڑکی سے جھانکنے اور تاکنے سے اجتناب کیجئے، اور غیر محرم رشتہ داروں سے پرودہ کا اہتمام کیجئے، ان سے صرف سلام پر آتفاء کیجئے اور نہ ان سے مصافحہ کیجئے اور نہ ہی ان سے خلوت اختیار کیجئے کیونکہ وہ ایسے رشتہ دار ہیں جو غیر محرم ہیں، اسی طرح آپ کے یہاں آیا ہوا مہمان آپ کی آواز نہ سنے، کیونکہ ایسی عورتیں دیوبث صفت ہیں جن کی آوازیں باہر مہمان سنا کرتے ہیں، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورت کی کون سی صفت بہتر ہے۔ انھوں نے عرض کیا: جنھیں مرد نہ دیکھیں اور جو خود مردوں کو نہ دیکھیں۔

## (۷) پڑوسی کیسا تھہ حسن سلوک:

پڑوسی کیسا تھہ احسان و حسن سلوک اور ان کی مزاج پر سی اور ان کی ایدزا رسالی سے اجتناب اور ان کی مدد و نصرت ان کے پاس حدیہ و تحائف بھیجننا خاتون اسلام کی اہم صفات میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، کوئی پڑوسن اپنے پڑوسی کو حیران کر جائے اگرچہ اس کی خدمت میں کم گوشت والی ہڈی ہدیہ میں بھیج دے" (۱)

اللہ تعالیٰ نے بھی پڑوسی کیساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے، ارشاد ہے:

"والجار ذی القربی والجار الجنب" (النساء : ۳۶)

اور پڑوسی رشتہ دار سے اور اجنبی ہم سایہ سے حسن سلوک کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل مجھے پڑوسی کیساتھ حسن سلوک کی برابر وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے وارث بنادیں گے" (۲)

خاتون اسلام یہ بعض دینی و معاشرتی آپ کے واجبات تھے، اس لئے اس کی ادائیگی اور سبکدوشی کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور اس کے لئے کمربستہ ہو جائے، اللہ آپ کے ساتھ ہے، آپ کے اعمال صالحہ کو وہ ضائع نہیں کرے گا۔

---

(۱) بخاری ۲/۱۹۰ و مسلم ۹۳/۲

(۲) بخاری ۸/۱۲ و مسلم ۲۶/۸

## خاتون اسلام کے آداب

خاتون اسلام آپ جیسی خواتین کے لئے کچھ شرعی آداب و طور طریقے ہیں جس کے مطابق اپنے کو ڈھالنا اور زندگی گزارنا ہے یہ آداب و اصول بہت ہیں جن میں سے بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں تاکہ آپ ان کی معلومات رکھئیے اور اپنی زندگی کو ان سے آراستہ کیجئے۔

(۱) ذکر اللہ :

جب کسی کام کو شروع کیجئے تو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیجئے کیونکہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جن کا ہر عمل ہمارے لئے نمونہ اور اسوہ ہے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ (۱)  
چنانچہ آپ بھی کھانا کھاتے پانی پیتے، لباس پہنتے، کھانا پکاتے، وضو اور غسل کرتے، اور حمام میں داخل اور خارج ہوتے وقت (۲) "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھتے۔

---

(۱) مسلم ۱۹۲/۱

(۲) حمام سے لکتے وقت یہ دعاء پڑھنا مسح ہے "الحمد لله الذي اذهب عنى الاذى وعاف عنى".

## (۲) طهارت و نظافت :

آپ اپنے کپڑے، جسم اور گھر کی نظافت و صفائی کا اہتمام کیجئے کیونکہ نظافت ایمان کا حصہ ہے، حدیث میں ہے "الظہور شطر الایمان" (۱) طهارت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

عندگی، خاتون اسلام کے مزاج و طبیعت طبیہ کے منافی ہے اسی طرح اپنے بچوں کی ہر لحاظ سے صفائی و سترائی کا خیال رکھئے کیونکہ آپ ہی ان کی تہذیب و تربیت کی ذمہ دار ہیں اور ان کی نیکی و بھلائی، آپ کی دنیوی و اخیری سعادت و کرامت کا ذریعہ ہے۔

## (۳) پرده پوشی :

آپ اپنے کپڑوں کو اتنا لمبا کیجئے جس سے آپ کے دونوں قدم چھپ جائیں اور اپنے سروں پر دوپٹہ اوڑھئے تاکہ آپ کے سر کے بال ڈھک جائیں، اس طرح کا لباس اپنے گھر میں اپنے محروم والد، بھائی، لڑکے کی موجودگی میں اختیار کیجئے، اور گھر سے باہر آپ کے چہرے، ہاتھی، اور قدم میں سے کچھ بھی ظاہرنہ ہو جسے کوئی اجنبی دیکھ سکے، اور نہ باہر خوبصورگا کر لکھئے اور نہ ہی باہر نیب و زینت کے لباس کا مظاہرہ کیجئے۔

(۱) مسلم : ۱۳۰ / ۱

حدیث میں ہے "جو عورت خوبی لگالے تو اسے ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں نہ حاضر ہونا چاہئے۔ (۱)

### (۲) کثرت خروج سے احتساب :

آپ گھر سے بہت زیادہ باہر نہ لکھئے، کیونکہ ہر وقت اندر و باہر آنے وجہے والی عورتیں معاشرہ میں اچھی نہیں سمجھی جاتیں۔ کیونکہ اس سے شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے، حیا ایمان کا ایک بڑا حصہ ہے اگر حیا رخصت ہو گئی تو ایمان بھی جاتا ہے۔ عورت میں سب سے بڑی خوبی اس کا شرم و حیا سے مقصف ہونا ہے، اگر وہ شرم و حیا سے محروم ہو گئی تو بھلائی و نیکی کی ہر چیز سے محروم ہو گئی اور اس عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں جس میں کوئی نیکی و بھلائی نہ ہو۔

### (۳) نقاب کا استعمال :

اگر آپ کو کسی ضرورت سے لکھنا ضروری ہو جیسے رشتہ داروں کی زیارت، دعوت میں شرکت، مسجد میں حاضری، عید گاہ میں نماز استقاء وغیرہ کے لئے جانا۔ تو آپ سراپا پردہ پوش ہو کر باہر نکلئے۔ اور زیورات کی نمائش سے بچئے (اور خوبیوں وغیرہ سے احتساب کر جئے) کیونکہ یہ سب چیزیں پر دے کے منافی ہیں۔ کیونکہ

ان چیزوں کے ارکاب سے ان اصول اور آداب کو ترک کر دینا لازم آئے گا جو عورت کے فضل و کمال اور سعادت کا مصدر اور منبع ہے۔

### (۶) بدلاگاہی سے اجتناب :

گھر کے دروازے پر کھڑے ہونے اور چھتوں اور کھٹکیوں سے جھاکنے اور تاکنے سے اجتناب کیجئے۔ کیونکہ یہ آداب کے منافی اور شرور و فتن اور آزمائش و پریشانیوں کا سبب اور موجب ہے۔ اس نے آپ رضا الہی کے حصول کے لئے اپنے گھروں سے والستہ رہئے اور اللہ کے دئے ہوئے پر قناعت اختیار کیجئے اور قضاء الہی کے سامنے سر لسلیم خم رہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بنی کی ازواج مطہرات جو کہ امہات المؤمنین ہیں، کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے:

"وَقُرْنَ فِي بَبِوْ تَكْنَ وَلَا تَبْرُجْ الْجَاهْلِيَّةَ الْأُولَى وَاقْمِنَ الصَّلَةَ وَأَتِينَ الزَّكُوَّةَ وَأَطْعِنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (الْأَزْرَابُ : ۳۳)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جاہلیت قدیم کے مطابق اپنے کو دکھانی مت پھرو اور نماز کی پابندی رکھو، اور زکاۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

## (۷) آداب عامہ کی رعایت :

آپ اپنی آواز کو پست و دھی رکھئے، حسن کلام، طیب خاطر کو اپنا شیوه بنائیے۔ خیر و نیکی کی چیزوں میں دلچسپی رکھئے اور اس میں حسب استطاعت مدد و نصرت سے حصہ لیجئے، شر و رائبوں سے نفرت کیجئے، سڑک پر کنارے چلئے، لوگوں سے مزاہت سے گریز کیجئے، راستے میں کھانے پینے اور باتیں کرنے سے اجتناب کیجئے۔ کیونکہ یہ سب چیزوں آداب اور مروت اور شرف و کرامت کے منافی ہیں، ان کے ارکاب سے آپ کی عزت و شرف و کرامت محروم ہو سکتی ہے۔ آپ ان عورتوں سے دھوکہ میں نہ آئیے جو بے پرده ہو کر سڑکوں میں کھلتی و پیٹی اور باتیں کرتی، گھومتی پھرتی ہیں۔ ان عورتوں نے اسلامی تعلیمات اور اسوہ مورمنات کو نظر انداز کر کے کافرات کی اندھی تقليید کر رکھی ہے، نعوذ بالله من ذلك .

## خاتون اسلام کے اخلاق

خاتون اسلام ، اچھے اخلاق آپکی زندگی کی بنیاد اور اس پر آپکی سعادت کا دارودار ہے۔ حسن اخلاق سے مشرف ہونا غیر معمولی خیر و رکت کی علامت ہے۔ اور اس سے محرومی ، انتہائی بد بختی اور خیر و رکت سے محرومی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی و بھلائی کے متعلق سوال کرنے والے کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے: البر حسن الخلق (۱) نیکی حسن اخلاق کا نام ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کہ جنت میں لوگ اکثر کس چیز کی وجہ سے داخل ہوں گے، آپ نے فرمایا " تقوی اللہ و حسن الخلق (۲)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اخلاق کی فضیلت میں یہ ارشاد فرمایا: تم میں سے سب سے پیارا اور نشست میں مجھ سے سب سے قریب قیامت میں وہ ہیں جو خوش خلق ہیں۔ (۳)

---

(۱) مسلم: ۷/۸

(۲) ترمذی ۳۶۳ / ۲

(۳) بخاری ۸ / ۲۲ " ان من اجبكم الى احسنكم خلقاً" کی عبارت ہے۔ اور باقی روایت ترمذی ۱/۲ ۳۷۵ اور احمد ۲/ ۱۹۳ - ۱۹۴ میں ہے۔

حدیث میں ہے "بندہ اپنے حسن اخلاق سے آخرت کے عظیم درجات اور شرف و منزلت حاصل کر لیتا ہے جبکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے۔ (۱) حسن اخلاق، محنت و ریاضت اور مواظیبت و پاندی کر کے حاصل کئے جاسکتے ہیں، درج ذیل سطور میں اچھے اخلاق کے کچھ طریقے اور نمونے ہم پیش کرتے ہیں آپ ان سے متفض ہونیکی کوشش کیجئے اور حسن خلق، عظیم صفات سے ان شاء اللہ آراستہ ہونے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اور آپ کے شرف و منزلت کے لئے اتنا کافی ہے کہ آپ حسن خلق کی عظیم صفات کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔

(۱) صبر کرنا :

صبر حقیقی یہ ہے کہ آپ اپنے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت پر قائم و دامکرنے اور اسیں کسی قسم کی احتہانت و سستی و کالی کا مظاہرہ نہ کیجئے، اسی طرح صبریہ ہے کہ آپ تمام گناہوں اور بد اخلاقیوں سے دور رہئے جیسے جھوٹ، خیانت، دھوکہ، خست، تکبر، عجب، بخل، تکلوہ و شکایت، تقدیر سے ناراضگی وغیرہ۔

---

(۱) طبرانی اور اس کی سند جید ہے۔

## (۲) عفو و درگذر کرنا :

تمام بُری باتوں اور غلط حرکتوں کو جو دیکھتی یا سنتی ہیں نظر انداز کیجئے اور عفو و درگذر سے کام لیجئے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ اچھائی اور کمہ طبیہ سے دیکھئے، اور اپنے اہل خانہ یا کسی سے بھی سختی و درشتگی سے دوچار ہونے پر نری اور خوش اخلاقی سے پیش آئیے۔ اگر ان کی آوازیں بلند اور جملے سخت اور بیہودہ ہو جائیں تو آپ اس کے جواب میں اپنی آواز پست اور کلمات زرم رکھئے۔ اس سے آپ ان کے دل جیت لیں گی اور ان کی محبت حاصل کر لیں گی۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

**"خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين"** (الاعراف : ۱۹۹) (۱)  
ترجمہ : نری اور عفو و درگذر سے کام لیجئے، اور معروف کی تلقین کیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

(۱) یہ آیت کریمہ حسن اخلاق کے اہم اصول پر مبنی ہے "خذ العفو" کے معنی یہ ہیں کہ کوئی مسلمان اپنے بھلائی کو ایسے اقوال و اعمال کا پہنڈا نہ کرے جس پر وہ قادر نہ ہو اسی طرح ایسے آداب و اخلاق کا مطالبہ نہ کرے جس سے وہ محروم ہو۔ "وامر بالعرف" کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں اچھی باتوں کا حکم سخت و شدت و درشتگی کے بجائے نری و خوش اخلاقی سے کیا جائے اور قلی یا فعلی یہ چیزیں معروف یعنی اچھائی کے قبیل سے ہوں نہ باطل و منکر کے قبیل سے، "اعراض عن الجاهلين" میں عفو و درگذر کا حکم ہے۔ یعنی سختی و درشتگی کا جواب نری اور عفو و درگذر سے دیا جائے۔ اخلاق فاضلہ کے لئے اتنی باتیں کافی ہیں۔ جو نیکی و بھلائی کو برعاملی اور امن وسلامتی کے راستے کی طرف رضیبل کرتی ہیں

ارشاد ہے : ادفع بالتى هى أحسن فإذا الذى بينك وبينه عداوة كأنه  
ولى حميم وما يلقاها إلا الذين صبروا وما يلقاها إلا ذو حظ عظيم ”  
(فصلت : ۲۵-۲۶)

ترجمہ : آپ نیکی سے (بدی کو) مٹال دیجئے تو پھر یہ ہو گا کہ جس شخص میں اور  
آپ میں عداوت ہے وہ ایسا ہو جائیگا جیسا کہ کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ  
بات انھیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے رہتے ہیں۔  
اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حدایت فرمائے ہیں :

فاصفح عنهم وقل سلام ” (الزخرف : ۸۹)

ترجمہ : آپ ان سے درگزر فرمائے اور کہدیجہ کے تم پر سلامتی ہو۔

(۳) باحیاء و باوقار رہنا :

شرم و حیاء اور پروقار رہنے کی کوشش کیجئے کیونکہ یہ ایمان کا حصہ اور نیکی  
واحسان کی جامع صفت ہے۔ چنانچہ آپ سب سے قبل اللہ تعالیٰ سے شرم و حیاء،  
گناہوں کو چھوڑ کر کیجئے اور فرشتوں سے حیا خلوت میں حسب استطاعت ستر پوشی  
کے کیجئے، اور اپنے شوہر اور اہل خانہ اور تمام لوگوں سے حیاء اسطور پر کیجئے کہ  
غش کلامی اور بیوودہ گوئی سے پرہیز کیجئے اور ایسے کسی قول و فعل کا ارکھاب نہ کیجئے

جو آپ کے وقار و حیاء و عزت کے معنی ہو، شرم و حیا تمام خیر و بخلانی کی چیزوں کا مجموعہ ہے، اور خیر ہی خیر اور خیرات و رکات کا موجب ہے۔ (۱) لہذا آپ اپنی خوبیوں کی حفاظت کیجئے اور پرده پوشی کیجئے، اور رشتہ داروں میں اپنے کونہ گرائیے، خوش گفتار ہوئے اور نگاہ کو نچی رکھئے، کپڑے لمبا کیجئے، سر کونہ کھولئے، اور ہمیشہ دوپٹہ استعمال کیجئے، اور اسی وقت اسے اتاریئے جب آپ اپنے شوہر کی ساتھ خلوت میں ہوں۔

### (۲) جود و کرم کرنا :

آپ جود و کرم، داد و دہش کی صفت سے متصف ہوئے، کھانے یا پینے یا بہنسنے کی چیزیں یا دوائیں جو فاضل ہوں اسے فقیر و مسکین میں تقسیم کرو جائے، ذرا بھی بخل سے کام نہ لیجئے، رفاهی کاموں میں حصہ لیجئے اور شوہر کے مال سے بھی اجازت لینے کے بعد صدقہ و خیرات کیجئے، آپ بھی اس کے اجر و ثواب میں شریک ہوں گی، (۲) اور عذاب اور مصیبت سے محفوظ رہیں گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد

(۱) "الحياء كله خير، الحياء من الايمان، والحياء لايأتى الاخير" یہ سب احادیث ضعید کے جملے ہیں۔ جامع الاصول میں ملاحظہ کیجئے: ۲۳۲-۶۱۶/۳ و صحیح مسلم: ۳۳۲۱/۱

(۲) بخاری میں ہے "جب کوئی عورت اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت سے صدقہ کرتی ہے اسے نصف اور شوہر کو نصف اجر ملتا ہے۔"

گرامی ہے : " فَأُمًا مِنْ أُعْطِيٍ . وَاتقِيٍ . وَصَدَقَ بِالْحَسْنَىٰ . فَسَتِيسِرَه  
لِلْيَسِرِي . (اللیل: ۵-۷)

ترجمہ : جس نے دیا اور (اللہ سے) ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، تو ہم اس کے لئے راحت کی چیز آسان کر دیں گے۔

لہذا آپ بخل و کنجوی سے اجتناب کیجئے، اور کم و پیش مددکہ کر کے اپنے کو آگ سے بچائیے۔ اور پڑوی کیساتھ احسان و اکرام اس طرح کیجئے جس طرح آپ عزیزوا قارب کیساتھ احسان و اکرام کرتی ہیں، اور اس کا یقین رکھئے کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

#### (۵) احسان و ایثار کرنا :

آپ احسان و ایثار کی صفت سے متصف ہوں، لہذا اپنے اہل خانہ کو اپنے اوپر ترجیح دیجئے کیونکہ یہ صالحین اور صدیقین کی صفات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

"وَيُؤثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شَحَ نَفْسَهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (الحضر: ۹)

ترجمہ : اور وہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود فاقہ ہی میں ہوں، اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے، تو ایسے ہی لوگ تو فلاح پانے والے ہیں۔

آپ بھوک و پیاس کی شدت برداشت کیجئے تاکہ آپ کے اہل خانہ آسودہ و سیراب رہیں، اور آپ حکان برداشت کیجئے تاکہ وہ آرام کر سکیں اور آپ اسے پستی یا ذلت نہ تصور کیجئے بلکہ یہ آپ کے لئے جمال و کمال ہے۔ آپ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیکر بذات خود سیدہ ہو جائیں گی، اور سیدہ مسودہ سے بہتر ہے، حدیث شریف میں ہے۔ خادم القوم سیدهم (۱) یعنی قوم کا خادم ان کا سردار ہوا کرتا ہے، کسی سے کما گیا کہ فلاں شخص تم میں کیسے سردار بن گیا تو اس نے کہا کہ ہم اس کے محتاج ہو گئے اور وہ ہم سے مستغفی رہا۔ چنانچہ آپ بھی اس صفات کو پہچائے اور مجاهدہ اور محنت سے اسے حاصل کیجئے۔

## (۲) خاموشی و خوش آدابی:

خاموشی اور قلت کلام کو اپنا شیوه بنائیے اور خیر و بھلائی کی باتیں کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چائے کہ خیر و بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔ (۲) جب آپ گلگتو کیجئے تو مختصر کیجئے اور صرف اچھی اور نیکی کی بات کیجئے، اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو تسبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۲) بخاری / ۸ / ۱۳۱ و مسلم / ۱ / ۲۹

"فَلَا تَخْضُعْ بِالْقَوْلِ فَيُطْعَمُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرْضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا  
وَقَرْنَ فِي بَيْوَتِكُنْ وَلَا تَبْرُجْ جَاهِلِيَّةَ الْأُولَى" (الْأَزْلَابِ / ٢٣ / ٢٣)  
ترجمہ: تم بولی میں زراکت مت اختیار کرو (اس سے) ایسے شخص کو خیال (فالد) پیدا ہونے لگے گا جس کے قلب میں خرابی ہے۔ اور قاعدے کے موافق بات کیا کرو اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور جاھلیت قدیم کے مطابق اپنے کو دکھانی مت پھرو۔

لہذا آپ اپنے لباس و پوشاک، قول و فعل، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے میں طہارت و سکینت اختیار کیجئے، اور حلم و سلم سے کام لیجئے اور غصہ اور چیخ و پکار سے اجتناب کیجئے، اور خوشی و سرت منانے میں حق و حدود سے تجاوز نہ کیجئے اور لوگوں کو ذلیل و حیرنا کیجئے، ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی حمد و شکایت کرنا۔

#### (۷) عدل و انصاف کرنا :

آپ اپنے ساتھ انصاف کیجئے کیونکہ انصاف اسلام کی خوبیوں میں سے ہے، آپ اپنے شوہر کے ساتھ انصاف کیجئے جس طرح آپ اپنے ساتھ انصاف کو پسند کرتی ہیں اسی طرح دوسرے کے لئے وہ چیز ناپسند کیجئے جو اپنے لئے ناپسند کرتی ہیں، اور اپنے تمام اہل خانہ اور عزیز واقارب اور تمام مسلمانوں کے لئے وہ

چیز پسند کیجئے جو آپ اپنے لئے خود پسند کرتی ہیں، صحیح حدیث میں آیا ہے " تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا تا انکہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے " (۱)

جس عدل و انصاف کا حکم دیا گیا ہے کہ دوسرے کے ساتھ آپ اس طرح معاملہ کیجئے جس طرح آب اپنے ساتھ معاملہ کیا جانا پسند کرتی ہیں، اور اپنے کو دوسرے پر قابل ترجیح نہ خیال کیجئے، اور جس طرح آپ اپنے لئے اچھے الفاظ و کلمات سننا پسند کرتی ہیں، لہذا آپ بھی دوسروں کو ویسے ہی کلمات و جملوں سے مخاطب کیجئے، اور جس طرح آپ اپنی عزت و عصمت اور جان و مال میں کسی طرح ایذا رسالی کو ناقابل برداشت تصور کرتی ہیں، بالکل اسی طرح سے آپ دوسرے کے لئے ناقابل برداشت خیال کیجئے۔

ان معقات عالیہ سے متفف ہونے کے بعد آپ اپنے ساتھ انصاف کرنے میں کامیاب تجھی جائیں گی، اور اپنے ساتھ انصاف، حسن خلق، طهارت قلب اور فطری جود و کرم کا حصہ ہے۔

## خاتون اسلام کی خصوصیات

خاتون اسلام کی کچھ ذاتی خصوصیات ہیں جس میں مرد اس کا شریک نہیں، جس طرح مردوں کی کچھ خصوصیات ہیں جس میں عورت اس کی شریک نہیں ہے، جب ان میں سے کوئی اپنی ان ذاتی خصوصیات سے لکھنا چاہے گا بے اللہ تعالیٰ نے مختص اور ودیعت فرمائی ہیں اور دوسرے کی خصوصیت اختیار کرے گا تو فطری بگاڑ اور بشری فساد پیدا ہوگا، اور اعلیٰ انسانی اقدار پامال ہو جائیں گی، اور انسانی زندگی، جانوروں کی زندگی میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جائے گا، اور بشری معاشرہ، حیوانی معاشرہ میں تبدل ہو جائے گا (نعوذ باللہ تعالیٰ)۔

مندرجہ ذیل سطروں میں ہم ان خصوصیات کو ذکر کریں گے جسے شریعت اسلامیہ نے عورتوں کے لئے مخصوص کئے ہیں، لہذا آپ ان سے مقصف ہونے کی کوشش کیجئے، اور مرد کو ان کی اجازت نہ دیجئے کہ وہ آپ کا ان میں شریک حیات بنے اور آپ کی زندگی کو تباہ و بر باد کرے۔

### (۱) لباس و پوشاک :

خواتین کے لئے کچھ مخصوص لباس ہیں جو مردوں سے مختلف ہوتے ہیں، اور یہ لباس ان کے فطری مزاج اور ضرورتوں کے لئے مناسب ہوتے ہیں، جیسے ولادت، رضاعت، تربیت اولاد، ان مذکورہ بالا ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے کچھ مخصوص لباس کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اسے بحسن و خوبی انجام دے سکے۔

چنانچہ عورتوں کا لباس خوبصورت اور زیب و زینت والا ہونا مناسب ہے اور وہ شوہر کے لئے زیب و زینت استعمال کرے اسی لئے اسلام نے عورت کو مطلقاً زیور پہننے اور ریشمی لباس زیب تن کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ ان چیزوں کو مردوں کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر ایک ہاتھ میں سونا اور ایک ہاتھ میں ریشم لے کر تشریف لائے اور فرمایا یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لئے حلال ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

"أَوْمَنْ يَنْشَأُ فِي الْحَلِيلِ وَهُوَ فِي الْخَصَامِ غَيْرَ مَبِينٍ" (الزخرف : ۱۸)

ترجمہ : تو کیا جو زیورات میں پرورش پائے اور مباحثہ میں بھی زولیدہ بیان ہو۔ لہذا عورتوں کا لباس مردوں کے لباس سے مختلف ہونا ضروری ہے، اور جو عورت مرد کا لباس پہنے گی تو وہ مرد انکی اختیار کرنے والی سمجھی جائے گی جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے : "اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (۲)

(۱) ابو داؤد / ۲۴۲

(۲) بخاری / ۷ / ۲۰۵

چنانچہ خاتون اسلام اپنی پنڈلی اور بارو کو اہل خانہ کے سامنے نہیں کھولتی اور نہ ہی وہ اپنے سر اور سینے کو کھولتی ہے تاکہ اس کا بال یا ہار دکھائی دینے لگے، ہاں جب وہ اپنے شوہر کیساتھ تخلیہ میں ہو تو وہ اپنے حسن و جمال کا انعام جس طرح چاہے کر سکتی ہے کیونکہ اسے شوہر کے لئے زیب و زینت اختیار کرنے کا حکم ہوا ہے، تاکہ اس کے تیجہ میں قربت ہو اور پھر اولاد کی کثرت ہو اور اس طرح کائنات آباد ہو، اور اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو، جس کے علاوہ کوئی معبد برحق نہیں اور وہ جلال و اکرام والا ہے۔

عورت جب گھر سے باہر کسی ضرورت سے لکھے تو کپڑے کو اچھی طرح سے پہنے اور صرف اپنی آنکھوں کو کھولے رکھے تاکہ راستہ دیکھ سکے اور اسی طرح سے لکھے جب بھی اسے لکھنے کی ضرورت ہو، اور جب اسے مردوں کیساتھ بیٹھنے کی ضرورت پیش آجائے جیسے ٹیکسی، جماز، یا کسی دینی علمی مجلس یا کسی ضرورت کی جگہ یا رشتہ داروں کی زیارت کے دوران تو وہ اسوقت پر وہ نشین اور برقع پوش رہے اور صرف اس کا ظاہری لباس (برقعہ) دکھائی دے۔

یہ لباس و پوشاک میں عورتوں کی کچھ خصوصیات تھی جس میں مرد اسکا شریک نہیں ہے، اسی طرح عورت بھی مردوں کے چہرے اور بارو، پنڈلی، اور گردن، وسینے کے کھولنے میں مشابہ نہیں ہے۔ ہر ایک کی طبیعت و فطرت کے مطابق، وحسب حال حکم ہوا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو پیدا کیا اور درست کیا، اور مقدر کیا اور رہنمائی کی۔ اور عورت اور مرد کی صفات

وخصوصیات الگ الگ بنائی۔

## (۲) خانہ نشین ہونا :

خاتون اسلام، خانہ نشین رہتی ہے اور وہی اس کی جائے عمل ہے اور ضرورت ہی کے تحت اس سے جدا ہوتی ہے، بسا اوقات گھر بیلو کام وکاج اس کی طاقت و استطاعت سے زیادہ ہوجاتے ہیں اور کسی مددگار کی ضرورت ہوتی ہے، اسی کے پیش نظر اسلام نے مرد کو ایک سے زیادہ عورت سے شادی کی اجازت دی ہے کیونکہ گھر مردوں اور عورتوں کا کارخانہ اور مسرت و فرحت کا آشیانہ ہے۔ گھر میں عورت کی مندرجہ ذیل ذمہ داریاں ہیں، کھانا تیار کرنا، کپڑے دھونا، گھر کی صفائی کرنا، نماز و ذکر اللہ سے آباد کرنا، اولاد کی پرورش کرنا، شوہر کے بستر کو آرام دہ تیار کرنا تاکہ اس سے وہ خوش ہو، نماز قائم کرنا، طھارت حاصل کرنا کیونکہ شرائط نماز میں بدن، جسم، اور کپڑے کی طھارت و نظافت ہے اور سنن و نوافل ادا کرنا، جو نماز فرض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جاتی ہیں اذکار و تسبیحات اور دعا کرنا اور اپنے اس طرح کے وظائف اور معمولات پورے کرنا، ان ذمہ داریوں کے پورے کرنے کے بعد کیا کچھ وقت باہر کام کرنے کے لئے باقی رہ جاتا ہے؟ اور جو کام بھی باہر اس سے کرنے کو کہا جائے گا وہ اس کی فطرت کے منافی ہوگا اور اس سے اس کے گھر بیلو فرائض اور ذمہ داریاں متناہر ہوں گی جس کے علاوہ وہ قدرت اور استطاعت بھی نہیں رکھتی، اور وہ بقدر ضرورت باہر نکل سکتی ہے اور جب وہ پوری ہو جائے تو گھر واپس آجائے اور بغیر ضرورت لکھنا

نامناسب وفضول ہے جو خاتون اسلام کے شایان نہیں ہے۔

(۳) سرپرست ہونا :

خاتون اسلام کے لئے بعض امور میں کسی سرپرست کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ وہ بعض چیزوں میں دوسروں کی محتاج ہے۔ اور خود مستقل بالذات نہیں ہے، اور یہ اس کی فطرت کیوجہ سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے۔

اور یہ ولایت و سرپرستی شوہر کی یا کسی محروم، جیسے باپ، لڑکا، بھائی، چچا، کی مندرجہ ذیل امور میں ہوتی ہے:

(الف) نکاح :

عورت کے نکاح کے لئے ولی، دو گواہوں، مرد، اور ان الفاظ و کلمات کا کہنا ضروری ہے جو ولی اور نکاح کرنے والا ادا کرتے ہیں۔

(ب) سفر :

کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ ایک دن ورات کی مسافت کے بقدر بغیر محروم کے سفر کرے۔ (۱)

---

(۱) بخاری ۱/۵۲ و مسلم

### (ج) طلاق :

طلاق کی بعض شکل میں ولی طلاق دینے کا مجاز ہو جاتا ہے، جیسے کوئی عورت شادی ہو جانے کے بعد شوہر کے ظلم و تم سے دوچار ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے تو وہ عورت قاضی کے پاس جا کر مقدمہ دائر کر دے اور قاضی اس عورت کا ولی بن جاتا ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو، چنانچہ قاضی عورت کے دفع مضرت کے پیش نظر طلاق دے گا۔

### (د) خلوت :

کسی اجنبی سے تخلیہ جیسے ڈاکٹر سے علاج و آپریشن کے وقت کسی محرم کا ہونا ضروری ہے، اگرچہ مردو عورت ڈاکٹر اور نرس موجود ہوں۔

### (۲) فریضہ جہاد کا سقوط :

عورتوں کی خصوصیات میں فریضہ جہاد کا ان سے ساقط ہونا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی گھر بیوی ذمہ داریوں اور نسوانی کمزوریوں کی وجہ سے معذور ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا: کیا عورتوں پر جہاد واجب ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں قتل و قتال نہیں ہے، حج اور عمرہ (۱)

(۱) احمد ۶/ ۱۵۶ بخاری ۲/ ۱۵۶

### (۵) جماعت کا سقوط :

عورتوں کی خصوصیات میں نماز جمعہ اور جماعت کا ساقط ہونا ہے اور یہ دونوں چیزوں مraudوں کے لئے واجب ہیں، کیونکہ عورت اپنی گھریلو ذمہ داریوں اور مشغولیت کی وجہ سے معدود ہے کیونکہ گھریلو نظام اس کے بغیر درست نہیں ہو پاتا ”

### (۶) جائزے میں عدم حضور :

عورتوں کے لئے جائزہ میں شرکت اور اس کے اٹھانے و کندھا دینے اور قبر پر جانے، چاہے وہ بیاپ، بھائی، ماں، بہن کیوں نہ ہو، کی مانعت آئی ہے، تاکہ اسے ان چھوٹی و بڑی پریشانیوں سے دور رکھا جائے اور وہ اپنی ذمہ داریوں کو بخشن و خوبی انجام دے سکے جن کی ادائیگی سے مرد قادر ہیں۔

### (۷) عورت کی آواز کا پرده :

عورت کی آواز کا صرف ان کے محروم ہی کو سننا جائز ہے جیسے شوہر، لڑکا، باپ، ماں، وغیرہ اسی لئے عورت کے لئے اذان، اقامۃ، آواز بلند قرأت کو مشروع نہیں قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کو مردوں میں خطبہ دینے، تقریر کرنے اور خبروں کو پڑھنے، یا عمومی فتوی دینے کی اجازت نہیں دی گئی ہے البتہ وہ پرده سے فتوی دے سکتی ہے۔

(۸) سربراہی:

یہ سربراہی کسی طرح کی بھی ہو، کیونکہ عورت جب سرراہ ہو جائیگی تو اجنبی سے مخاطب ہونے اور ان کے ساتھ اٹھنے ویٹھنے پر مجبور ہو جائیگی، جیسے عورت کا، امیر، وزیر، اور قاضی، داروغہ و پولس وغیرہ ہونا۔ کیونکہ ان تمام امور میں وہ گھر سے باہر نکلنے اور لوگوں سے اخلاط اختیار کرنے میں مجبور ہے، البتہ عورت کو اپنے حرموں کی ساتھ جہاد میں، جب مرد لڑنے میں مشغول ہوتے ہیں، زخمیوں کی مرہم پڑی کے لئے اجازت دی گئی ہے، اسی طرح ایسے فارم یا کارخانہ میں کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے جہاں غیر حرم سے اخلاط نہ ہو، یہ تمام پابندیاں ان عورتوں کے لئے ہیں جو جوان ہوں، اور جو عورتیں حمل و حیض سے مایوس ہو کر بوڑھی ہوچکی ہوں تو انھیں گھر سے نکلنے اور مردوں سے گلٹکو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگرچہ ان کا خانہ نشین ہونا زیادہ افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"والقواعد من النساء اللائي لا يرجون نكاحاً فليس عليهم جناح أن يضعن ثيابهن غير متبرجات بزينة وأن يستعففن خير لهن" (النور: ٤٠)

(۱) بخاری ۱۰ / ۱۸ میں ہے : وہ قوم کبھی فلاخ نہیں پائیگی جس نے اپنی زمام حکومت اس عورت کے سپرد کر دی۔

ترجمہ : اور بڑی بوڑھیاں جنہیں نکاح کی امید نہ رہی ہو، ان کو کوئی سگناہ نہیں (اس بات میں) کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار رکھیں (بشرطیکہ) زینت کو دکھلانے والیاں نہ ہوں اور اگر (اس سے بھی) احتیاط رکھیں تو ان کے حق میں اور بہتر ہے۔

#### (۹) عدت گزارنا :

عورت کی خصوصیات میں طلاق اور شوہر کی وفات کے بعد عدت گزارنا ہے یعنی جب عورت کو طلاق ہو جائے تو حیض والی عورت تین حیض کی مدت عدت گزارے گی۔ کم عمری یا بڑھاپے کیوجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ عدت میں رہے، اگر کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو وہ چار ماہ وس دن عدت گزارے۔ اور مرد پر کسی قسم کی عدت نہیں ہے، اور مرد کے کسی عورت سے نکاح کرنے میں توقف اور انتظار کرنے کو عدت نہیں کہا جائے گا، مثلاً اگر کسی مرد نے بیوی کو طلاق دیدیا اور اب اس کی بین سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے مطلقة کی عدت گزجانے کا انتظار کرنا ہوگا، اسی طرح اگر کسی نے چوتھی بیوی کو طلاق دیدیا تو پانچویں سے نکاح کرنے کے لئے اس کی مطلقة کی عدت گزجانے کا انتظار کرنا ہوگا، ان دونوں صورتوں میں انتظار کو عدت نہیں کہا جائے گا، اسے محض توقف کہیں گے، کیونکہ طلاق رجی دینے کی صورت میں جب تک عورت عدت میں ہوتی ہے بیوی بھی جاتی ہے، تو مذکورہ بالا

شکل میں دو بہنوں کا جمع اور چار سے زائد عورت سے نکاح ثابت ہوگا ، جو شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔

### (۱۰) مهر کا استحقاق :

عورت کی خصوصیات میں شادی کے بعد شوہر سے مهر کا استحقاق ہے، مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی سے مرد کا مطالبہ کرے اگرچہ نکاح عورت کی طلب اور پیش قدمی سے ہوا ہو۔

مذکورہ بالا یہ دس خصوصیات ہیں جن سے خاتون اسلام مصنف ہیں اور اس میں مردانہ کا شریک نہیں، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : "ولیس الذکر كالانثی" (آل عمران: ۳۶) اور لڑکا (اس) لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا۔ لہذا ان خصوصیات کی رعایت واجب ہے۔ اور عورت کو مجبور نہ کیا جائے کہ ان خصوصیات میں سے کسی ایک سے بھی دستبرار ہو، کیونکہ یہ عورتوں پر ظلم ہوگا جو ناقابل قبول ہے اور اس کی وجہ سے معاشرہ میں ایسا فساد پیدا ہوگا جس سے زندگی کا جمال و کمال نیست و نالود ہو جائے گا۔

## عورتوں اور مردوں میں فرق

بعض چیزوں میں عورت، مرد کے ساتھ مخفی جزوی طور پر شریک رہتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جسمانی و عقلی اعتبار سے فطری طور پر کمزور پیدا فرمایا ہے۔ اس لئے عورتوں کو اپنے حقوق طلبی میں اس فطرت اور طاقت اور حکم شریعت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔  
فیل کے امور سے اسکی وضاحت ہو جاتی ہے۔

### (۱) نصف شہادت :

مالی مسائل میں عورتوں کی شہادت مردوں کی نسبت نصف شمار ہوتی ہے "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

" واستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونا رجالين فرجل وأمرأتان ممن ترضون من الشهداء أن تضل إحداهما فتذكري إحداهما الأخرى ".  
(البقرہ : ۲۸۳)

ترجمہ : اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ کر لیا کرو، پھر اگر دونوں مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، ان گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرتے ہو تو تاکہ ان دو عورتوں میں سے ایک دوسری کو یاد دلائے اگر کوئی ایک ان میں سے بھول جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : کیا عورت کی شہادت مرد کے نصف شہادت کے برابر نہیں ہوتی ہے ؟ (۱)

### (۲) نصف وراثت :

عورت مرد کی طرح وراثت میں حصہ پاتی ہے البتہ تھوڑے فرق کے ساتھ :

(الف) عورت اپنے بھائی کی موجودگی میں وراثت میں نصف حصہ پاتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"يوصيكم الله في أولادكم للذكر مثل حظ الأنثيين" (النساء ۱۱)

ترجمہ : اللہ کھیس تمہاری اولاد کی میراث کے بارے میں حکم دیتا ہے، مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔

(ب) مرد بذات خود عصبه ہوتا ہے جب کہ عورت اپنے بھائی اور اپنے مساوی چچا زاد بھائی کے ساتھ عصبه ہوتی ہے۔

### (۳) زوجین کی وراثت :

شوہربیوی کے ترکہ میں نصف کا وارث ہوتا ہے جب اس کی اولاد نہ ہو، اور چو تھانی کا حقدار ہوتا ہے جب کوئی اولاد ہو، اور عورت شوہر کے ترکہ میں

---

(۱) بخاری : ۱ / ۸۰

چو تھائی کی وارث اولاد نہ ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، اور آٹھویں کی حقدار اولاد ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، اس طرح نمایاں طور پر فرق واضح ہو جاتا ہے۔ (۱)

### (۲) دیت میں فرق:

عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہوتی ہے اور اسی قاعدے سے زخمی وغیرہ ہونے کی شکل میں اگر توان مرد کے تہائی دیت تک پہنچ جائے تو نصف کی مستحق ہوتی ہے۔

### (۳) حج و عمرہ میں احرام:

عورت مرد ہی جیسا حج اور عمرہ کا احرام باندھتی ہے، البتہ اس کے احرام کا کپڑا خود اس کا لباس ہوتا ہے اور وہ اپنا سر ڈھانکتی ہے اور مرد دو چادروں میں احرام باندھتا ہے اور اپنا سر کھولے رکھتا ہے۔

---

(۱) سورہ النساء آیت نمبر ۱۲ سے ثابت ہے۔

## (۶) کفن کے کپڑے :

عورت کو مرد ہی جیسا کفن دیا جاتا ہے البتہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے جب کہ مرد کو صرف تین کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے۔

## (۷) حیض و نفاس میں نماز و روزہ :

عورت مرد ہی کی طرح نماز پڑھتی ہے اور روزہ رکھتی ہے، البتہ عورت حیض و نفاس کے دوران نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے اور نہ ہی مسجد میں داخل ہوتی ہے، حدیث میں ہے "عورت جب حیض و نفاس سے دوچار ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے" (۱)  
"حائضہ اور جنین کے لئے مسجد میں جانا میں حلال نہیں سمجھتا" (۲)

## (۸) جائے عمل کا فرق :

حسب طاقت و استطاعت عورت بھی مرد کی طرح کام کرتی ہے البتہ وہ دور دراز اور مردوں سے بعید تر ہو کر اور اخلاق کے ماحول میں کام نہیں کرتی یعنی نامناسب اور ناموزوں ماحول میں کام نہیں کرتی۔

(۱) بخاری ۱ / ۸۰

(۲) ابو داؤد ۱ / ۵۳

## (۹) نان و نفقة کا فرق :

مرد پر عورت کا نان و نفقة واجب ہے، جب کہ عورت پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے اگرچہ عورت صاحب حیثیت ہو، کیونکہ مرد ایسی ذمہ داری کا زیادہ اہل ہوتا ہے اور عورت قاصر ہوتی ہے۔

## (۱۰) نماز کی صفوں میں فرق :

نماز میں عورتوں کی صافی مردوں کی صفوں کے پیچھے ہوتی ہیں۔ یہ چند عورتوں اور مردوں میں مابہ الامتیاز مسائل تھے جو شریعت اسلامیہ سے ثابت ہیں، لہذا عورت کو یہ حق نہیں کہ اس سے تجاوز کرے اسی طرح مرد سے بھی اسے اختیار کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا تاکہ شریعت الہیہ اپنے فطری قوانین کے ساتھ انسانوں کے نظام حیات پر حاوی رہے اور قیامت تک ان کی زندگیوں کو مکمل و منظم کرتی رہے۔

## خاتون اسلام کے حقوق

اسلام میں عورتوں کے کچھ عام حقوق ہیں، جسے پوری آزادی سے جب چاہے حاصل کر سکتی ہے، جو یہ ہیں:

(۱) حق ملکیت:

عورت مکانات، جاندات، کارخانے، باغات، سونے و چاندی، مختلف قسم کے جانوروں جیسے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کی مالک بن سکتی ہے چاہے وہ بیوی ہو یا ماں، لڑکی ہو یا بین، اور وہ ان تمام چیزوں میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"للرجال نصيب مما اكتسبوا وللننساء نصيب مما اكتسبن" (النساء: ۳۲)  
ترجمہ: مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (ثابت) ہے، اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (ثابت) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے عورتوں کی جماعت تم لوگ صدقہ کیا کرو اگرچہ اپنے زیورات ہی سے کیوں نہ ہو" (۱)

---

(۱) بخاری ۲/۱۳۳ و مسلم ۸۰/۲

مذکورہ آیت کریمہ عورتوں کی ملکیت کی واضح دلیل ہے کیونکہ کلمہ "اکتسین" میں عورتوں کی طرف سماںے کی نسبت کی گئی ہے، اور حدیث میں صدقہ کرنے کا حکم جزوی طور پر یہ واضح کر دیتا ہے کہ عورت مالک ہوا کرتی ہے کیونکہ صدقہ کا حکم اسی شخص کو ہو گا جو کسی چیز کا مالک ہوتا ہے۔

### (۲) حق نکاح و طلاق :

عورت کو نکاح اور شریک حیات کے انتخاب کا پورا حق ہے اسی طرح اسے طلاق کے مطالبہ کا حق ہے جب ظلم و ستم سے دوچار ہو۔ یہ وہ حقوق ہیں جو بالاجماع ثابت ہیں۔ ایسی صورت میں دلائل کا مطالبہ بے سود ہے۔

### (۳) حق عبادت :

عورتوں کو بدنی و مالی، فرض و نفل ہر طرح کی عبادت کرنے کا حق ہے، جس طرح فرض کی ادائیگی میں پوری طرح آزاد ہے اسی طرح محمرات کے چھوڑنے میں بھی پورا حق رکھتی ہے، البتہ نفل عبادتیں جب شوہر کے واجب حقوق سے متصادم ہوں تو، حق واجب کو نوافل پر ترجیح دی جائے گی اور یہ معقول سی بات ہے۔ عورت کو چانتے کہ شوہر کی موجودگی میں نفل روزہ نہ رکھے والا یہ کہ وہ اس کی اجازت دیدے۔

حدیث میں ہے "رمضان کے علاوہ کسی دن عورت شوہر کی موجودگی میں روزہ نہ رکھے الایہ کہ وہ اس کی اجازت دیدے" (۱)

### (۲) حق تعلیم :

جن علوم و معارف کو حاصل کرنا واجب ہے اسے عورت کو بھی حاصل کرنے کا پورا حق ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عبادتوں کے کرنے کا صحیح طریقہ، وہ حقوق جس کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے ان کی معرفت، عام آداب اور اعلیٰ اخلاق اور اقدار کی معلومات جس سے وہ مقصف ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "فَاعْلِمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" (محمد : ۱۹) ترجمہ : آپ یقین کیجئے اللہ کے علاوہ کوئی معبد نہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (۱) ترجمہ : علم کا حاصل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے .

### (۵) حق صدقہ و خیرات :

عورت کو یہ حق ہے کہ اپنے مال سے جتنا چاہے صدقہ کرے، اور اسے یہ بھی حق ہے کہ اپنے اوپر یا شوہر، اولاد، والدین پر جتنا چاہے خرچ کرے

(۱) بخاری ۷ / ۲۹ و مسلم ۹۱ / ۲

(۲) ابن ماجہ صفحہ ۸۱

بشرطیکہ فضول خرچی کے حدود تک نہ ہو، جس کی ممانعت آئی ہے، کیونکہ اس وقت ایسے مرد جیسی ہو جاتی ہے جو بیوقوف ہو۔ (۱)

## (۲) حق محبت و نفرت :

عورت کو یہ بھی حق ہے کہ جس سے چاہے محبت و نفرت کرے، چنانچہ وہ نیک و پرہیزگار عورتوں سے محبت اور ان کی زیارت کر سکتی ہے اور انھیں ہدیہ و تحفہ اور ان سے خط و کتابت کر سکتی ہے اور ان کی مزاج پر سی اور مصیت میں غمزوواری کر سکتی ہے، اسی طرح بری بدکار عورتوں سے نفرت کر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشودی کے لئے ان سے قطع تعلق کر سکتی ہے اور اسی طرح سے نیک و دیندار مردوں سے محبت کر سکتی ہے، البتہ ان کی زیارت اور ملنا جائز نہیں اور ان سے مصیت کے وقت کسی طرح ہمدردی و غمزوواری کا اظہار نہ کرے کیونکہ اس سے شوہر اور اہل خانہ کو ناگواری ہو گی، ہو سکتا ہے کہ فتنہ پیدا ہو جائے جب کہ اللہ و فی اللہ محبت و تعلق میں کوئی دنیوی غرض و غایت شامل نہیں ہوتی۔

---

(۱) جو فضول خرچی میں اپنا مال مٹا کر دیتا ہے۔

## (۷) حق وصیت :

عورت اپنی زندگی میں اپنے ایک تھائی مال میں سے وصیت کر سکتی ہے اور اس کی وفات کے بعد بغیر اعتراض کے اس کی وصیت نافذ کی جائی گی، کیونکہ وصیت اپنا ذاتی حق ہے اور یہ جس طرح مردوں کے لئے جائز ہے عورتوں کے لئے بھی مشروع ہے کیونکہ ہر شخص آخرت میں اجر و ثواب کا محتاج ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "وَمَا تَقْدِمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ إِنَّ اللَّهَ هُوَ خَيْرٌ وَّأَعْظَمُ أَجْزَاءِ" (المزمل : ۲۰)

ترجمہ : اور جو کچھ بھی نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور اجر میں بڑھا ہوا پاؤ گے۔

## (۸) حق لباس و پوشش :

عورت کو پورا حق ہے کہ سونا و چاندی اور ریشمی ملبوسات میں سے جو جی چاہے زینب تن کرے جب کہ مردوں کے لئے ان دونوں چیزوں کا استعمال حرام کر دیا گیا ہے، ہاں اسے اس کا حق نہیں ہے کہ اپنے کپڑے اتار کر رہہ ہو جائے یا جسم کا صرف نصف وچوتھائی ڈھاکے یا سرو سینہ و گرد و ہلکار کھے البتہ جب شوہر کے ساتھ تخلیہ میں ہو، اسی طرح اس کو سڑک پر چھرہ و بازو کھول کر لکھنے کا حق نہیں ہے بلکہ چھرہ ڈھانکنا واجب ہے کیونکہ چھرہ ہی اصلاً حسن و جمال کی جگہ ہے اور زینب وزینت کا مظہر ہے اسی طرح وہ ہاتھوں میں مہندی اور

سو نے کی انگوٹھی استعمال کر سکتی ہے۔

#### (۹) حق حسن و جمال :

عورت شوہر کے لئے حسن و جمال اختیار کرنے کا حق رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ آنکھوں میں سرمہ، ہونٹوں پر لپسٹک لگا سکتی ہے اور اچھے سے اچھا لباس پہن سکتی ہے مگر ایسا لباس پہننے سے اجتناب کرے جو بد کار اور فاحشہ و فاجرہ عورتوں کا لباس ہو، کیونکہ ان سے ان کی مشابہت ہو جاتی ہے، اور خاتون اسلام کو ہر شک و شبہ کی چیز سے دور رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"أَوْمَنْ يَنْشَأُ فِي الْحَلِيلَةِ وَهُوَ فِي الْخَصَامِ غَيْرُ مَبْيَنٍ" (الزخرف: ۱۸)

ترجمہ: تو کیا جو زیورات میں پرورش پانے اور مباحثہ میں بھی زولیدہ بیان ہو۔ اس ارشاد باری تعالیٰ میں عورتوں کے لئے مختلف نعم کے زیورات اور نیب و زینت کی چیزیں استعمال کرنے اور نیب تن کرنے کی واضح دلیل ہے تاکہ وہ اپنی فطری ذمہ داری یعنی اولاد کی افزائش کو بخوبی انجام دے سکے۔

#### (۱۰) حق طعام و شراب :

عورت کو بھی مردوں جیسا تمام عدہ ولذیذ اور ظاہر و طیب چیزوں کے کھانے اور پینے کا حق ہے، جو چیزیں مردوں کے لئے حلال ہیں وہ عورتوں کے لئے بھی حلال ہیں اور جوان کے لئے حرام و منوع ہیں وہ عورتوں کے لئے بھی منوع ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

"کلوا وشربوا ولا تسرفووا انه لا يجب المسرفین" (اعراف : ۳۱)

ترجمہ : اور کھاؤ اور پیو لیکن اسراف سے کام نہ لو، بیشک وہ (اللہ) مسروفون کو پسند نہیں کرتا۔

یہ خطاب عام مردوں کو اور عورتوں کو دونوں کے لئے ہے۔

## شوہر پر بیوی کے حقوق (۱)

عورتوں کے کچھ مخصوص حقوق ہیں جو ان کے شوہروں پر واجب ہیں، یہ حقوق ان حقوق کے عوض میں ہیں جو عورتوں پر مردوں کے لئے واجب ہیں، جیسے شوہر کی اطاعت جبکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت نہ ہو، اس کے کھانے، پینے، لیٹنے کا انتظام کرنا، اس کی اولاد رضاعت و پرورش کرنا، اس کے مال و عزت و آبرو کی حفاظت کرنا، اور اپنے کو تمام برائیوں کے محفوظ رکھنا، مباح و جائز نسب و زیست اختیار کرنا۔ یہ ان حقوق کی اجمالی تشرع تھی جو عورتوں پر واجب ہیں۔

اسی طرح عورتوں کے کچھ حقوق ہیں جو مردوں پر واجب ہیں جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں بیان فرمائی ہے:

"ولهُنَّ مِثْلُ الَّذِينَ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ" (البقرہ: ۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ عورتوں پر حق ہے موافق دستور (شرعی) کے۔

---

(۱) یہ حقوق قرآن و سنت سے ثابت ہیں، حدیث میں ہے، سو تماری بیویوں پر تمارے کچھ حقوق ہیں اور تماری بیوی کے تم پر کچھ حقوق ہیں۔ (ترمذی ۳/ ۲۵۸)

ان حقوق واجبہ کو ہم مندرجہ ذیل سطور میں پیش کر رہے ہیں، جس کا وہ بے خوف و خطر مطالبہ کر سکتی ہے، شوہر کے لئے ضروری ہے وہ ان حقوق کی ادائیگی میں کوتائی نہ کرے الایہ کہ بیوی از خود بعض حقوق سے مستبردار ہو جائے۔

### (۱) نان و نفقة :

شوہر پر حالت کشاوگی و تیگی دونوں حالت میں حسب استطاعت بیوی کا نان و نفقة واجب ہے، یعنی کھانے و پینے، رہائش، و ملبوسات اور دوا علاج کا انتظام کرنا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " لينفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينتفق مما أتاها اللہ لا يكلف اللہ نفساً الا ما أتاها " (طلاق : ۷)

ترجمہ : اور وسعت والے کو خرچ اپنی وسعت کے موافق کرنا چاہئے، اور جس کی آمدی کم ہو اسے چاہئے کہ وہ اللہ نے جتنا دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ کسی پر اس سے زیادہ بار نہیں ڈالنا چاہتا جتنا اسے دیا ہے۔

### (۲) حق مباشرت :

عورت سے ہم بستری کرنا اس کا حق ہے اور شوہر پر واجب ہے، اگر شوہر کی دوسری بیویاں ہوں تو ان کے مابین عدل و انصاف کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

"اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس پر میں قادر ہوں، اور مجھے اس پر موافق نہ فرمائیں اور میں قادر نہیں ہوں" (۱)

### (۳) حق حفاظت:

عورت کی عزت و آبرو اور جان و مال کی حفاظت شوہر پر واجب ہے، اور کوئی کسی چیز کا ذمہ دار ہوتا ہے تو اس کے ذمہ اس کی حفاظت اور گمداشت ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض وبما انفقوا من أموالهم" (النساء : ۲۳)

ترجمہ: مرد عورتوں کے سر دھرے ہیں، اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے۔ اور اس لئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔

### (۴) حق تعلیم و تربیت:

عورت کی دینی تعلیم و تربیت شوہر پر واجب ہے، اگر وہ نفس نفیں نہیں دے سکتا تو مسجدوں میں مجالس علم میں جانے کی اجازت دے، یا ایسی محفوظ جگہ پر جہاں پر دے کے ساتھ صرف عورتوں کے دین سیکھنے و سکھانے کا انظام ہو، اور وہاں پر کسی طرح فتنے میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۱) ابو داؤد ۱، ۲۹۲، ترمذی ۲/ ۳۷

## (۵) حق حسن معاشرت :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

"وَعَاشُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" (النساء : ۱۹) اور عورتوں کی ساتھ حسن سلوک کرو۔  
حسن معاشرت یہ ہے کہ ہمسبتری سے گریز نہ کرے۔ اور عورت کو گالی و لگوچ اور اس کی ڈلت اور اہانت سے اجتناب کرے اور اسے نہ تادیب کرے الالیا کہ وہ نافرمانی پر اتر آئے، کیونکہ شوہر کو تادیب کرنے کا حق ہے۔ وہ یہ کہ اسے نصیحت کرے اور بستر پر نہ سلاٹے، یا صرف اتنی تنبیہ کرے جس سے کوئی زخم نہ آئے، اور حسن معاشرت یہ بھی ہے کہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اس کے میکے اور رشتہ داروں سے ملنے اور زیارت سے منع نہ کرے۔ اور اسے ایسے کام پر مجبور نہ کرے جسکی وہ طاقت نہ رکھتی ہو، اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، قول حسن اور حسن عمل سے بر تاؤ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :  
"تم میں وہ لوگ بہتر ہیں، جو اپنے اہل و عیال کے لئے بہتر ہیں، اور میں اپنے اہل و عیال کے لئے بہتر ہوں" (۱)

(۱) ترمذی ۵/۷۰۹، ابن ماجہ صفحہ ۳۶

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا :

"عورتوں کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرنے والا کریم ہی ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اہانت کا معاملہ کرنے والا کمینہ ہوتا ہے" (۲)

ارشاد فرمایا :

عورتوں کی ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری مددگار ہیں۔ (۱)

---

(۱) متن علیہ

(۲) ترمذی ۲۵۸/۲، ابن ماجہ صفحہ ۵۹۲

## خاتون اسلام کی خوبیاں

روحانی، جسمانی، عقلی اخلاقی سماں اور خوبیوں کا حصول ہر انسان کا خواہ وہ مرد ہو یا عورت مقصد حیات ہے، اور کوئی شخص بھی اس کی جدوجہد سے روکا نہیں جاسکتا، شریعت الہیہ انسان کے ان ہی مقاصد کی تکمیل کے لئے نازل کی گئی ہے تاکہ وہ ذمہ داری اور اخروی دونوں زندگیوں میں حیات طیبہ و سعیدہ سے بہرہ ور ہو۔

ذیل کی سطور میں روحانی، جسمانی، اخلاقی و عقلی خوبیوں اور سماں کے حصول کے اسباب و وسائل کا ہم ذکر کر رہے ہیں:

### روحانی خوبی:

خاتون اسلام کی سب سے بڑی اہم روحانی خوبی اور اس کے حصول کا ذریعہ یہ ہے کہ ”وَ إِيمَانُكُلُّ أَنْوَاعِ الْأَنْوَاعِ“ ایمان کامل اور عمل صالح کی عظیم صفات سے مقتضی ہے، (۱)

---

(۱) اس مضموم کو اللہ تعالیٰ اطیرج بیان فرمادے ہیں ”قَدْ أَفْلَحَ اللَّهُ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَاهَا“ (الشمس: ۹)

ترجمہ: پامراد ہو گیا جس نے اپنی جان کو پاک کر لیا، اور وہ یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو دادرا کیونکہ تزکیہ نفس عمل صالح سے ہوتا ہے، تدریسہ شرک اور گناہوں سے ہوتا ہے۔

اور شرک اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرے۔ کیونکہ انسان کی روح ایمان اور عمل صالح سے پاکیزہ، شرک باللہ اور گناہوں کے ارکاب سے گندہ و برآنندہ ہو جاتی ہے اور بندہ ایمان کی تجدید و تقویت اور عمل صالح کی کثرت اور شرک اور گناہوں سے دروی اور نفرت کر کے اپنی روحانیت اور تزکیہ نفس میں ترقی کر کے مراحل طے کرتا رہتا ہے یہاں تک وہ اپنی روحانیت کی طہارت و شفافی میں فرشتوں سے مشابہ اور قریب ہو جاتا ہے، اور اسی طرح جب انسان اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتا ہے اور شرکیہ اعمال کا ارکاب اور ظاہری و باطنی کبیرہ گناہوں سے اجتناب نہیں کرتا تو وہ جن اور شیاطین سے قریب اور ان کی سطح پر اتر آتا ہے، **نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ**.

چنانچہ خاتون اسلام کی روحانی سب سے اہم و اعلیٰ خوبی کے حصول کا ذریعہ ایمان کامل اور عمل صالح سے متصف ہونا اور شرک اور صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے محفوظ رہنا ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اس کی معلومات حاصل کی جائے، زیر نظر کتاب میں ہم نے ایسی معلومات فراہم کر دی ہیں، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔

## جسمانی خوبی :

خاتون اسلام ہر ان اسباب وسائل کو اختیار کر سکتی ہے جو اس کی جسمانی صحت اور حسن و جمال کے لئے مفید و مناسب ہو، اور یہ اسکا ذاتی حق ہے، لہذا وہ دوا علاج اور صحت کی درستگی اور جسمانی کمزوری کے ازالہ کے لئے مباح دوائیں استعمال کر سکتی ہے تاکہ جسمانی نظام درست ہو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و شکر سے عبادت کر سکے اور شوہر کی خدمت اور اہل خانہ اور بچوں کی پرورش بحسن و خوبی انجام دے سکے، بلکہ اپنے حسن و جمال کے اضافے اور نسوانیت کو سوارنے کے لئے مہندی، سرمہ، سونے و چاندی کے زیورات کو استعمال بھی کر سکتی ہے، اور شوہر یا باپ میں سے کسی کو حق نہیں پہنچا کر وہ ان آرائش اور زیماں، حظوان صحت اختیار کرنے سے اسے روکے، وہ بوقت ضرورت دانت لگو سکتی ہے، اور کوئی چیز ٹوٹ جائے تو اسے درست کر اسکتی ہے، البتہ وہ کسی حرام چیز سے دواعلاج نہ کرائے اور ناجائز چیزوں سے میک اپ نہ کرے چنانچہ وہ اپنے دانتوں کے درمیان خلاء نہ پیدا کرائے اور نہ اپنی جلد کو کھرچوائے اور نہ اپنے چہرے کے بال آکھاڑے اور نہ اپنے بال میں دوسرا بال ملائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام چیز سے علاج کرانے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

---

(۱) المودودی ۲/ ۳۳۵

اسی طرح آپ نے صحیح حدیث میں "بال ملانے والی، گودنے والیوں اور گدانے والیوں اور دانتوں کے درمیان حسن کے لئے کشادگی کرانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے" (۱)

### عقلی خوبی:

خاتون اسلام اپنے عقلی و فکری سماں کے حصول کے لئے ہر طرح کے وسائل و اسباب اختیار کرنے کا حق رکھتی ہے، کیونکہ عقل و فہم کی وجہ سے انسان تمام شر و فتن سے محفوظ رہتا ہے اور ہلاکت سے نجی جاتا ہے، جو عقل و فہم سے محروم ہے وہ دین سے بھی محروم ہے، (۲) اور جو دین سے محروم ہو جائے اس کے اندر کوئی خوبی اور کوئی سلامتی نہیں ہے، عقل ہی سے انسان، حیوان سے ممتاز ہوتا ہے، لہذا ذہنی ارتقاء اور عقلی عروج کے لئے علم و معرفت اور تجربے کا حصول اور جدوجہد ایک عظیم الشان مقصد ہے۔

ذہنی ارتقاء اور عقلی سماں کے حصول کا ذریعہ کتاب و ست کے علوم و معارف میں عبور حاصل کرنا ہے، اور علماء کی مجالس سے استفادہ اور دینی و علمی کتابیوں کا مطالعہ، اور نیک و صالح خواتین کی صحبت اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱) بخاری ۷/۲۱۲ مسلم: ۱۶۵/۶

(۲) کیونکہ شرعی پابندیوں کے لئے عقل کا ہوتا شرط ہے

حدیث میں ہے کہ "ایک مرتبہ انصار و مجاہرین کی خواتین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ ہم خواتین کے لئے ایک دن (تعلیم و تدریس کے لئے) مخصوص فرمادیجئے کیونکہ مرد ہم سے سبقت لے گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم سے فلاں کے گھر میں وعدہ ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور ان کو وعظ و نصیحت اور تعلیم و تربیت فرمائی" (۱) اللہ تعالیٰ درود و سلام نازل فرمادی جس علیہ وسلم پر اور انصار و مجاہرین کی خواتین سے راضی ہو جا۔

### اخلاقی خوبی :

خاتون اسلام کے لئے اخلاقی خوبی اور اس میں کمال حاصل کرنا غیر معمولی اور بہترین مقصد ہے، اور اخلاق حسنہ حیات طیبہ کی بنیاد اور اس کی اصل الاصول ہے، امیر الشعراً احمد شوقي کا شعر ہے ۔

وإنما الأُمُّ الْأَخْلَاقُ مَا بَقِيَتْ      فَإِنَّهُمْ ذَهَبُوا أَخْلَاقُهُمْ ذَهَبُوا (۲)

امتنیں اس وقت تک باقی اور بام عروج پر رہتی ہیں جب تک کہ ان میں اخلاق

(۱) بکاری صفحہ ۳۶۸

(۲) احمد شوقي کا رسالہ "اسواق الذهب" ادب و حکمت کا شاہکار ہے

باقی رہتا ہے اور جب ان سے اخلاق رخصت ہو جاتے ہیں تو وہ قومیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "وانک لعلی خلق عظیم" (القلم : ۲) آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بحث کے مقاصد میں "تکمیل اخلاق" بیان فرمائے ہیں ارشاد ہے : میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبوعث کیا گیا ہوں۔ (۱)

کیونکہ اخلاق فاضلہ سے متصف شخص سے یہ انتہائی بعید اور ناقابل تصور ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے کفر یا کفران نعمت کرے اور خلق حسن اسے ان گناہوں کے ارکاب سے باز رکھے گا، اسی طرح یہ حسن خلق اسے شر و فساد اور خبث و خباثت سے دور رکھے گا۔

لہذا ہر مسلمان خاتون کو یہ حق ہے کہ اخلاق حسنہ حاصل کرے اور اس میں ترقی و عروج کے منازل طے کرے تاکہ اعلیٰ اقدار خواتین اسلام کی صفتیں شامل ہو جائے جو اپنے شرف اور فضل اور حسن خلق میں مشہور ہیں اور وہ دنیا کی دوسری عورتوں میں ممتاز ہو جائے۔

---

(۱) احمد / ۳۸۱، مولانا صفحہ ۹۰۳

اُنْهَىٰ فَاضِلَّهُ كَهْسُولُ كَطْرِيقَهْ بِحِيِّكَتَابِ وَسَتَ كَمَطَالِعَهُ اُورَ اسَ كَي  
اُنْهَىٰ اُنْهَلِقِي تَعْلِيمَاتَ پَرَ عَملَ پَيْرَا ہُونَے سَهْوَتَا ہَے، اَمَّا الْمُؤْمِنُينَ حَسْرَتَ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَهْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَهْ اُنْهَلِقَ كَهْ مَتَعْلِقَ جَبَ پَوْجَهَا  
گَيَا تو انْهَوْنَ نَفَرِيَا "کَانَ خَلْقَهُ الْقُرْآنَ" (۱) قَرْآنَ آپَ کَا اُنْهَلِقَ تَهَا.  
لَدَنَا خَاتُونَ اِسْلَامَ کَوَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَهْ اُنْهَلِقَ وَعَادَاتَ اُور  
حَيَاتَ طَيِّبَهْ اُورَ خَوَاتِيْنَ اِسْلَامَ کَیِّ صَفَاتَ وَحَيَاتَ کَمَطَالِعَهُ کَرَنَا چَاسَتَهَ تَاکَهُ انَ کَے  
اُنْهَلِقَ کَیِّ تَكْمِيلَ ہَوَ اُورَ وَهْ خَوَدَ اُنْهَلِقَ فَاضِلَّهُ کَانْمُونَهُ بَنَ کَسَکَ، اُورِیَہُ اسَ کَاحْتَنَ ہَے  
ھَے کُولَیَ روکَ نَسِیْسَ سَکَتا، اُورَ ہَمَ نَزَیرَ نَظَرَ کَتَابَ مَیِّنَ اُنْهَلِقَ حَسَنَهُ اُورَ عَادَاتَ  
فَاضِلَّهُ کَیِّ بَسَتَ سَیِّسَ چِیزَسَ بِیَانَ کَیِّ ہَیِںَ آپَ اسَ پَرَ عَملَ کَرَنَے کَیِّ کَوْشَشَ کَیِّبَھَے اِنْشَالَلَهُ  
کَامِیابِیَ سَهْ هَمَکَنَارِ ہَیِںَ گَیِّ.

---

(۱) مُسْمِمٌ : ۲/۱۶۹

## خاتون اسلام کے لئے اسوہ حسنہ (۱)

ہم اس عنوان کے تحت خاتون اسلام کے لئے چند نمونے سلف صاحبین کی خواتین کی حیات طیبہ سے پیش کر رہے ہیں تاکہ انہیں اپنا اسوہ و نمونہ بنایا جائے اور ان کے نقش قدم پر چلا جائے، اور اسی لئے دینی و عقلی کمال حاصل کیا جاسکتا ہے۔

### (۱) حضرت سارہ کا تسلی :

حضرت ابراہیم کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ شاہ مصر کی خلوت میں پیش کی گئیں تو اس نے دست درازی کرنا چاہی تو انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر یہ دعاء مانگی "اللهم إِن كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي أَمْنَتُ بِكَ، وَبِرَسُولِكَ، وَاحصِنْتَ فرجِي الْأَعْلَى زوجِي فَلَا تُنْسِلِطْ عَلَيَّ هَذَا الْكَافِرُ"

اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے نبی پر ایمان رکھتی ہوں اور میں

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انجیاء سابقین کا اسوہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ارشاد ہے "فَبِمَا هُمْ أَفْتَدُهُ" (انعام : ۹۰) ان کی پدایت کی اقتدا کیجئے، اور بھرمومن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اختیار کرنے کا حکم دیا "لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَوْسُوْدَةً" (ازاب : ۲۱) تمدارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

نے اپنی شرمگاہ کی سوائے اپنے شوہر کے، حفاظت کی ہے، اس لئے آپ اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرمائی۔

اس دعا کے بعد کافر پر بے ہوشی طاری ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنی ایڈیاں زمین پر رگرنے لگا، جب اسے افاقہ ہوا تو پھر بد فعلی کا ارادہ کیا تو پھر دعاء کی، چنانچہ پھر اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی، اسی طرح تین مرتبہ ہوا، بالآخر اس کافر بادشاہ نے لوگوں سے کہا کہ تم نے ہمارے پاس ایک شیطان کو بھیج دیا ہے اسے ابراہیم کو واپس کر دو اور اس نے مزید حضرت ہاجرہ کو تختہ میں عطا کیا، چنانچہ حضرت سارہ حضرت ابراہیم کے پاس واپس آگئیں جب کہ ظلماً غصب کر لی چکتیں تھیں۔

اور انہوں نے کہا کیا آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک کافر کو زیر کیا اور ایک خاتون ہدیۃ عطا کیا۔ (۱)

آپ ذرا غور کیجئے کہ حضرت سارہ نے کس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی جو کہ عمل صالح ہے اور اس کے وسیلہ سے دعاء فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء کس طرح قبول فرمائی کہ انہیں کافر کی زیادتی سے محفوظ رکھا بلکہ اس سے حضرت ہاجرہ کی شکل میں ایک ہدیہ بھی دلوایا جن سے بعد میں حضرت اسماعیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد پیدا ہوئے۔

---

(۱) بخاری ۱۰/۲

لہذا آپ بھی کیوں نہیں اس طرح کا صحیح اور مشروع وسیله اختیار کرتیں یعنی یہ کہ دور کعت نماز پڑھئے، اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان اور عمل صالح کے وسیلے سے دعاء کیجئے، اور منوع وسیلے جیسے فلاں کی جاہ، فلاں کے حق، وغیرہ سے اجتناب کیجئے۔

## (۲) حضرت ہاجرہ کا توکل :

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کو مکہ ؑ مکرمہ میں بیت اللہ کے قریب ان کے شیرخوار بچے کے ساتھ چھوڑ کر فلسطین واپس جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے ان سے فرمایا "کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے" یعنی کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیں اس بچہ کے ساتھ بے آب و گیاہ اور نامانوس علاقہ میں چھوڑ کر جانے کا حکم دیا ہے تو ابراہیم نے فرمایا، ہاں، تو حضرت ہاجرہ نے کہا: اب آپ تشریف لے جائیے اللہ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔ (۱) ملاحظہ کیجئے حضرت ہاجرہ نے توکل باللہ کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ضائع کر دیا تھا؟ جواب ہرگز نہیں، بلکہ ان کی بہترین نگہداشت کی اور اکرام و النعام سے نوازا۔

اسی طرح جو بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ و توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد و نصرت فرماتے ہیں۔

---

(۱) بخاری / ۲۱۴۳

### (۳) حضرت خنہ زوجہ عمران کی نذر والتجاء :

حضرت خنہ جو حضرت مریم کی والدہ ماجدہ ہیں ولادت سے ماہیں تھیں، انہوں ایک دن اپنے گھر کے باغچہ میں ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے پچے کو کھلا، پلارہی ہے، انھیں اس وقت دیکھکر پچے کی شدید خواہش پیدا ہوئی اور ولادت کا جذبہ محسوس ہوا اور یہ بول انھیں:

"اے اللہ اگر آپ نے مجھے لڑکا عطا فرمایا تو میں اسے آپ کے بیت (المقدس) میں خادم مقرر کروں گی" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور وہ حضرت مریم سے حاملہ ہو گئیں اور حمل ہی کے دوران ان کے شوہر عمران کا استقال ہو گیا اور جب ولادت کے ایام قریب تر ہو گئے بالآخر ولادت ہوئی اور لڑکی ہوئی اور انہوں نے انتہائی حسرت اور افسوس میں یہ عرض کیا "قالت رب انى وضعتما انشى والله أعلم بما وضعتم ولیس الذکر كالأنشی" (آل عمران: ۳۶)

بولی کہ اے میرے رب میں نے تو لڑکی جنی، اور اللہ تو خوب جاتا ہے کہ اس سے کیا جتا ہے اور لڑکا (اس) لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا تھا.

انہوں نے اس بچی کا نام مریم رکھا جس کے معنی خادمہ کے ہیں اور اس کے لئے یہ دعاء کی "رب انى اعيذها بك وذریتما من الشیطان الرجیم" اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں.

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو شیطان رجیم سے محفوظ فرمایا، ان دونوں نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ (۱)

غور کیجئے حضرت مریم کی والدہ کس طرح اپنی بچی کے لئے شیطان سے پناہ طلب کر رہی ہیں، آج کی مسلمان خواتین بچوں کی حفاظت کے لئے عجیب عجیب حرbe و طریقے اختیار کرتی ہیں، کوئی بچے کے سر کے فریب لوہا رکھتا ہے کوئی ہڈی اور شرکیہ توعید و گندے سرو گردان میں لٹکا دیتا ہے۔ آپ ذرا سوچئے تو حضرت حم نے کس طرح اللہ تعالیٰ سے خالص نذر مانی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور انہیں حضرت مریم جیسی بیٹی عطا فرمائی اور پھر انہوں نے کس خوبی سے اسے اللہ تعالیٰ کے حوالہ اور اس کی حفاظت میں دے دیا، اور کون اس سے زیادہ خوبی سے استعاذه کر سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیٹی اور بیٹی کے بیٹے کو کس طرح شیطان رجیم سے محفوظ رکھا۔

لہذا آپ بھی کیوں نہیں ام مریم علیہما السلام جیسی منت جو خالص اللہ کے لئے ہو ماتیں اور سچائی سے اسی کی طرف لوٹتیں۔

(۱) حدیث شفاعت میں حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ مذکور نہیں ہے بخاری / ۱۵۸۹ و مسلم : ۱۲۸

## (۲) حضرت خدیجہ کا کمال عقل و دین :

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حراء میں ابتداءً وحی نازل ہوئی تو آپ پر خوف ساطاری ہو گیا اور اس کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا : تو انہوں نے ایمان و ایقان سے بھر پور انداز میں آپ کے مستقبل کے بارے میں اس طرح اطمینان دلایا "اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ذلیل نہ کرے گا، کیونکہ آپ صدقہ رحمی کرتے ہیں، فقیروں کی مدد کرتے ہیں، محروموں کا خیال رکھتے ہیں، اور آپ امانت گزار اور مصہماں نواز ہیں، اور مصیت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں" (۱)

دوسری طرف جب آپ نے حضرت خدیجہؓ کو جب حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد کی اطلاع کی تو انہوں نے کہا ، جب وہ دوبارہ تشریف لاکیں تو میرے متعلق انھیں خبر کیجئے گا، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اور مجھے بھی اس کی خبر کیجئے، جب جبریل آئے تو آپ نے خبر کی ، تو حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ آپ میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں، آپ بیٹھ گئے، حضرت خدیجہؓ نے کہ اب آپ جبریلؓ کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں ، پھر حضرت خدیجہ نے کہا کہ

(۱) بخاری ۱/۵۰۴

اب آپ میری داہنی ران پر بیٹھ جائیے تو آپ بیٹھ گئے، حضرت خدیجہ نے کہا کیا آپ جبریل کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں، پھر حضرت خدیجہ نے کہا کہ آپ میری گود میں بیٹھ جائیے۔ چنانچہ آپ وہاں بیٹھ گئے، انہوں نے پوچھا کہ اسوقت آپ انھیں دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا ہاں دیکھ رہا ہوں، تو انہوں نے اپنا سر کھول دیا اور دوپٹہ کو ایک طرف ڈال دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور بیٹھے ہوئے تھے پھر انہوں نے دریافت کیا اب آپ جبریل کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا اسوقت نہیں دیکھ رہا ہوں، حضرت خدیجہ نے کہا : اے میرے چجازِ بھائی آپ دل مضبوط رکھئے اور بشارت سنئے خدا کی قسم یہ فرشتہ ہے اور شیطان نہیں ہے۔ (۱)

یہ مذکورہ دونوں واقعہ حضرت خدیجہؓ کے سماں عقلی اور قوت یقین کی علامت ہے، پہلے واقعہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ کار خیر اور حسن سلوک کرنے والا کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہوتا۔

اور دوسرے واقعہ سے یہ استدلال کیا کہ فرشتہ کبھی سرکھلی عورت کیسا تھے نہیں بیٹھتا اور شیطان ایسی عورت کیسا تھے بیٹھتا ہے، اور اسے فتن و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اور فرشتہ نیکی اور بھلائی کی طرف بلا تا ہے۔ جس سے انہوں نے یہ تتجہ اخذ کیا کہ ان کے شوہر کے پاس آنے والا شخص فرشتہ ہے نہ کہ شیطان۔

(۱) بظاہر اس واقعہ کی کوئی معتبر سند نہیں معلوم ہوتی، اور سیرت کی عمومی کتابوں میں اس کا ذکر بھی نہیں ملتا، دوسری طرف شان نبوی کے ملنی بھی معلوم ہوتا ہے۔ (سعید احمد)

## (۵) حضرت فاطمہؓ کی حیاء و صبر جمیل :

ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صابراً دادی اور سارے اہل خانہ میں عزیز ترین تھیں، اور میری یہ شریک حیات، حکی اپنے ہاتھوں سے پیسا کرتی تھیں یہاں تک کہ ہاتھوں پر چھالے پڑجاتے تھے، مشک بھر بھر کر لانے سے کمر و سینہ پر نشان پڑجاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دیتی تھیں جس سے ان کے کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ اور وہ چولھا پھونکتی تھیں جس سے ان کے کپڑے سیاہ ہو جاتے تھے۔ اور انھیں ان اعمال شفاۃ کی وجہ سے بڑی تکلیف پہنچتی تھی ”

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب سے پوچھا عورت میں سب سے بڑی خوبی کیا ہے۔ کسی کو کوئی جواب نہیں بن پڑا، حضرت علیؓ میں موجود تھے، انھوں نے اس کا ذکر حضرت فاطمہؓ سے کیا تو انھوں نے کہا کہ آپ نے یہ کیوں نہیں کہدا یا ”الن میں سب سے بڑی خوبی کی چیز یہ ہے کہ وہ مددوں کو نہ دیں اور نہ مدد اٹھیں دیں یہیں“ حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بات بتائی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ”کس نے یہ بات تکو سکھائی“ عرض کیا کہ فاطمہؓ نے مجھے یہ بات بتائی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ”وہ میرا ایک تکڑا ہے“ (یعنی فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے)

ملاحظہ کیجئے حضرت فاطمہؓ کون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

صلحتزادی حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی زوجہ مختنمہ ، چکلی پیس رحمی ہیں، پانی بھر رہی ہیں، گھر میں جھاٹو لگارہی ہیں، چولھا جلا رہی ہیں، کھانا پکار رہی ہیں اور بچوں کی بذات خود پرورش کر رہی ہیں۔ نہ تو اکتیائی ہیں اور نہ غصہ ہوتی ہیں اور نہ ہی تکنوہ شکایت کرتی ہیں۔ اور صبر و تحمل اور سلیم و رضا کی ایک اعلیٰ مثال بنی ہوئی ہیں۔ تو کیا آپ جگر گوشہ رسول کی اس میں نقل و تقلید نہیں کرتیں؟

دوسری طرف شرم و حیا کی عجیب و غریب انداز سے تعریف و تشریح کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ : بہترن عورت وہ ہے، جسے کوئی مرد نہ دیکھے اور وہ خود کسی مرد پر نگاہ نہ ڈالے، کیا اس سے بڑھ کر کوئی حیا و شرم کی تعریف ہو سکتی ہے۔ جس کی تعریف خاتون جنت فاطمہ الزهراء اپنے والد معظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں فرمایا تھا، عورتوں کی عظمت اور عصمت اسی میں ہے کہ وہ مردوں کے میدان سے دور رہیں اور مرد بھی ان کے حلقہ سے دور رہیں، اسے ملاحظہ کرنے کے بعد، حالات حاضرہ کی خواتین پر طائرانہ نظر ڈالنے کو وہ کس قدر مردوں سے اختلاط کئے ہوئے ہیں، انہیں دیکھتی اور ان سے گفتگو کرتی ہیں اور بازاروں اور سڑکوں اور مسجدوں میں اختلاط بڑھتا جا رہا ہے، اور ٹیلیویژن وغیرہ میں جو مناظر دیکھے جاتے ہیں اس سے تو "الأمان والحفیظ" کہنا چاہتے۔ تو کیا آپ خاتون جنت کی شرم و حیا میں تقلید نہیں کرتیں؟

## (۶) حضرت عائشہ کا علم وزہد :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمثیل گائے جانے کے بعد جب آیت

برات نازل ہو گئی جس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر  
 صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام اہل خانہ کو شدید صدمہ پہنچا تھا، اس وقت  
 جب سارے لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے نزول برات کی بشارت دی تو حضرت عائشہ کے والدین نے ان سے فرمایا:  
 بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کو بلوسہ دو اور آپ کا شکریہ ادا کرو،  
 تو حضرت عائشہ نے جواب دیا میں صرف اپنے رب کی بکھر گزار بنوں گی جس نے  
 میری برات نازل فرمائی، اس کے علاوہ کسی کی بکھر گزار نہیں بنوں گی، یہ سن کر  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عرفت الحق لأهلہ" انہوں نے  
 حق کو صاحب حق کے لئے پہچان لیا، اس ریاضی خاتون کے پاس کون سا علم تھا؟  
 اور اس خاتون سے زیادہ کس کا علم وفضل گرا ہو سکتا ہے کہ جس کی برات  
 آسمان سے نازل ہو رہی ہے اور اس کی بشارت دی جا رہی ہے۔ خوشخبری  
 سننا امر حسن ہے، اور ان سے کما جا رہا ہے کہ اس کے قدم چوے اور اس کی  
 ممنون ہو جس نے خوش خبری سنائی ہے تو وہ سمجھتی ہیں اس میں سارا فضل  
 و احسان صرف اللہ تعالیٰ کا ہے کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں، اور وہ کہتی ہیں "میں  
 صرف اللہ کی بکھر گزار بنوں گی" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں  
 ان کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں "عرفت الحق لأهلہ" انہوں نے حق کو  
 صاحب حق کے لئے پہچان لیا، اور اسی کو علم حقیقی کہتے ہیں، نہ کہ آج کل کا  
 سطحی علم جو ڈگریوں اور ملازمتوں کے لئے حاصل کئے جاتے ہیں تاکہ ان خواتین  
 پاکیزہ پر برتری کا اظہار کیا جائے جو خانہ نشین ہیں۔

### زہد عالیہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلقائے راشدین کی وفات کے بعد ایک دن حضرت عالیہؐ کی خدمت میں ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زیر رضی اللہ عنہ نے ایک لامہ اسی ہزار درہم بطور ہدیہ بھیجے، وہ اس دن روزے سے تھیں چنانچہ انہوں نے اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا شام ہونے تک ایک درہم بھی باقی نہیں رہ گیا تھا، افطار کے وقت باندی سے فرمایا : میرے افطار کا انتظام کرو، چنانچہ ایک روٹی اور تھوڑا تیل لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی آپ نے آج جو کچھ تقسیم کیا ہے اس میں سے ایک درہم کا گوشت خرید لیتیں تو اس سے افطار کر لیتیں، حضرت عالیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ناراض نہ ہو، اگر تو مجھے یادِ لاویتی تو شام میں ایسا کر لیتیں۔

### کرم عالیہ :

حضرت عروہ بن زیرؓ جو عالیہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں فرماتے ہیں، میں نے حضرت عالیہؐ کو ستر ہزار درہم تقسیم کرتے دیکھا ہے جب کہ وہ خود پیوند لگا کپڑا استعمال کرتی تھیں اور نیا نہیں خریدتی تھیں۔

### خشیت عالیہ :

اسی طرح قاسم بن محمد حضرت عالیہؐ کے بھتیجے ہیں فرماتے ہیں : میں

روزانہ حضرت عائشہ کی خدمت میں سلام کرنے جاتا تھا، ایک دن جب پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز میں اس آیت کو بار بار پڑھکر رورہی ہیں "فمن اللہ علینا و وقانا عذاب السمووم" (الطور : ۲۷) سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچالیا، چنانچہ میں وہاں کھڑے کھڑے بھک گیا اور اپنے کام سے بازار چلا گیا جب دوبارہ واپس آیا تو دیکھا کہ اسی طرح نماز پڑھ رہی ہیں اور اس میں زار و قطار رورہی ہیں۔

خاتون اسلام یہ علم اور نہد اور خوف و خشیت اور جود و کرم کے اعلیٰ انموں ہیں تو آپ کیوں نہیں اپنی ماں کی اس میں فہل و تقسید کرتیں؟

#### (۷) کچھ گمنام خواتین کا تقوی:

علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ایک نیک عورت آٹا گوندھ رہی تھی کہ اس گوندھنے کے دوران اس کے شوہر کی وفات کی خبر موصول ہوئی، تو اپنا ہاتھ اس سے اٹھایا اور کہا کہ، اس کھانے میں ہمارے کچھ لوگ شریک ہو گئے ہیں۔

ایک دوسری عورت کا قصہ ہے کہ وہ چراغ جلا رہی تھی کہ اس کے شوہر کے مرنے کی خبر آگئی تو اس نے چراغ بھجادیا اور کہنے لگی کہ اس تیل میں اب ہمارے کچھ لوگ شریک ہو گئے ہیں۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ مومن خواتین تقوی اور طہارت کے کس مقام پر تھیں، پہلی خاتون گوندھے ہوئے آئے کو چھوڑ دیتی ہے، اور دوسری جلتے ہوئے

چراغ کو بمحادیتی ہے کیونکہ شوہر کے وفات سے اس میں ایک گونہ ورثاء کا بھی حق ہو جاتا ہے تو انھیں اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی دوسرے کے مال میں سے بغیر اجازت کے استعمال اور تصرف نہ ہو جائے۔ اس لئے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کی وجہ سے اس کا استعمال ترک کر دیا۔

کیا یہ ورع و تقوی کی عالی مثال خواتین نہیں ہیں، کیا آپ بھی ان پر حیز گار و دیندار خواتین کی طرح نہیں ہونا چاہتیں؟

#### (۸) ام عطیہؓ اور ربع بنت معوذؓ کا ایمان و شجاعت:

حضرت ام عطیہ انصاریہ اور حضرت ربع بنت معوذ عفراء رضی اللہ عنہما فرماتیں ہیں، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شرک ہوتے تھے تو لوگوں کی خدمت اور ان کے لئے کھانا تیار کرتے تھے اور پانی پلایا کرتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتے تھے، اور مریضوں کی دیکھ بھال اور مقتولین اور مجرو حین کو مدینہ منتقل کیا کرتے تھے۔

یہ کوئی ایمان و ایقان تھا جو ان خواتین کو اپنے گھروں سے نکال کر میدان جہاد میں لاکھڑا کرتا تھا جہاں وہ اپنی اولاد اور اہل خانہ اور مال اور دولت سے دور ہو کر مجاہدین کی پشت پناہی کرتیں، مریضوں اور زخمیوں کی تیمارداری اور مرہم پٹی کرتیں اور ان کے کھانے و پینے کا انتظام کرتیں، اور مقتولین اور مجرو حین کو میدان جنگ سے اٹھا کر مدینہ منورہ منتقل کرتیں تھیں۔ اس طرح صحابیات پاکیزہ و ظاهرہ صحابیات تھیں۔

لیکن موجودہ دور میں فست و فجور کے علمبرداروں نے عورتوں کو ان کے گھروں سے بے پرده اور بے حیاء کر کے باہر لکال دیا اور انھیں فوجی کیمپوں میں داخل کر دیا تاکہ وہ ان کو اپنی ہوا و ہوس کا لشانہ بنا سکیں اور انھیں مختلف ملازمتوں پر شرطی، قاضی بنائے جائے تاکہ ان سے لطف اندوز ہوں اللہ تعالیٰ ان کو نامرا در کرے۔

خاتون اسلام آپ کیوں نہیں ان خواتین اسلام کی ایمان و یقین اور شجاعت و عفت میں تقسیم کرتیں، اور بازاری اور بے حیاء اور بے پرده عورتوں سے براءت ظاہر کرتیں۔

### (۹) ام البنین کا جود و کرم :

ام البنین جو خلیفہ عبد العزیز بن مروان کی صاحبزادی اور خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز کی همسیرہ ہیں جود و کرم میں ضرب المثل تھیں۔ وہ فرمایا کرتی تھیں : ہر شخص کا ایک شوق ہوتا ہے اور میرا شوق و مشغله داد و دہش ہے۔ اور یہ خاتون حرج عد کے دن ایک غلام آزاد کرتیں تھیں، اور ایک شہسوار اللہ کے راستے میں بھیجا کرتی تھیں، اور وہ یہ فرمایا کرتی تھیں "تف ہو کنجوں پر، اگر وہ کوئی کرتا ہوتا تو میں اسے کبھی نیسب تن نہ کرتی۔ اور اگر وہ راستہ ہوتا تو اس پر کبھی نہ چلتی۔

خاتون اسلام آپ اس تابعی خاتون کے ان اقوال و اعمال میں غور و نکل کر کیجئے : میرا مشغله جود و سخا ہے، تف ہے بخل پر اگر وہ کوئی پیر، ہن ہوتا تو میں اسے

کبھی نہ پہنچی اور اگر کوئی راستہ ہوتا تو اس پر کبھی نہ چلتی۔ آپ بھی اس خاتون جنت کے صفات و عادات اختیار کرنے کی کوشش کیجئے، ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ان صفات عالیہ سے متصف فرمادے۔ ان اللہ علی کل شیء قادر۔

#### (۱۰) ام سفیان "ثوری کا حلم اور خشیت:

حضرت سفیان ثوری کی والدہ ماجدہ نے اپنے بیٹے سفیان سے جب وہ طالب علم تھے فرمایا: بیٹے تو طلب علم میں مشغول رہو میں تمہاری کفالت سوت کات کر کرتی رہو گی۔

انھیں طلب علم کے لئے فارغ اور یکسو اور کام و کاج سے بے کفر کرو دینا چاہتی تھیں۔ ان سے مزید فرماتی ہیں: بیٹے جب تم دس حرفاً لکھ لیا کرو تو دیکھو تمہارے اندر زیادہ شوق پیدا ہوا کہ نہیں (ان کی مراد زیادتی نور اور زیادتی خوف و خشیت تھی) اگر تم زیادتی نہ محسوس کرو تو سمجھو کہ یہ علم انھیں نفع بخش نہیں ہو گا۔

آپ حضرت سفیان ثوری کی والدہ کی کفر و نظر کا جائزہ لیجئے ان کا خیال ہے کہ علم کیوجہ سے دل میں نور اور خوف و خشیت پیدا ہوتی ہے، اگر یہ خوف و خشیت پائی جاتی ہے تو علم نافع ہے ورنہ تو "علیے کہ رہ حق نہ نماید جھالت است" کا مصدقہ ہے، اور انسان کے لئے وہاں جان و نقصان وہ ہے۔

ملاحظہ کیجئے انہوں نے کس طرح محنت و مشقت سے سوت کات کر اپنے

لڑکے کی پرورش اور طلب علم کے لئے فارغ کر دیا تھا، آپ بھی ان کا اسوہ اختیار کیجئے، اور جائزہ لیجئے کہ یہ علم آپ کے اندر اور اللہ تعالیٰ سے خوف و خشیت اور شوق و رغبت پیدا کر رہا ہے کہ نہیں؟ ان پاکیزہ و پاک طینت خواتین کا موجودہ دور کی عورتوں سے جو اسکولوں اور ملازمتوں میں بھری پڑی ہیں، مقابلہ کیجئے آپ کو اندازہ ہوگا ان خواتین اسلام کی طرح بننے کا کسی کو شوق وجذبہ نہیں پایا جاتا ہے۔

## خاتمه

نصحیحتیں:  
گیارہ

خاتون اسلام آخر میں ہم آپ کی خدمت میں گیارہ قسمی نصحیحتیں پیش کر رہے ہیں، آپ ان پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کیجئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اور زیر نظر کتاب کامطالعہ اور اسے اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

(۱) توحید باری تعالیٰ اختیار کرنا:

صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے اور قرآن کریم اور سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو کچھ ثابت ہے اسے مضبوطی سے پکڑیے۔

(۲) شرک سے اجتناب کرنا:

عقائد اور عبادات میں شرک سے اجتناب کیجئے کیونکہ شرک سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔

(۳) بدعت سے اجتناب کرنا:

عقائد اور عبادات میں بدعت سے اجتناب کیجئے، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعتی کا انجام جہنم ہے۔

### (۴) نماز کی حفاظت کرنا :

نمازوں کی پوری طرح پابندی کیجئے، کیونکہ جو شخص نماز کی حفاظت کرتا ہے وہ دوسرے اعمال کی مزید پابندی کرتا ہے اور جو کوئی نماز میں کوتا ہی کرتا ہے وہ دوسرے اعمال میں زیادہ کوتا ہی کرتا ہے۔

نماز کی ادائیگی میں طھارت اور طہائیت اور اعتدال اور خشوع و خضوع کا پورا خیال رکھئے، اور اس کو اول وقت میں ادا کیجئے، کیونکہ جب بندے کی نماز درست ہوتی ہے تو تمام اعمال درست ہو جاتے ہیں اور اگر نماز فاسد ہوتی ہے تو تمام اعمال فاسد ہو جاتے ہیں۔

### (۵) شوہر کی اطاعت کرنا :

اگر شوہر ہو تو اس کی فرمانبرداری اختیار کیجئے، اس کے کسی حکم کو نہ مانے اور اس کی نافرمانی نہ کیجئے، تا آنکہ کسی معصیت کا حکم دے۔

### (۶) عفت و عصمت کی حفاظت :

شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عفت و عصمت اور اس کے مال کی حفاظت کیجئے۔

(۷) پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت :  
اپنے پڑوسیوں کیساتھ حسن سلوک کیجئے اور ان سے براہمیوں کو دفع کیجئے۔

(۸) خانہ نشین ہونا :  
خانہ نشین رہئے اور صرف لوقت ضرورت گھر سے باہر قدم رکھئے اور جب گھر سے باہر نکلنے تو اچھی طرح سے چھرے اور ہاتھوں کے پر دے کیساتھ نکلنے۔

(۹) والدین کے حقوق کی رعایت :  
والدین کیساتھ حسن سلوک کیجئے اور ان کو قولی و فعلی کسی میراث کی ٹکلیف نہ پہنچائیے، اور جب تک وہ نیکی و بھلائی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت کیجئے اور جب برائیوں کا حکم دیں تو ان کی اطاعت ضروری نہیں ہے۔

(۱۰) اولاد کی تربیت :  
اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا پوری طرح خیال رکھئے اور انھیں سچائی، نظافت، اچھے قول و فعل، حسن اخلاق اور تمدنیب و تمدن کی تعلیم دیجئے، اور جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کا حکم، اور جب دس ۱۰ سال کے ہو جائیں تو نہ پڑھنے پر تسبیہ کیجئے اور ان کے بستر الگ کر دیجئے۔

(۱۱) ذکر اللہ و صدقہ کرنا :

ذکر اللہ و صدقہ و خیرات کثرت سے کیجئے۔ ذکر اللہ کی تفصیلات اسی کتاب میں بیان ہو چکی ہے آپ ہیاں اس کا مطالعہ کر لیجئے، صدقہ و خیرات یہ ہے کہ آپ ضرورت سے زائد مال جس کی آپ کو اور شوہر اور اولاد کو حاجت نہیں ہے، اگرچہ وہ کم سے کم ہو فقراء اور محتاجوں اور رفاهی کاموں میں خرچ کیجئے، کیونکہ صدقہ و خیرات برے موقع سے محفوظ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو مصیت سے محفوظ رکھے اور خاتمه بالخیر عطا فرمائے۔

الحمد لله اولاً و آخرًا، وصلى الله وبارك على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً.

تمام شد ۲۰/۶/۱۳۱۶ھ

منامہ بحرین،

ترجمہ - سعید احمد قمر الزمان ندوی

# فہرست مضمایں

۳	تمہید
۱۲	مقدمہ
۱۲	ایک ضروری و اہم انتباہ
۱۷	خاتونِ اسلام کا عقیدہ
۲۷	فرشتوں پر ایمان
۳۱	کتابوں و رسولوں پر ایمان
۳۳	یوم آخرت پر ایمان
۳۸	قضاء و قدر پر ایمان
۴۰	ایمان بالقضاء والقدر کے فوائد
۴۱	خاتونِ اسلام کا اسلام
۴۲	ارکانِ اسلام
۴۵	عقایدِ اسلام
۵۳	قولی عبادتیں

۵۸	فعلی عبادتیں.....
۵۹	وہ افعال جن کا ترک کرنا عبادت ہے.....
۶۲	خاتونِ اسلام کا احسان.....
۶۶	طہارت کا بیان.....
۷۲	وضو کا طریقہ.....
۷۳	غسل کا طریقہ.....
۷۵	تیمم کا بیان.....
۷۷	حیض و نفاس کے مسائل.....
۷۷	حیض.....
۸۱	نفاس.....
۸۲	ممنوعاتِ حیض و نفاس.....
۸۴	نمایز کا بیان.....
۸۷	شرائطِ نماز.....
۸۸	ارکانِ نماز.....
۸۹	فرائضِ نماز.....
۸۹	واجباتِ نماز، اور اس کی موجہ سنتیں.....

مستحبات نماز، اور غیر موکدہ سنتیں	۹۱
نماز کے بعد کی سنتیں	۹۳
مسجدہ سو کا بیان	۹۳
طریقہ نماز	۹۶
مفسدات نماز	۹۹
مکرہبات نماز	۱۰۰
اوقات نماز	۱۰۳
قضاء نماز	۱۰۳
اقسام نماز	۱۰۶
نمازِ جمعہ کا	۱۰۸
نمازِ جماعت	۱۰۹
نمازِ مسافر	۱۱۰
نمازِ مریض	۱۱۱
احکام میت، اور نمازِ جنازہ	۱۱۲
زکاۃ کا بیان	۱۱۶
مسائل زکاۃ	۱۱۶

۱۱۹ .....	جانوروں کی زکاۃ.....
۱۲۰ .....	زیورات کی زکاۃ.....
۱۱۹ .....	وجوب زکاۃ کے شرائط.....
۱۲۰ .....	زکاۃ کے مصارف.....
۱۲۱ .....	صدقات.....
۱۲۳ .....	روزہ.....
۱۲۳ .....	روزے کی قسمیں.....
۱۲۴ .....	ممنوع و مکروہ روزے.....
۱۲۷ .....	روزے کے اركان.....
۱۲۸ .....	روزے کی سنتیں.....
۱۲۹ .....	روزے کے مستحبات.....
۱۲۹ .....	روزے کے مفسدات.....
۱۳۰ .....	روزے کے مکروہات.....
۱۳۱ .....	روزے کے مباحثات.....
۱۳۲ .....	روزہ توڑ دینے کا حکم.....
۱۳۳ .....	اعتكاف رمضان.....

.....	صدقہ و فطر
۱۳۲	
.....	حج اور عمرہ کا بیان
۱۳۵	
۱۳۵	وجوب حج و عمرہ کے شرائط
۱۳۶	حج و عمرہ کے اركان
۱۳۷	حج کے واجبات
۱۳۸	ممنوعات احرام
۱۳۹	فضائل حج و عمرہ
۱۴۱	حج و عمرہ کرنے کا طریقہ
۱۴۱	حج کرنے کا طریقہ
۱۴۲	عمرہ کرنے کا طریقہ
۱۴۵	خاتون اسلام کے واجبات
۱۵۱	خاتون اسلام کے آداب
۱۵۶	خاتون اسلام کے اخلاق
۱۶۵	خاتون اسلام کی خصوصیات
۱۷۵	عورتوں اور مردوں میں فرق
۱۸۰	خاتون اسلام کے حقوق

۱۸۷	شوہر پر بیوی کے حقوق
۱۹۲	خاتون اسلام کی خوبیاں
۱۹۹	خاتون اسلام کے لئے اسوہ حسنہ
۱۹۹	حضرت سارہ کا توسل
۲۰۱	حضرت ہاجرہ کا توکل
۲۰۲	حضرت حنہ زوجہ عمران کی نذر والتجاء
۲۰۲	حضرت خدیجہؓ کا کمال عقل و دین
۲۰۴	حضرت فاطمہؓ کی حیاء و صبر جمیل
۲۰۷	حضرت عائشہؓ کا علم و زیند
۲۱۰	چند گمان خواتین کا تقویٰ
۲۱۱	ام عطیہ اور ربع معودؓ کا ایمان و شجاعت
۲۱۲	ام النبینؓ کا جود و کرم
۲۱۳	ام سفیان ثوریؓ کا حلم اور خشیت
۲۱۵	خاتمه (گیارہ صحتیں)
۲۱۹	فهرست مضمایں



# المرأة المسلمة

تأليف فضيلة الشيخ

أبو بكر بن جابر الجزائري

ترجمة للأردية

سعید احمد قمر الزمان

حقوق الطبع ميسرة لكل مسلم يريد توزيعه لوجه الله

اما من اراد بيعه فعليه الاتصال بالمكتب هاتف: ٤٣٣٠٨٨٨ (اربعة خطوط)

هذه الطبعة

تمت بإشراف المكاتب التعاونية للدعوة والإرشاد  
بالبديعة والصناعية الجديدة



# المرأة المسلمة

تأليف فضيلة الشيخ  
أبو بكر بن جابر الجزائري

ترجمة للأردية  
سعید احمد قمر الزمان

سنة الطبع ١٤١٩هـ

طبع على نفقة أحد المحسنين  
غفر الله له ولوالديه ولجميع المسلمين